

مکتبہ خلیفہ دہلی
مکتبہ خلیفہ دہلی

سید احمد علی خاں خلیفہ دہلی



مکتبہ خلیفہ دہلی

مکتبہ خلیفہ دہلی

اطلاع پاس پہنچ میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ دار فروخت کے لیے موجود ہے اور
فہرست اسکی ہر ایک شاخ کو چھاپے خانے سے مل سکتی ہے جو جبکہ معاملہ سہولت و حفظ سے شائقان
اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیبل جج کے پیش
جو ساوہ بین انین کتب متفرقات دینیہ اردو و عربی میں تائید ہر سخن کی یہ کتاب ہے۔
اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

اظہار حقیقت جس میں سوال و جواب

(متفرقات دینیہ اردو)

فرقہ و ہابیہ کے مذکورین

دو اندوہ مجلس - سہمی پور ریاض الدار

از مولوی محمد قمر الدین گوپاموسی -

۱۰ مجلس منظوم - سرگندہ لکھنؤ -

وہ مخزن - مصائب کربلا از حکیم الامت

مہم نبوت - از نواب محمد مردان علی خان -

رموز القرآن - اوقاف قرآن کا بیان -

انکار چشم منظوم ذکر علامات قیامت -

صحبہ کا سکہ - حالات قیامت و نبوت

دو رخ از مولوی عباس علی -

قیامت نامہ و نبوت نامہ - از مولوی

فیاض الحق -

تحفہ درود - ملقب بغیرہ اللہ از مولوی محمد امجد

رشید المومنین - عربی و اردو - رسالہ قیام

متضمن احوال و تاریخ قیامت از محمد سلطان

گلزار نعمت - از منشی رحمان علی مطبوعہ نظامی

محامد القیامی - مولفہ مولوی حامد علی صاحب

علامات القیامت - مصنفہ مولوی محمد حسین احمد

کلمات قدسیہ الہامات شریہ مصنفہ شیخ قیوم

فضائل الشہداء و رواقصیام - سال کے ہر ماہ کے

فضائل و عبادات بدشہوت احادیث و آیات -

شمیہ احمدی - سراپا - سے رسول قبول کا

بیان از جمال الدین حسن خان -

شہوتی زائر - دعوت کرنا اسلام کا قائل قریش

گو از نواب شیر علی خان -

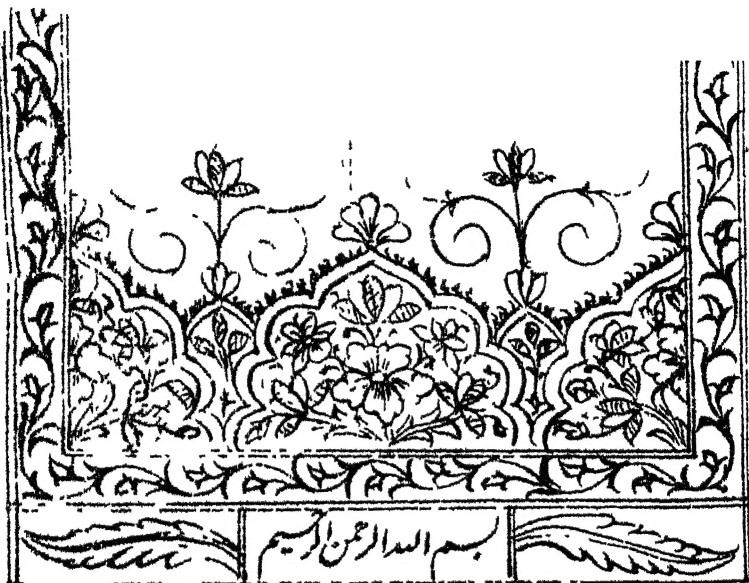
بن جوع کاین مکان فضل خلائی و زمان

مستعمل راجعہ خاں بہتہ دولت ایمان اعنی مولد شریف مصطفوی ہوسوم بہ



والله شفيق رحيم محمد بن عبد المجيد صاحب غمضه

طبع می‌نویسد و اینک در این طبع



بعد حمد خدا سے غزوہ بل بصر و قدیر و لغت حضرت محمد مصطفیٰ بشیر و نذیر صلی اللہ
 علیہ و علی آلہ و صحابہ جمیعین کے یہ گنہگار امیدوار محبت پروردگار عاجز و سلیکین محمد
 سراج البیقین برادران دین کی خدمت میں التماس گزارا کہ فقیر نے اس سلسلہ متبرکہ کے
 روایات و حکایات کی صحت پر بہت بڑا احاطہ کیا ہوا ہے نزدیک کسی روایت یا جمع کو
 ہمیں دخل نہیں یا ہر چنانچہ جن جن کتب معتبرہ سے حکایات و روایات مستندہ سلسلہ متبرکہ
 درج کیے ہیں انکے نام اس مقام پر لکھ دیے ہیں تاکہ ناظرین صدقت آئین ملاحظہ فرمائیں
 اور کسی طرح کا شک و شبہ اسکی صحت پر نہ لائیں کتب مذکورہ مستندہ ہیں صحیح بخاری
 صحیح مسلم صحیح حاکم مستدرک شرح السنن یقی بحوالہ علوم امام نجم الدین عمر نسفی قاضی خان
 مولد ابن جوزی محدث ابن کثیر عمیل تحمل شیعۃ العلماء مغلطہ ہر حق مصباح النبوة حضرت مولانا
 شاہ محمد ہادی رحمۃ اللہ علیہ تدریج النبوة معارج النبوة روضۃ الاجاب یا فاضل الارادۃ فریم



بسم الله الرحمن الرحيم

اَحْمَدُ لِلّٰهِ سَرَّابِ الْخَلِيَيْنِ وَالْعَاقِبَةِ الْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سُوْلِهِ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَبْعَدَا حَيِّ شَيْفِ كَانِ وَنَحْمَدُ فِيْ وَفِيْ كَانِ اَحْمَدِ
سَبَّحُوْهُ اَوْ اَكْاَهُ هُوَ كِهَ اَرْسَالَتِ اَبْسُلْطَانِ كُوْنِيْنِ بِشَوَا سَ وَا رِيْن
رَسُولِ الشَّقْلِيْنِ نَبِيْ اَحْمَدِيْن اَمِ اَبْسُلْطِيْنِ سُلْطَانِيْ اَلدَارِيْنِ فَخْرَتِ مُحَمَّدٍ صَافِيْ اَحْمَدِيْ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ فَخْرَتِ مُحَمَّدٍ صَافِيْ اَحْمَدِيْ
مِيْنِ فَخْرَتِ اَحْمَدِيْ فَخْرَتِ اَحْمَدِيْ فَخْرَتِ اَحْمَدِيْ فَخْرَتِ اَحْمَدِيْ فَخْرَتِ اَحْمَدِيْ
كَلَابِ كِهَ كَلَابِ مِيْنِ مَرُوْ كِهَ مَرُوْ كِهَ كَلَابِ كِهَ كَلَابِ مِيْنِ مَرُوْ كِهَ مَرُوْ
فَزَرِ كِهَ فَزَرِ مِيْنِ مَالِكِ مِيْنِ نَفَرِ كِهَ نَفَرِ مِيْنِ كَلَابِ كِهَ كَلَابِ مِيْنِ مَرُوْ كِهَ مَرُوْ
كِهَ مَرُوْ كِهَ مَرُوْ كِهَ مَرُوْ كِهَ مَرُوْ كِهَ مَرُوْ كِهَ مَرُوْ كِهَ مَرُوْ كِهَ مَرُوْ
تَرُوْ كِهَ تَرُوْ كِهَ تَرُوْ كِهَ تَرُوْ كِهَ تَرُوْ كِهَ تَرُوْ كِهَ تَرُوْ كِهَ تَرُوْ
نَامُوْنِ پَرِ مَحْمَدِيْنِ اَتْفَانِ كِيَا هِيْ اَوْ اَسْ كِهَ بَادُوْ اَقْلَانِ كِهَ بَعْضِيْ رَاوِيَانِ مَحْمَدِيْنِ
سَلْسَلِ دَارِيُوْنِ لَكْهِيَا هِيْ كِهَ عَدْنَانِ مِيْنِ اَوْ كِهَ اَوْ مِيْنِ مَحْمَدِيْنِ كِهَ مَحْمَدِيْنِ
سَلْسَلِ دَارِيُوْنِ لَكْهِيَا هِيْ كِهَ عَدْنَانِ مِيْنِ اَوْ كِهَ اَوْ مِيْنِ مَحْمَدِيْنِ كِهَ مَحْمَدِيْنِ

اور تہ و عظمت سے آگاہی پائیں اور تم کو اپنی نباتات، درخت، پھل و سبزی، اور چھتریں
 اور محبوب گرنجے تمہارا پیدا کرنا منظور ہوتا تو ہرگز یہی حال نہ ہوتا اور
 جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھے کل مخلوقات کو
 چھو لیا ہے اور ہر ایک پیغمبر کی استیغاثت کا مجھے مرتبہ دیا ہے چنانچہ میرے بعد
 حضرت کے روز ہر ایک پیغمبر کی استیغاثت کے لوگ اپنے سرداران اور پیروں کے
 شفاعت سے اور اپنی معصیت کی مغفرت سے مایوس ہو کر باسبب شفاعت آپ کے
 حضور میں حاضر آئیں گے اور آپ براہ شفقت، غناوت ہر ایک کی تسلی و تسفی فرما کر شفاعت
 و مغفرت کی بشارت سنائیں گے اور جناب رحم الرحیم سے سفارش کر کے ہر ایک مسلمان آیتا
 کو بخشائیں گے اس واسطے کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کو رحمت للعالمین فرمایا ہے اسی سلسلہ کو شکر کا
 مقام ہے کہ ہم گنہگاروں کو اپنی مغفرت اور نجات کا بہت بڑا وسیلہ بنا کر آیا ہے اور فرمایا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا نام محمد ہے یعنی اپنے بعد و برحق و خالق مطلق کی نبی
 محمد کریم والا اور میرا نام احمد ہے یعنی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بڑی تعریف کیا گیا
 اور حاجی یعنی محو کرنا ہے اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر و ضلالت کو اور عاقب یعنی میرے
 بعد کوئی نئی بعثت نہ ہوگا اور حاشیہ یعنی ابتدا و آخر کی مجھ سے ہوگی
 یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے قبر سے اٹھو گا اور متقی یعنی مین ختم کریم والا
 ہوں ہمدہ نبوت کا اور نبی الرحمتہ یعنی میری ذات رحمت ہے وہ سب نام عالم کے
 چنانچہ روایت ہے کہ جب طہس لعین نے خداوند عالم کے حکم سے ہجرت کر کے حضرت آدم کو
 سجدہ کرنے سے انکار صاف کیا تو حق تعالیٰ نے اس کی بادشاہ میں طوق نشت کا اس کے گلے
 میں ڈال کر ایک فرشتہ اس پر مقرر کر دیا کہ وہ ہر روز صبح نے وقت ایک طہانہ بنوے اس کے

منہ پر لگاتا تھا کہ شیطان اسکی ضرب سے گرد ہو جاتا تھا اور اسٹھ ہر برابر سنی کلیف
 داندین مبتلا ہے اتھارہ ذر برابر اسی طرح صدے صدے ستا تھا حتی کہ جب
 خداوند تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تو اس مقصود کو عذاب مذکور سے نجات پانکا
 بڑا وسیلہ بنا دیا اور اسے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ خداوند اتوں نے اپنے حبیب کو
 رحمۃ اللعالمین کا خطاب دیا ہے اور مجھے بھی عالم میں داخل کیا ہے لہذا امیدوار ہوں کہ
 اقومیرے حالی پر رحم فرمائے اور آج سے بفضل اس حبیب پاک کے یہ ضرب طمانجہ مجھے
 موقوف ہو جائے حتی تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اسی وقت اسکی اس دعا کو قبول کر لیا
 اور وہ عذاب اس سے موقوف کر دیا اور نبی اللہ صلی علیہ وسلم میری بہت سے جو کوئی
 توبہ اور استغفار بعد از دل اپنی زبان پر لائیگا وہ ضرور بخشا جائیگا اور نبی اللہ صلی
 یعنی یہ اشارہ ہے اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بڑے
 بڑے کافر و مشرک مغلوب ہو جائیں گے اور مسلمان دتدار بقابلہ کفار ساتھ
 جماعت قلیل کے گرد و کثیر پر غالب آئیں گے کہ میں نے قلیلۃً اے شہداء کثیرۃً
 یا ذل اللہ نبی جماعت توڑی غالب آئی ہے جماعت بہت پر ساتھ حکم اللہ تع
 کے غرض کہ اسی طرح سے بہت نام اس عالی مقام کے قرآن پاک اور احادیث
 میں آئے ہیں یہاں ہی قدر خیال خضار تحریر پائے ہیں اب دانتا چاہیے کہ
 جس طرح سے حق تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر کو فضل البتہ فرمایا ہے اسی طرح ہر کوئی بہتر پر ہم
 بنایا ہے چنانچہ چند خیر دن کو ہمارے ہی واسطے خاص کیا ہے انہیں سے کسی کو آستان
 سابقہ سے خدائیں دیا ہے اول تو ہمارا ذکر خیر خداوند رب جلیل نے تو رب
 انجیل میں فرمایا اور خاص ہمارے واسطے مال غنیمت کا مالک علیہ بنایا اور خصوص

ہمارے ہی واسطے ساری زمین کو سب کیلئے اڑھن کو پاک و عافیت کے بوقت فرشت
 بجائے غسل اور وضو کے تیمم کا حکم دیا اور کوٹو بیٹھو یا رجو دینہ و باب نماز میریت
 تاکید فرمائی ہے لیکن ساتھ ہی اُسکے تم نے کیسی آسانی پائی ہے کہ اگر کسی عذر شرعی سے وغیرہ
 نکر سکو تو تیمم کر کے نماز ادا کر دو اور اگر نفع و فضاہت یا کسی بیماری و مشرت کی وجہ سے
 تم کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکو تو بیٹھ کر ادا کرو اور اگر نفع کی کسی قوت و طاقت نہ پاؤ تو
 قبلہ کی طرف منھ کر کے بیٹیت ادا سے نماز لیٹ جاؤ اور جسکے ارکان بجالاؤ اور اگر
 یہ بھی قوت نہ پاؤ تو روہ قبلہ ہو کر فقط اشارۃ نماز پڑھے جاؤ اگر مسلمانو غور کرنے اور
 سمجھنے کا۔ تمام ہو کہ فضیل اس جناب پاک صاحب لولاک کے سقد تمھارے حال پر
 خداوند کریم کا اکرام ہے و کچھ کیسی کیسی شفقت و رحمت تیر کی ہے اور وقت و حجت باہل
 اٹھالی ہے اور حالت عفرین بجائے چار رکعت نماز فرض کے دو ہی رکعت پڑھنے کو فرمایا ہے
 اگر حال بیماری و عفرین روزہ کے بھی نپٹا کرنے کا حکم آیا ہے یعنی اگر کسی سے بسبب
 کسی عذر شرعی مثل بیماری یا سفر کے روزہ نہ رکھا جائے تو تھنا کرے اور بعد رمضان شریف
 کے پھر سکی اور اگر سے روہ ہر دن کہ تاہر کہ اگر کوئی شخص باوجود اس آسانی کے نماز و
 روزہ سے غفلت کرے گا تو ایک وقت کی نماز قصد اتھنا پڑھنے کے بدلے دفع میں جا کر
 کسی حقہ تک انواع طرح کے عذاب و عقاب کے مدے سہیگا اور محمد ثین نے جو حساب لگایا
 تو بیان کے برسوں سے دوڑ پڑا تھا سی برس کا ایک حقہ شمارین پایا اور ہی طرح روزہ
 رکھنے والے پر عذاب کیے جائینگے بعد مرنے کے فوراً اپنے اعمال کی سزا پائینگے
 خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آتش
 جہنم اور عذاب قبر کی سختی اور مدھون سے بچائے اور مخصوص اس امت کے

و اسلئے نہ اور نہ قتالی نے زہ ازہ تو یہ نا کھول دیا ہر اور خطا و بیان کے ساتھ و لدے
 کا وعدہ کیا ہر اور فرمایا کہ جو کوئی اس بہت سے گناہ کر کے فوراً نام و دستان ہر جا
 سنا گناہ معاف کر دے گا پھر اس جرم کا مواخذہ اس کے سر نہ دھڑکا اللہم و تہی طرف
 اشارہ ہر اور لوگو سمجھ کہ یہ مرتبہ بھی خاص ہمارا ہر اگلی بہت کے لوگوں سے جو گناہ و قوت
 میں آتے تھے وہ بڑی دشواری و سختی کے ساتھ بخش جاتے تھے خیر متبہ ہر کہ ایک مرتبہ
 بنی اسرائیل کسی گناہ میں مبتلا ہوے جناب باری تعالیٰ سے حکم آیا کہ اس جرم میں جب تک
 اپنے اپنے ہاتھ سے اپنی گردنیں نکالو گے ہر گز بخشے جاوے گے چنانچہ ستر ہزار بنی اسرائیل نے
 جب اپنے ہاتھ سے اپنی گردنیں کاٹیں تب وہ گناہ معاف ہوا اور مخصوص ان سے
 لوگوں نے مرتب غوثیت اور طبیت کے پائے میں دیکھو کیسے کیسے اویسے کا مبدی اور
 اصفیاء زر گتہ میں اس بہت عالی نعمت میں ابدہ تمام ایسا نشانے بنا ہے ہر اور مواصل
 اس بہت کے علماء دین مفتیہ یا شیخ متین نے یہ مرتبہ پایا ہر کہ جناب ہر عالم علیہ
 علیہ وسلم نے خود انکی شان میں عالماء امتیہ کا ذبیحہ یا قربانہ نازل فرمایا ہر
 اور اس بہت مرحومہ کے ستر ہزار آدمی بلا حساب بت بن جائینگے اور ان ستر ہزار میں سے
 ہر ایک شخص کے ہمراہ ستر ستر ہزار آدمی سے حساب و کتاب جنت میں جا کر انواع و اقسام
 طرح کے مرتبہ مالیا اور درجات کاملہ پائینگے غرض کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے طفیل و
 تصدیق میں جعفر شرافت و کرامت اس بہت کو عطا فرمائی ہر وہ اور کسی بہت سابقہ
 کے حصہ میں نہیں آئی ہر خصوصاً حضرات طحطاے رشیدین راج الملئہ والدین یعنی
 حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ رسول اللہ بالصدق و تصدیق اور حضرت عمر فاروق
 بن خطاب صاحب اہل ایمان بنی النہر و الحراب و حضرت عثمان ذو النون

جامع القرآن حبیب الرحمن اور حضرت علی رضی بن ابی طالب اسد امیر غالب بنو انصاری
 علیہم جمعین نے ایسے مراتب علیہ اور درجات کاملہ پاس ہیں کہ یہ مراتب آنحضرت صلی اللہ
 وسلم کے تمامی است میں بجز اہلبیت رسالت کے اور کسی فرد بشر کے حصے میں نہیں آتے ہیں
 چنانچہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابو بکرؓ نے یہ مرتبہ پایا ہے کہ حق تعالیٰ
 جل و علا نے مجھے اور اُسے ایک ہی مٹی سے بنایا ہے اور روایت ہے کہ تسبیح اسد تعالیٰ
 حضرت جبریل علیہ السلام کو خلعت وجود و رحمت فرمایا تو اسی وقت یہ سرورندہ انکی
 زبان پر آیا کہ بار خدا یا تو نے سب سے پہلے مجھی کو پیدا کیا ہے یا مجھے بیشتر بھی خلعت
 وجودی اور کسی کو دیا ہے فرمایا کہ سامنے دیکھو کیا نظر آتا ہے ابھی یہ از مخفی اظہار آتا ہے
 جب جبریلؑ نے سر اوپر اٹھایا تو ایک نورانی سرور کمال باجہاں زیور محبوبیت سے
 ارکستہ اور جوہر معشوقیت سے یرکستہ نظر آیا اور چار نوریں پاس و راس نور محبوب
 رب غفور کے بین و یسار کمال باغ و قار نہایت پاکیزہ صورت با نشان عظمت ایسے
 نظر آئے کہ جنکو دیکھ کر حضرت جبریلؑ کمال تعجب اپنے دل میں لائے اور عرض کیا کہ یا
 اُمّی یہ کس کا نور ہے فرمایا کہ یہ نورانی سرور سر سے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک
 کا نور ہے اور یہ چار نور جو اُسے بین و یسار میں یہ چاروں یہ ہے ہمیت کے جان فانی
 یَا نَبِیَّ صَلَیْ وَسَلَّمْ ذَاکَ اَنْبَا
 اَخْلَا وَکَانَ حَقِیْرَ الْخَلْقِ کُلِّہُمْ

بیان نور کامل اسے درجناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 اب وضع ہو کہ اسد تعالیٰ کے پہلے آپ ہی کے نور سرانہ سرور ہوئے نور میں
 پیدا کیا پھر اسی نور سے کل عالم کو پیدا کیا ایسا کہ ارشاد ہوتا ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ الْفَلکُ
 نوری یعنی آپ فرماتے ہیں کہ پہلے جو چیز اسد تعالیٰ نے پیدا کی وہ نور سرور اور

پھر سب کچھ اُسی نور سے پیدا اور پیدا ہوا اور آپ کے نوری فیض کی غور کی پیدا ہونے میں
 اختلاف نہ ہو گا کتاب خبر العلوم میں امام نجم الدین غفر نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تقریر
 ہے کہ اسد ملشانہ نے آپ کے نور و خراسور کو ایک کروچہ لاکھ ستر ہزار برس مشیر کل عالم
 کی خلقت سے پیدا کیا اور ساتھی اُسکے بارہ حجاب بنا کر ایک حجاب میں ایک ایک بیج
 کے ساتھ اُس نور کو مشغول رہنے کا حکم دیا اور وہ بارہ حجاب یہ ہیں اول حجاب قدرت
 دوم حجاب عظمت سوم حجاب منت چہام حجاب حجت پنجم حجاب عبادت ششم حجاب کرمیت
 ہفتم حجاب منزلت ثمتہ حجاب ہدایت نهم حجاب نبوت دہم حجاب نعمت یازدہم حجاب
 ہیبت دوازدہم حجاب شفاعت پہلے حجاب میں بارہ ہزار برس اور دوسرے حجاب میں
 گیارہ ہزار برس اور تیسرے حجاب میں دس ہزار ہی طرح ایک ایک حجاب میں ایک ایک
 ہزار بیج گشتائی حتیٰ کہ بارہویں حجاب میں ایک ہی ہزار برس کی نوبت آئی اور ان
 بارہ حجابوں کی بارہ بیج یہ ہیں پہلے حجاب میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى اور دوسرے حجاب
 میں سُبْحَانَ مَنْ هُوَ عَالِمُ الْغُيُوبِ وَ أَخْفَا سِرِّهِ حجاب میں سُبْحَانَ الرَّبِّ الْعَلِيِّ
 چوتھے حجاب میں سُبْحَانَ الْحَيِّ الْقَيُّومِ پانچویں حجاب میں سُبْحَانَ مَنْ
 هُوَ ذِكْرٌ لَا يَمُوتُ سَیِّدِ حجاب میں سُبْحَانَ مَنْ هُوَ عَزِيزٌ لَا يَفْتَقِرُ سَاتَوِیْنِ حجاب
 میں سُبْحَانَ الْعَلِیْمِ الْحَكِیْمِ آٹھویں حجاب میں سُبْحَانَ ذِي الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ
 نوین حجاب میں سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُونَ دسویں حجاب میں سُبْحَانَ ذِي
 الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ گیارہویں حجاب میں سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ بارہویں
 حجاب میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهِ غرض کہ اسی طرح سے ہر ایک حجاب میں ایک
 ایک بیج علیحدہ کہتا تھا اور اپنے معبود برحق کی عبادت میں شب و روز

مشغول رہتا تھا بعد اُسکے جب حجابوں سے باہر آیا تو دس دریاؤں میں غوطہ لگایا
پہلے دریا میں ایک ہزار برس دوسرے دریا میں دو ہزار برس تیسرے دریا میں تین ہزار
برس اسی طرح ہر ایک دریا میں غوطے لگاتا جاتا تھا اور ایک ایک ہزار برس پہنچے عبود
برحق کی عبادت میں بڑھاتا جاتا تھا حتیٰ کہ دسویں دریا میں جب غوطہ لگایا تو وہاں جس
ہزار برس حق تعالیٰ کی عبادت میں قیام فرمایا بعد اُسکے دریائے اخیر کے کنارے کہ
نام نامی اُس دریائے گرامی کا محبت برحق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے
دس بساط نور کے ایسے وسیع دریا بنائے کہ بڑا بڑا زمین زمین آسمان سے ستر
حصہ زیادہ نظر آئے پھر اُن بساط مایہ نشاط پر سات سو مقام نام نہام حق تبارک تعالیٰ نے
بنائے اور ہر ایک مقام پر جناب سید الانام باجلوہ نورانی باریشا و حقانی تشریف لائے
اور ہزار ہا برس ہر مقام پر عبادت قیام فرمایا پھر جناب باری سے حکم آیا کہ اے نورانیہ
تو مجھے پہچانتا ہے عرض کیا مان تنی میرا مالک اور خدا ہے پھر خطاب آیا کہ اے نور میرے
حبیب کے جلوہ نور تو حق عبودیت اپنے عبودیت کی جناب میں خوب سجایا لایا لہذا ہے تجھ کو
اپنا محبوب و مرغوب بنایا جب اُس نور محمدؐ نے درگاہ الہیہ سے یہ خطاب محبوبیت تاب
باین شان و عظمت پایا تو نہایت خوش ہو کر ستر ہزار برس برابر اُس عبودیت برحق کے
حضور میں کھڑے رہ کر دوبارہ حق عبودیت سجایا پھر حق تعالیٰ نے اپنی ذرات پاک سے
ایک شست نور لیا اور اُس نور فیضِ نچور کو نور محمدی پر چھڑک دیا جب نور محمدیہ کو حق تعالیٰ
نے خلعت فاخرہ عطا فرمایا تو وہ نور سجدہ تحت جنابِ حدیث میں سجایا پھر جب
اُس نور نے جناب باری کے حضور میں سجدہ شکر ادا کیا تو جنابِ حدیث نے اُسے زیادہ
خصوصیت کا مرتبہ دیا پھر وہ نور ہر پاس و ر سجدہ سے اٹھا اور ستر ہزار برس برابر

یاد الہی میں شغول رہا اسی طرح یابن مرتبہ کھڑا ہوا اور یہ قیام میں ستر ستر ہزار برس
 توقف فرمایا اور یہ باخلعت اپنے نورانیہ سے روزانہ دو رکعت شکر بالا یا اے
 حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نور میرے حبیب کے جلوہ نور تجھے خدمت پسندیدہ وقوع میں
 آئی اور تجھے میری بندگی اور عبادت قبول فرمائی اب اس کے بعد میں تو مجھے کمال سے
 فائزہ کا نور آشکار ہو کر مل گیا کہ خداوند نے تجھے بخشش اور عنایت کا نور ہزار ہا
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو مجھے کسی قوم کا پیشوا بنایا گیا اور اس قوم کو جو میں میری امت
 محمد زیکانہ میں چاہتا ہوں کہ میری اس عبادت کا نور اپنے لیے یہی ان تقدیر میں
 ہو جائے اور تو اپنی رحمت اور عنایت خاصہ کی انکسرفت فرمائے خطاب کیا کہ اے
 نور فیض کجور تو نے اچھا خلعت طلب کیا بہتر ہے میری اس عبادت کا نور اچھا باب
 میری امت کو دیا اسی نشان محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتا ہے کہ جو کہ جناب
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ساتھ کسفا خیریت پہنچا دے کہ دنیا میں اس
 سے پیشتر ہی جناب احدیت سے تمہارے لیے آمزش و مغفرت کو طلب کیا اور اپنی کرونا
 سال کی عبادت کا نور بجا بجا تمہارے نامہ اعمال پہ لکھوا دیا اور ہمارے حضور غفلت کا
 جو حال ہر وہ ظاہر اور کھلا ہوا صاف ہر افسوس جیسے غور و انصاف ہر توبہ ہر کہ اسی
 نورانیہ سرور سے چند ہزار قطرات نورانی کا ظور وقوع میں آیا اور حق تعالیٰ نے
 انہیں قطرات سے کل مخلوقات کی روح کو پیدا فرمایا بعد اسکے جب ہند تعالیٰ نے
 زمین و آسمان کو پھیلایا اور اپنی قدرت کا لہ اور حکمت بانقہ سے ہوش ملا کر اپنی شان
 و عظمت بنایا تو اس کو کمال السرور کو ستر ہزار برس عرش علا کے دہنے جانب اپنے قیام
 نورانی کے اندر اپنے تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے گواشا فرمایا اور وہیں کل انبیاء کی

روحون کو جاننے کے سب سے کلمہ طیب لا اِلهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ پڑھو یا پھر
حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک قندیل یا قوت سرخ سے بنائی اور زمین
ایسی صفائی عطا فرمائی کہ اس کے اندر کی چیز باہر سے صاف نظر آتی تھی مثل آئینہ پیش نظر
ہو جاتی تھی میرا پانچ ہوتے رہا اوٹکل یا کیزہ کو جسطرح سے کہ دنیا میں تھی نیز اگر کسی
انسان قندیل نورانی کے اندر مثل قیام نماز کے کھڑا کیا اور میرا کسی وقت کل روخا ہو گیا
گرد گرد جمع کر کے آپ کا طرف دیکھنے کا حکم دیا چنانچہ صاحب کعبہ لاخبار روایت کرتے ہیں
کہ جسے سربارک کو دیکھا عیضہ و سلطان ہوا اور جسے یشانی مبارک کو دیکھا امیر عابد
صاحب آسمان ہوا اور جسے ابرو مبارک کو دیکھا نقاش فی کمان ہوا اور جسے گوش
مبارک کو دیکھا صاحب جمع اور صاحب اقبال ہوا اور جسے چشم مبارک کو دیکھا حافظ
قرآن ہوا اور جسے خسار مبارک کو دیکھا عقل و سخاوت میں کیتلے زمان ہوا اور جسے
بینی مبارک کو دیکھا اُسے عطاری اور طبابت کا پیشہ دیا اور جسے لب مبارک کو دیکھا
اُسے نہایت حسین و زبور کیا اور جسے روست مبارک کو دیکھا وہ صایم الدہر عابد
اور جسے زبان مبارک کو دیکھا وہ بادشاہوں کا قاصد ہوا اور جسے حلق مبارک کو
دیکھا وہ مؤذن اور غنم صاحب چہاد ہوا اور جسے دائر مبارک کو دیکھا صاحب
جہاد ہوا اور جسے گردن مبارک کو دیکھا تجارت پیشہ ہوا اور جسے دونوں بازو مبارک
کو دیکھا وہ تیغ زن اور صاحب نیزہ ہوا اور جسے صرف دہنے بازو مبارک کو دیکھا وہ
حجام ہوا اور جسے صرف بائیں بازو مبارک کو دیکھا اسکے سر جلادی کا کام ہوا اور جسے
دائیں تحصیل مبارک کو دیکھا اُسے مرانی کا پیشہ پایا اور جسے بائیں تحصیل مبارک کو دیکھا
اُسے نانچہ جو کھنے والا بنایا اور جسے دونوں شہیلیوں مبارک کو دیکھا وہ سخی صاحب کعب

مشہور ہوا اور جسے دونوں تھیلوں مبارک کی پشت کو دیکھا وہ سراپا پہلے سے نمودار ہوا
اور جسے دہنے ہاتھ کی انگلیوں مبارک کو دیکھا وہ صاحب تحریر ہوا اور جسے بائیں
ہاتھ کی انگلیوں مبارک کو دیکھا پیشہ خیاطی سپرد اس کے تقدیر ہوا اور جسے سینہ مبارک کو
دیکھا وہ عالم صاحب جہان ہوا اور جسے پشت مبارک کو دیکھا وہ صاحب تواضع
اور صاحب شریع حسب الامر ہوا اور جسے پہلو مبارک کو دیکھا وہ غازی ہوا اور جسے
شکم مبارک کو دیکھا وہ زہد اور قناعت پر راضی ہوا اور جسے زانو مبارک کو دیکھا
اسے راجع اور ساجد بنایا اور جسے قدم مبارک کو دیکھا اسے شکار کھیلنے کا کسب ہاتھ آیا
اور جسے پاس مبارک کا تلو نظر آیا اسے تیر قناری کا حصہ پایا اور جسے آپ کی طرف
دیکھ کر شہنشاہ کا فر اور شرک اور سرکش اور بیوادی اور نصرانی ہوا اور جسے دیکھا ہی
نہیں وہ دعویٰ خدائی کر کے مقہور بارگاہ ربانی ہوا

بَارِئٌ صَلَّى وَسَلَّمْ دَاوُودَ اٰمِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلَّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَلِيْفَتِنَا مُحَمَّدٍ

روضۃ الاجاب و دیگر کتب شندہ میں مرقوم ہے کہ ایک روز جناب بکلیل
سے حضرت جبرئیل کو ارشاد ہوا کہ زمین پر جاؤ اور تھوڑی خاک پاک اس صاحب
لولاک کی جگہ مرقطہ سے واسطے بلباری گوارہ شریف اس نور طیف کے لاؤ
چنانچہ حضرت جبرئیل امین بحکم رب العالمین زمین پر تشریف لائے اور ایک مقال
خاک شوق ناک مقام مرقطہ حضرت خیر الانام سے لیکر اپنی جگہ پر واپس آئے پھر ارشاد ہوا
کہ اے جبرئیل زمین پر جاؤ اور وہاں سے تھوڑا کا فور اور شک اور زعفران اور سنبل اور
اربعین و سبیل اور شراب نیم لاکر ان سب کو اس خاک پاک میں ملاؤ جبہ بکلیل
علیہ السلام نے اسکا سر استفسار کیا حق تعالیٰ نے یہ جواب دیا کہ کا فور سے تھوڑا

اور زعفران سے رنگ و پرواز شک سے خون اور بنیل سے موت مبارک اور راد معین سے
لب و دمان اور سلجیل سے نطق لسان اور شیر اباسیم سے جسد اطہر اُس سلطان و جہا
کابنا و نگا اور اُس خرمی آدم اور رسول مکرم کو شفیق عالم کا ٹھہراؤ نگا بعد اُس کے نور
نایسور کو اُس فلک اطہر اور اشیائے معطر سے قریب کر کے ایک گوہر آبدار کی صورت
بنا کر حکمزداتی ایک قندیل نورانی کے اندر رکھ کر ساق عرش پر آویزاں فرمایا بعد ازاں
جبریل امین کے نام پر حکم آیا کہ اے جبریل اس درخشاں گوہر صفا کو گرد و طبقات ملکوت
پھرا اور چار درکان عالم ملکوت پر لیجا کر سب کو اُس کا جلوہ دکھا پھر اُس قندیل سعید کو
لا کر اُس کے مقام خاص پر دھر دے اور تمام عالم میں یہ ندا کر دے هَذَا اِلَیَّكُمْ جَبِيْبٌ
لَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّكُمْ سَيِّئُونَ مَكْتُوبٌ فِي الْاَدْنٰی وَمَشْهُوْرٌ فِي الْاٰخِرَةِ
حضرت جبریل علیہ السلام نے اُس قندیل کو دو پس اکر ساق عرش پر لٹکایا اور اُس
عبارت مرقومہ کا ترجمہ یہ تھا کہ اے تمام سارے عالم میں یہ بتایا آخر کا جب پیدا کرنا
اُس سید ابھار کی ذات و الامصافات کا صانع بالکمال کو باخس الوجوۃ نور و نور
حضرت آدم علیہ السلام کے قالب خاکی کے تیار کرنے کا فرستو جس کو جو نہی گناہ گوارا
قضا و قدر نے قالب حضرت آدم علیہ السلام کا طیار کیا پھر جبریل کو خطاب جاری نے
یہ حکم دیا کہ اُس قندیل نورانی کو ساق عرش پر چس لاؤ اور اُس نوریس گنج کو اُس
برآمد کر کے آدم کی پیشانی میں چمکاؤ چنانچہ حکم پروردگار اُس گوہر آبدار سے
پیشانی آدم کو چمکایا پس جلعت تسلیم نور محمدیہ قالب باسعادت علیہ السلام غیب
نسیب آیا بعد ازاں حق تعالیٰ نے روح پاک کو اُس قالب میں در آنے کا حکم دیا پس
جسوقت اُس روح پر فتوح نے شمع جمال بالکمال مصطفوی سے پیشانی نورانی آدم کو

روشن دیکھا فی الفور کہاں ذوق شوق سے اس قالب میں اکثریت درجانی اور
جاودانی ماہر کیا لکھا ہے کہ جوق حضرت آدم نے انکھ کھول کر سر اوپر اٹھایا تو سنان
پر کالہ الا للہ محمد رسول اللہ بخط نور نگاہ ہوا نظر آیا التماس کیا کہ بار خدا یا کیوں
ایسا عالی مقام ہے کہ برابر میرے اسم عالی کے درج اسکا نام ہی ارشاد ہوا کہ اے آدم یہ
خاتم النبیین شیوے مصلین بغیر برگزیدہ میرا ہی اور فرزند عالی حسب واسبہ تہا اثر
یا رب صلّ علی سائِم دَاثَنَا اَبَدًا

عَلَى نَبِيِّكَ حَاضِرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

بیان مقتل ہونا نور فیض گنجور کا عیشانی حضرت آدم سے بطن حضرت
حوامین اور بحر نقل کرنا طرف حضرت شیث علیہ السلام کے

رذابت ریاض الانار میں ہے کہ ایک روز حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا کے
پس ایک مکان نہایت پاکیزہ ذی شان میں شریف رہتے تھے کہ دفعہ دریا غیب سے
ایک نثر آب صفا کی خود در ہوئی حضرت آدم علیہ السلام کی طبیعت اس کیفیت غیب کو
دیکھ کر کہ اسیریت تب یقرا رہی تھی میں نے غریبہ علیہ السلام مع ایات و آیات و آیات
کے آئے اور ایک باقی میوہ جاسے جنت سے بھرا ہوا اپنے ہمدرد لائے اور پوچھا کہ اے آدم
علیہ السلام تم جاننا کہ یہ کیا تحفہ تمہارے لیے آیا ہے کہ امان خدا و نورانی تھے یہ میرا
بہشتی سیری آرزو کے موافق مجھے پہنچایا یہ میں نے بارگاہ اہلی میں عرض کیا تھا کہ میرا
حال یہ عینایت بغایت ہے کہ مجھے قبل انتقال کے یہ میوہ بہشتی رحمت ہزارت میں پہنچا
نئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مطلب حاصل کیا کہ تمہاری مراد کے موافق تمکو یہ میوہ پہنچاؤ
اب اس نثر کے آب صفا میں نہاؤ اور اس میوہ لطیف و پاکیزہ کو تناول فرماؤ تاکہ موفقی
در جلوہ نور محمدی زیادہ ہو اور تمکو حاصل دولت بے اندازہ ہو بعد اسکے اپنی بی بی حوا کے

پاس حاضر اور انکے ساتھ ہمیشہ کا حنا اٹھاؤ اس واسطے کہ جن حق تعالیٰ کے چہرے
 سے نور محمدی کی آمد ہو وہ اس کو منتقل فرما سکیں اب وہ نور جم حوائین قرآن پائیہ جامعہ حضرت
 ارم اور حضرت سائیکہ کی خدمت دونوں پر پڑھیں نہ انکے و نہ انکے بستی متبادل فرماتے
 بسبب کہ انے ان میوہ جات پاکیزہ کے حق تعالیٰ نے انکے حسن و جمال کو اس درجہ پر
 پہنچایا کہ مشرق سے تا مغرب تمام عالم کو اس نور فیض گنجور نے اپنی روشنی سے منور
 فرمایا اللہ جب حضرت آدمؑ کو حضرت حواؑ کے ساتھ جہنم سے لے کر اور نور محمدی نے
 رحم خود کو شرف فرمایا تو اسی وقت سے حضرت آدم علیہ السلام نے توجہ اور مبالغہ
 فرشتوں کا حضرت حوا کی طرف کیا، پایا یا بن خیال درگاہ دوستانہ میں عرض کیا کہ
 خداوند اس معاملہ سے میری طبیعت سخت ہیراں ہے کہ اب کس وجہ سے کل فرشتوں کو
 مجھ سے زیادہ حوا کی طرف توجہ اور میلان ہے فرمان آیا کہ اے آدم سب فرشتے نور محمدی
 فرما ہر دار اور تابعدار اور اُن سر راہ سرور کے عشق و محبت میں گرفتار ہیں جب تک کہ
 اُس نور متبرک کو تمہاری پیشانی میں جلوہ گر نہ ہونے کا حکم فرمایا اس وقت تک تھے توجہ
 اور میلان فرشتوں کا اپنی طرف پایا اب جب کہ وہ نور وافر اور جم حوائین آیا ہر
 پہننے کل فرشتوں کو تاج اور فرمانبرداری کا بنا یا ہر آخر کار جب پاک پروردگار نے
 حضرت حوا کے بطن سے حضرت شیث علیہ السلام کو پیدا کیا تب اُس نور محمدی کو
 اُنکی پیشانی میں ہویدا کیا حتی کہ جب حضرت شیث علیہ السلام کا سن مد بلوغ آیا
 تو حضرت جبریل علیہ السلام حضرت آدم کے پاس آئے اور یہ ارشاد فرمایا کہ کل فانی
 وقت حوض عظم پر بانا اور وہیں شیث کو بھی ہمراہ لیتے آنا میں دہان باجماعہ
 ملا کہ مغرب آؤنگا اور محافظت نور محمدی میں اب عہد نامہ شینے سے لکھو اور لکھا چنانچہ

دوسرے روز حضرت آدم مع حضرت شیث اُس حوضِ عظیم پر آئے اور وہاں حضرت
جبریل بھی مع ستر ہزار فرشتوں اور دو خلعت بننے کے کہ روشنی کی نور آفتاب المصاب
سے زیادہ تابان و درخشان بھی تشریف لائے اور دو خلعت فاخرہ حضرت شیث کو پہنایا اور
ایک حمد نامہ اس مسمون کا لکھنے کو فرمایا کہ اس نور فیض گنج کو جو حفاظت تمام انجام کو
پہنچانا اور ہر زمانہ کی عورت کہ تصعیتِ محجِ صفات ہوں وجہ بدریہ ان کو سپرد کرتے جانے
پھر اُس حمد نامہ کو با قوت سے قلم سے تحریر فرمایا اور متبذ و شتر بن کی گراہی کیا
اُسکو خوب مضبوط لپیٹ دیا پھر حضرت جبریل نے اُس پر اپنی مہر کر کے ایک سند دی۔
شمشاد اور دو گویا ایسا نہایت خوبصورت اور مصلانی اُس پر سونے کا کام باہر بیلیک
اُسکا نام بخدا بندشت برایت لائے۔ اس حمد نامہ کو اُس پر بند کیا اور خوش آواز
سپرد کیا نیز انکہ بطریقہ حمد نامہ کا حضرت شیث علیہ السلام کے وقت سے یہ نہایت
بن حضرت اسماعیل علیہ السلام کے زمانہ تک؛ ابرجلا آیا پھر حضرت فیدار کے مہر کے
وقت سے تا زمانہ حضرت محمد اللہ والد ماجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
زبان فی طور پر اُسی طریقہ سے حمد و بیان لینے کا معمول قرار پایا

يَا رِبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَادِّعَا اَبَدًا اَعْلَىٰ نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

بیان قرار پکڑنا نورانیہ سرور کا بطن بی بی حضرت آمنہ میں اور شریف
لانا آپ کا اس جہان میں

غرض کہ کار گزاران درگاہ اتھی اور محافظان بارگاہ شاہنشاہی نے اس نور
فیض گنج کو نسلاً بعد نسل اور طبقاً بعد طبق حضرت شیث علیہ السلام سے حضرت عبد اللہ
والد ماجد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچایا پھر اُس نور منبر کے

بارہویں جمادی الاخریٰ آخر شب جمعہ کو پیشانی نورانی حضرت عبد اللہ سے نقل فرما کر
 حضرت بی بی آمنہ بنت وہب زہری کے شکم مبارک میں قرار فرمایا اور بتایا کہ حق
 اُس نور و نور سے رحم حضرت آمنہ میں قیام فرمایا اُسی وقت بارگاہ ایزدی سے حکم
 حضرت جبریل کے نام آیا کہ آج میرے محبوب کے نور مایہ سرور نے اپنی مادرِ شفیعہ کے
 شکم میں قرار فرمایا ہر اب میرے حبیب کے تولد شریف کا زمانہ بہت قریب آیا ہوا لہذا
 تو فوراً حرم افزا تمام عالم میں پہنچا دے اور ساکنانِ زمین و آسمان اور بہشت کے
 روح و پیمان اور نور و غلمان بلائندہ نشینانِ عرش تالاسکانِ سب کو یہ آواز
 نہایت کھٹکناؤں کہ میرا ایک زب و زینت کے ساتھ اپنے تئیں بارگاہِ ایزدی کے
 اور کرمِ خدمت و طاعت کی باندھ کر مدد و جان اس سلطان و جہان کی حضوری اور
 غلامی کے لیے حاضر و مستعد ہو کر اپنے اپنے عہد و ان پر قرار دین غرض کہ اسی طرح سے
 باعیش و نشاط و تہنیت رشتہ لے کر تمام ہوئے اور بارگاہ ایزدی سے اس محبوبِ دو
 کے پیدا ہونے میں تیرے بڑے سامانِ دوزخ نظام ہوئے مولد ابنِ جوزی محدث
 میں لکھا ہے کہ جب شب و شنبہ بارہویں تاریخ ماہ مبارک ربیع الاولیٰ کی آفتاب
 حضرت بی بی آمنہ نے حالتِ دروزہ میں بسببِ اپنی تنہائی کے متفکر ہو کر جنابِ الہی
 میں رجوع فرمائی اور دل میں یہ خیال آیا کہ اگر کاش اس وقت میرے پاس بیتیان
 عبد مناف کی ہوتیں تو میری اس غمِ تنہائی کو انجھجت و سماجت کھوتیں آتے
 میں کیا کہتی ہوں کہ کچھ عورتیں نہایت خوبصورت کمانِ باز و زینت کے ساتھ
 نہایت پیارے مثل گل اور مسبو مانندہ بنیں مجھے اُس گھر میں ذفعۃً حاضر آئیں حضرت
 بی بی آمنہ آنکھوں کی سبب کمانِ نبوب چہبت کے اپنے دل میں لائیں اور پوچھا کہ

تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے میرے اس خلوت خانہ میں تمہارا کام کیا ہے؟ انھوں نے
 کہا کہ ہم حوران خلد برین بن حنیٰ تعالیٰ کے حکم سے یہاں آئے ہیں اور تمہاری ضرورت
 کے سب سامان بہشت سے اپنے ساتھ لائے ہیں بعد اُسکے پھر کیا دیکھتی ہیں کہ چار
 عورتیں و زنیٰ بن سجان بعد اُنکے حسن و جمال ہیثال کو کیا کہیے کہ جنگی صورت یا کینہ و
 شکل زیبا کو دیکھ کر وہ حوران بہشتی نہ رہیں بعد افسار کے معلوم ہوا کہ ایک حضرت
 حوام البشراہ دوسری حضرت سارہ حضرت آحق بنی کی مشفقہ مادر بیسری حضرت یحییٰ
 کی مان بی بی ماجرہ چوتھی حضرت آسیہ فراہم کی دختر چار وین بیبیان مقبولہ بارگاہ
 انہی خاص اُس محبوب درگاہ نامتناہی کی خدمت کے واسطے آئیں اور حضرت
 حواہشت سونے کا اور حضرت سارہ آفتابہ نقرہ آب کوثر سے بھرا اور حضرت ماجرہ
 عطر بہشت کا اور حضرت آسیہ سبز منیل سعید علی اُس حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ حمد
 مجتبیٰ کے واسطے لائیں آخر جب وقت ظہور اُس نور خدا محبوب کبریا کا قریب آیا
 تو اُس وقت حضرت جبریل نے آکر ایک پیالہ شربت حلاوت سے بھرا اور حضرت بی بی آمنہ
 کو پلایا اور خوب آسودہ ہو کر پینے کے لیے بلائے فرمایا پس جب وقت اس شربت حیاتاً صریحاً
 کو حضرت بی بی آمنہ نے نوش کیا فوراً وہ درویشا ہو گیا پھر حضرت جبریل علیہ السلام
 بہت قریب آئے اور حضرت بی بی آمنہ کے شکم مبارک پر ہاتھ رکھ کر یہ الفاظ نبی بان بولا
 اَظْهَرِيَا سَيِّدَا الْمُرْسَلِينَ اَظْهَرِيَا سَيِّدَا الْخَلِيلِينَ اَظْهَرِيَا خَاتِمَ النَّبِيِّينَ اَظْهَرِيَا رَحْمَةً
 لِّلْعَالَمِينَ اَظْهَرِيَا نَبِيَّ اللَّهِ اَظْهَرِيَا رَسُولَ اللَّهِ اَظْهَرِيَا خَيْرَ خَلْقِ اللَّهِ اَظْهَرِيَا نَوَافِلَ نَبِيِّنَا
 اَظْهَرِيَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فَظَهَرَ مَوْلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْبَدْرِ الْيَاقُوتِ اشْعَارُ
 وَلَدِ الْحَبِيبِ وَمِثْلُهُ لَا يُولَدُ وَلَدِ الْحَبِيبِ وَحَدُّ لَا يَسْتَوْشِرُ

<p>وَالنَّوْرُ مِنْ وَجَانِهِ يَتَوَقَّدُ كَلَّا وَلَا ذِكْرَ الْحَمِي وَالْمُعْهَدُ كَلَّا وَلَا كَانَ الْمُحْصَبُ يُقْصَدُ وَالْحَبْدُ عَرَفَقًا قَالَ أَنْتَ مُحَمَّدُ هَذَا خِتَامُ الْأَنْبِيَاءِ وَسَيِّدُ وَاللَّهُ ذَا الْخُبُوبِ مِنْهُ أَرْبَدُ بِاللَّهِ ذَا الْمَوْلُودِ مِنْهُ أَرْسَدُ فَنَحْنُ مِنْهُ أَجَلٌ وَأَعْبَدُ وَنَفَاسٌ فَظَيْرُكَ لَا يُوجِبُ هَذَا مَكْدِيحُ الْكُوفِ هَذَا أَحْمَدُ هَذَا أَهْوَالُ الْحُسْنِ الْجَمِيلِ الْمُفْرَدُ وَيَقُولُ يَا مُشْتَاوُ هَذَا أَحْمَدُ فَيَمَامُ هَذَا أَحَدِيثُ مُسْتَنَدُ وَلِلَّهِ الْحَبِيبُ وَمِثْلُهُ لَا يُؤَلَدُ أَلَفَ الصَّلَاةِ مَعَ السَّلَامِ وَزَيْدُ إِنَّا الْفُوزُ وَالْفَلَاحُ لَدَيْكَ</p>	<p>وَلِلَّهِ الْحَبِيبُ مُكَلِّدًا وَمُصَنِّبًا وَلِلَّهِ الَّذِي نُوَلَّاهُ مَا زَكَاةً مَقَا هَذَا الَّذِي نُوَلَّاهُ مَا ظَهَرَ الْمَنَّا هَذَا الَّذِي جَاءَتْ إِلَيْهِ عَذَابُ هَذَا إِمَامُ الْمُرْسَلِينَ حَقِيقَةً إِنْ كَانَ يُوسُفُ قَدْ أَتَى جِبَالَهُ لَوْ كَانَ إِبْرَاهِيمُ أَعْطَى رُشْدًا لَوْ كَانَ قَدْ أَعْطَى اسْتِغْنَاءَ عِبَادَةٍ هَذَا الَّذِي خَلَعَتْ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ جِبْرِيلُ نَادَى فِي مَصْنَعَةِ حُسْنِهِ يَا عَاشِقِينَ تَوَلَّوْا فِي حُبِّهِ وَيَقُولُ يَا عَشَّانُ هَذَا الْمُصْطَفَى لَمْ يَكُنْ فِي آدَمَ مِثْلُهُ قَالَتْ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ عِيَا مَنَّهُمْ صَلُّوا عَلَيْهِ بِكُورَةٍ وَعِشِّيهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ</p>
<p>السلام امیر بادشاہ بحر و بر السلام امیر خضر و عیسیٰ را دو السلام امیر شاه تابان عرب</p>	<p>السلام امیر چاره درد مگر السلام امیر مل تو آب بقا السلام امیر شاه امیر نقب</p>

السلام ای باغ عالم رہبار	السلام ای رحمت پروردگار
السلام ای شکل انسان نوحی	السلام ای ناظر منظور حق
السلام ای پرده دار از خوش	السلام ای مہم بہر سینہ رش
سینہ ریشان بہر تو فریاد کش	تو نہان از چشم وستی نہاد و خوش
روستہ نما تا زجا نہا بگذرند	ہم ز دنیا ہم ز عقبہا بگذرند

سبحان اللہ جسوقت اُس نور خدا جیب کبریا سے اس دارنیا پا لدا رہن
 قدیم رنجہ فرمایا اسوقت کی برکت اور کیفیت اور نور رحمت کو کیا کہیے کہ از فرش
 بین تا عرش برین برابر نور ہی نور کا جلوہ نظر آیا اور آپ کے جلوہ ظہور سے ظلمات
 کفر و عیسان کے دور ہوئے تمام کون و مکان سرایا نور علی نور ہوئے باب
 کمانت کا ہنسان قریش کے مسدد ہوئے آسمان پر بنائے سے محروم درد و ہول ہوئے
 اُس سلطان درہز ان کے دبدبہ اور عیبت خوف و وحشت سے تمام ہنسان روئے
 زمین کے سرنگون ہوئے اور تخت بادشاہان بے ہمتی قائم کر کے ڈال دیئے چنانچہ حضرت
 عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم قریش میں ایک بہت تھا کہ مال میں ایک
 شب تمام ایلیان قریش متفق ہو کر اُسکا خون کرتے اور اُس روز کو شل عبد کے
 سمجھ کر اڈٹون کو ذبح کر کے انوار ع آسمان کے طعام پکاتے تھے اور اُس بن کی نذر
 کر کے لوگوں کو کھلاتے تھے اتفاقاً ایک روز سب اُس طرح اُس بن کے ساتھ آئے تو دیکھا
 وہ منہ کے بھل گیا پڑا یہ حال اُسکا دیکھ کر نت لہجہ لے اور اسکے اس ہاتھ سے
 نہایت ج ذاب کھایا اور اُسکو اٹھا کر بھڑائی مقام پر ہتھارہ کرایا ایک منہ کے بعد پھر
 اُسکا دہی حال ہوا اپنی جگہ پر ٹھہرنا محال ہوا آخر کا شب گئی بار اُس بن لے لے گئے

اور اٹھانے کی نوبت آئی تو ایک دفع اُس بیت نے اسے شک سے ان شعار کی حد سنانی	تَرَوَاتِ لَوْ لَوْ كُنْ أَحْضَاءُ ثِيَابُكَ	بِجَنَّتِمْ فَيُجَاوِزُ الْأَرْضَ بِالشَّرْقِ وَالْمَغْرِبِ
وَحَرَّتْ لَهُ الْأَوْتَانُ طَوَّاءُ وَارْتَمَتْ	قُلُوبُ لَوْلَا الْأَرْضُ جَمْعًا مِّنْ أَهْلِ	

یعنی ہر سیر و سیراب ہو جو وہ لڑکا کہ روشن ہوئی تمام زمین اُسکے نور سے مشرق سے مغرب تک اور ہر کون ہوتے سارے بت و رز نے لگے دل تمام بادشاہوں کے اُسکی جہت سے شوکت سے اور پست باءِ محلِ نوبت و اور اگر پڑا اُسکے چوڑے انگڑوں کا اور سیر و نوا تیس فارس کا اور جاری ہوا از سرادہ کا اور خیمات ہو جانا جنگل سارہ کا اٹلا ہر جو خیر و ان حالات سے بخوابا ہر جو اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما اپنی ماں سے کہ شفا انکا نام پر رویت کرتے ہیں کہ وقت تولد شریف جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی میں حضرت بی بی آمنہ کے پاس جانتی تھی دیکھا میں نے کہ حقیقت آپ زینہ پر آئے فوراً کلمہ الحمد سے زبان پر آئے اور کسی نے اُسکے جواب میں چمک اُٹھا سنا یا پھر اسی وقت آپ نے سجدہ کیا اور تین بار یا اے رَبِّ هَبْ لِي اُتًى مَّتًى فَرَّأَیَا حضرت بی بی آمنہ فرماتی ہیں کہ بعد اُسکے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان سے آیا اور اُس میں جبین حبیب العالمین کو میری گود سے لیکر نظروں سے چھپایا اور اُسی وقت کوئی کہنے والا کتنا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چار صد دنیا میں پھر آؤ اور پھر پھر انبیا علیہم السلام میں لیا تو تاکہ سب لوگ آپ کی صفات اور کمالات سے آگاہی پائیں اور آپ کے شرف زیارت سے براہ اندوز ہو جائیں اور حضرت بی بی آمنہ سے روایت ہو کہ آپ کی ولادت شریف کے وقت تین شخص نہایت حسین و جمیل پر وہ غیب سے ظاہر ہوئے اور دفعۃً میرے سامنے آئے انہیں سے ایک صاحب ایک فتاہ

[illegible]

حیرت میں آیا اور یہ خیال اپنے ذہن میں لایا کہ شاید مجھے غلط فہم نہ طاری ہو رہا ہے بہت
 یہ معاملہ پیش نظر عالم بیداری ہو گا بعد تالی اور غور بسیار کے معلوم ہوا کہ خواب
 نہیں عالم بیداری ہی میں یہ معاملہ پیش نظر ہوا ہے آئندہ بوقوع اس سانحہ کے بعد دل
 نہایت مضطرب ہوا ہے آئندہ تو بتا کر یہ بات ہے یا میرا خواب خیال ہے کیا کوئی فوت
 میری عجیب و غریب ہیئت اور جب حال پر حضرت آئندہ نے فرمایا کہ جو کچھ خانہ کعبہ میں
 آپ کو نظر آیا وہ سب درست اور درست ہے شہمہ یہ بیان آپ کا لائق اعتبار
 ہے بلکہ یہ کہ اسے پھر حضرت آئندہ کو جو کو اہل غیبیہ اور سوانح غریبہ بروقت وضع حمل
 کے قطعاً لے لے وہ سب بعد اہل بیت کے بیان فرمائے جب حضرت آئندہ نے آنحضرت کے
 تولد شریف کا فردہ سنایا تو آپ نہایت خوش ہوئے اور اُس مولود مسعود کو دیدار
 راحت آثار کے لیے بی بی آمنہ سے طلب فرمایا حضرت آئندہ نے کہا کہ ابھی کے کہنے کا
 وقت نہیں آیا ہے نہادی غیبیے میں در اُس نور حضرت جبر کے پوشیدہ رہنے کو فرمایا کہ
 یہ ستمی ہی عبد المطلب کو نہایت ملیش آیا اور بلوار کھینچ کر بی بی آمنہ سے فرمایا کہ جلد اس
 مولود مسعود کو لا اور مجھے دکھا دے کہ کیا اسے تین ہلاک کر دینا اچھی سرکاشت کر
 تے خاک کر دینا چاہی بی بی آمنہ نے حضرت عبد المطلب کا یہ غصہ اور اضطراب ملاحظہ کیا
 تو مجبوراً جس مکان میں آپ تشریف لے گئے تھے بنا دیا اور کہا کہ وہاں جلیے آپ
 تشریف لے گئے ہیں زیارت کر آئیے پھر جیسے ہی عبد المطلب نے اس مکان میں
 جانے کا قصد کیا ویسے ہی ایک شخص نہایت باہمت و جلال نکلا اور اپنے پاس
 سانسے نظر آیا اور کہا کہ اس شخص تو کمان آتا ہے جواب دیا کہ اپنے فرزند آجندہ
 کو دیکھنے جاتا ہوں اُسکے دیدار رحمت آثار کو نہایت جی چاہتا ہے کہ اس کے

جیک وقت اُنکی زیارت سے فرشتے نہ پائیں گے آپ کی زندگی ان جیسے یہ سنکر
عبدالطلب ناچار مجبور ہو کر واپس آئے اُس روز آپ فرزند بلند کو دیکھنے
نپائے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اول نال کٹی پیدا فرمایا اور کبھی کسی
وقت اور کسی حالت میں آپ کا سر کھلنے نہ پایا بی بی فاطمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کی ماں روایت کرتی ہیں کہ میں آپ کے تولد شریف کے وقت بی بی آمنہ کے
پاس حاضر تھی دیکھا میں نے کہ جس وقت آپ پیدا ہوئے تو دفعہ آپ کے نور کی تجلی
کا ایسا ثور ہوا کہ جس سے گھر حضرت آمنہ کا روشن اور نور ہوا پھر جب میں نے
آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ستاروں کو ہندو آپ کی جانب بایل پایا کہ گویا ہمارے
سر پر گر پڑیں گے اور حضرت سفیان ہندی سے روایت ہے کہ ہم بہت سے لوگ آمنہ سے
راہ شام میں چلے جاتے تھے کہ صبح کے وقت ایک مقام پر آئے اور وہاں ٹھہر کر
بسیب نیند کے سونے کا قصد اپنے دل میں لائے کہ ناگاہ دریاں میرج آسمان سے
ایک سوار نظر آیا اور سناہنے کہ اُس نے باور بلند یہ ارشاد فرمایا کہ اٹھو اور سونے والو
یہ وقت بیداری ہے جناب رسالت آپ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خلیل الرحمن
بنی آفرانان نے ظہور فرمایا کیا خوب تقدیر تمہاری ہے اُس سوار کی یہ تقریر و بیدار سنکر
ہم سب نے نہایت تعجب سے خون کھایا پھر کئی مہینے تو یہ ذرا ہلکے بن آئے کہ
حضرت بی بی آمنہ نے وضع حمل کیا ہے خدا نے اُنکو ایک فرزند احمد علی مقام
محمد نام دیا ہے یادِ بَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ اِسی طرح سے ہزار ما خوارق عادات
اور بوارق عجائب اُس ذات بابرکات فرمودات کے تولد شریف کے وقت
ایسے ظہور پائے کہ لوگوں کو کمال تعجب ہوا اور دیکھنے والے نہایت حیرت میں آئے

یَا سَيِّدِي بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْذُ بِكَ مِنْ

اَلْجَنَّةِ اَلْمُنْفَرَةِ اَلْمُنْفَرَةِ اَلْمُنْفَرَةِ اَلْمُنْفَرَةِ اَلْمُنْفَرَةِ

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیغمبر کے
 بیان سے نہایت شریعت میں اس کا حکم لیا ہے کہ جو شخص اس کی نافرمانی کرے گا وہ اپنے آپ کو ہلاک کرے گا
 گھڑا باور دینی ہے اس درخانی میں قدر خیر فرمایا تو اسی وقت آپ کو مردانِ عیب سے
 بی بی آمنہ کی گود سے ہاتھوں کا تو لیکر چارہ عالم میں بطور ملکشت کے پھرایا اور فرمایا
 کہ یہ فردہ جانفراٹنایا کہ یہ محمد بن عبد اللہ حبیب العالمین شفیع المذنبین ہے
 آخر الزمان میں یہی باعثِ پیہ ایش برید ہے آسمان اور سببِ ایجاد کون و مکان میں
 خوش قسمت اُس والی کی جو بخین دودھ پلانے اور زہے سعادت اُس عورت کو
 جو ان میں اپنی گود میں لگائے جب مردانِ عیب نے ایک دم سے تمام عالم میں پھریں
 پہونچایا تو اس وقت کے چرنے لیا پرند کیا جن و انس سبھی نے کہاں ذوقِ شوق سے
 بدل اپنے سینے آپ کے دودھ پلانے پر مائل اور آمادہ پایا اور ہر ایک میں چاہتا تھا
 کہ یہ دولت ابدی اور سعادت سرمدی میرے ہاتھ آئے دوسرے شخص اس نعمت سے
 میں شریک ہونے نہ پائے چنانچہ جب کاکڑ ماراں تھا وہ نہرے ہر ایک کو اس تنہا
 اور لذت و پر آمادہ بہ نزار و فساد پایا تو فی الفور ہاتھ غیب نے دوبارہ یہ کلمہ سنایا
 کہ حق تعالیٰ نے آپ کی خواہش کے واسطے قوم انسان سے ایک عورت مقرر فرمائی ہے
 اور ازل سے یہ دولت اُسی کے حصہ میں آئی ہے تو وہیت ہے کہ سات دن آپ نے
 اپنی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ کا دودھ نوش فرمایا پھر پندرہ روز تو بھیجے آپ
 کو دودھ پلایا بعد ازاں حلیمہ سعدیہ بنت عبد اللہ بن ابی فرویس بن حارث

بن فرام بن ناصر بن سعد بن بکر کے یہ دولت مانتھائی بہ جان یہ قوم زہرہ بن
 بی بی علیہ کے بدولت کیسی بے سادت و شرافت مانتھو پائی آب و شمع و درگاہ
 میں سال کے اندر دو بار فصلی بروج و خریف میں اطراف و جوانب کی دایاں و بایاں
 آتی تھیں اور امر اور دوسرے کے لڑکوں کو پرورش اور دودھ پلانے کے واسطے اجرت
 گھوڑا کھیتی پالتی تھیں تینا چھ سال کی آپ پیدا ہوئے تمام ملک عرب ایک بڑے
 گھر تھا یہ بڑے بڑے سال و سال و سال تھیں کہ اس کا کام یہ انجام ہوا کہ
 کچھ بچہ لکھ اور بچہ لکھ اور کھانسی کا علقا نام ہوا غرملک اس حالت و مقام میں
 بنی سعد کی فورتیج سب عادت و ملائمت بچکان شیر خوار مر اعلیٰ پاسے نازل ہوئے
 یہ چند روز کے شہر کہان داخل ہوئے بی بی علیہ فرماتی ہیں کہ میں نے بھی اپنے
 شوہر اور لڑکوں کو ہمراہ لیکر اپنے قبیلہ کی فورتوں کے ساتھ گئے کا سفر کیا مگر میری
 سواری کے جانور نے بسبب اپنی کمزوری اور لاغری کے مجھے سب سے پیچھے کر دیا اور
 بسبب قحط و مایہ کے قانون کی وجہ سے میری طاقت طاق نہ رہی و پیش رو بھی
 اور باجہ اندلہ کی بطاع دنیا و سی پھر نہایت شاق تھی میں ہی اپنے دل میں خیال
 کرتی تھی کہ میرے اہالیان قافلہ مجھے آگے پہنچا کر امرا سے نامدار اور دوسرے
 فوجی و قاضیہ اہل خانہ کو ہاتھوں ہاتھ لیکر گویا وہ اپنے دین کو مالدار کر گئے
 اور ہم بوجہ دیکر یہ سوچنے کے خالی ہاتھ و دستوں کو ساتھ لیکر یونین عربیہ
 آنسو غریب میں نہیں تھوڑا اور خیالات کو اپنے دل میں وہ رہی ہوئی منزل و منزل
 چلی جاتی تھی اور ہزار وقت و سواری میری سواری صبح تا شام نصف منزل پہنچے
 پہنچاتی تھی حتیٰ کہ میری ساتھ والی فورتوں نے مجھے چند روز آگے پہنچا کر

اور روساے شہر کے طغالی کو اپنے خاطر خواہ یہ ایذا اور ایک لڑکا بھی مرے
 رہے نہ دیابی بی طبعہ کہ تھی تھیں کہ ایک اور ایک نعل پر میں نے اپنی بیٹی اور لڑکا
 پر نہایت پیچ و تاب کیا اپنی حالت یاس میں نہادیاں عجب سے دہن بائیں سے
 براہ سے یہ نذرہ سنا یا کہ اسی طبعہ رہے رہا بت اور عجب تیرے کہ حمد علی علیہ السلام
 تیرا دودھ نوش فرما لیتے اور تجھے بدولت اس ہو تو مسعود کے قرینہ عالی پر پیدا کیا
 اسی طبعہ تو کسی تردد اور اندیشہ کو اپنے دل میں آئے نہ دے اسد تعالیٰ تیرا عالمی اور
 مددگار ہے پھر تجھے کیا اندیشہ اور کس بات کا اتنا ارترائی بی طبعہ فرماتی ہیں کہ جب
 دہن یا میں نے یہ آواز سنی تھی بن آئی تو میں نے نہایت تعجب و کفری نگاہ
 اور بڑا تاملی دیکھا کہ ایک پہاڑ کی گھاٹی سے ایک سرد دراز قنات ایک حربہ نور کا
 اپنے ماتر میں لیے ہوئے برآمد ہوا اور قدم اٹھاتا میری طرف چلا آئی کہ میرے
 نزدیک آیا اور وہ حیرت میری سوار تھی کہ پشت پر لگایا اور کہ اسی طبعہ اسد تعالیٰ
 تجھ کو خوشخبری سنا رہا ہے اور مجھے یہ ارشاد فرماتا ہے کہ شیطا تو نے تو مجھے دور
 کر دین اور میری و شب سے تجھے محفوظ رکھوں گی بی طبعہ فرماتی ہیں کہ اس
 بزرگ کا یہ کلام نیک انجام شکون نہایت خوش و سرور ہوئی اور وہ مسطر و
 تشویش پرے دل سے دور ہوئی بیان تک کہ جب کہ شریف دو کوس باقی رہ گیا تو
 اس روز وقت شب گئے خواب میں یہ دکھائی دیا کہ ایک درخت نہایت بڑا
 سایہ دار ہوا اور ہر طرح کے مودن سے پُر بار ہے چنانچہ اس وقت سے ایک
 خرابا کہ خود بخود میری گون میں آیا جب میں نے اسے اٹھا کر لکھا یا تو نہایت لذیذ اور
 خوش ذائقہ پایا تھے کہ اس وقت جسم تک کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے میرے گھر میں قیام کیا یہ سچ ہے کہ برابر اس خرمی کا وہی صفت رہا ہے تاہم
 زبان میں پایا آخر میں جب میں نے اپنے انہی نصیب کے خواب سے بیدار ہوا تو
 خوشحالی سے دوچار ہوئی مگر یہ ہے کسی راس خواب کا راز ظاہر کیا اور یہ ہیں
 اپنے دل میں یہ سچ لیا کہ اب اللہ تعالیٰ نے بیشک مجھ پر رحم کیا ہے جو اس طرح کا
 خواب مجھے دکھائی دیا ہے آخر میں دو شنبہ کے روز کے میں دو تلخ ہوئی میرے
 ساتھ کی عورتوں نے مجھ سے بیشتر ہونچکے اپنا مطلب حاصل کیا اور اس قریش سے
 مجھ آنحضرت کے کوئی لڑکا رہنے نہ دیا اور آپ کو یہیم حجاز کسی نے نہ لیا اور کہا کہ
 یتیم کی پرورش سے کیا فائدہ یا نیلے ناحق ہے ساتھ لجا نیلے اور کوئی نہیں
 جانتا تھا کہ اس صاحب اقبال کی بدولت کیا کچھ دولت ہمارے ہاتھ آئیگی اسکی
 پرورش و خدمت ہلو کس مرتبہ عظمت پر پہونچائیگی آخر میں بی حلیہ نے لڑکے کو تیار کیا
 میں اپنے مقام سے قدم اٹھایا ہر چند تلاش و جستجو کی مگر کوئی لڑکا نہ ہوا یا حتیٰ کہ
 جب ماہوس ہو کر واپس جلتے کا قصد کیا تو ایک شخص نہایت با عظمت و جلال تھے
 انور کریم و شہادت اُسکے چہرہ پر انور سے ظاہر تھے سامنے سے دکھائی دیا اور سنائی پایا
 حلیہ نے کہ وہی شخص آواز بلند کیا تاہی کہ اے نبی سعد تم میں سے کوئی عورت
 باقی ہے کہ جسے کوئی لڑکا نہیں پایا میں نے یہ سن کر جلدی سے کہا کہ مان میرے
 ہاتھ ایک کوئی بچہ خوار نہیں آیا یہ سنکر ان مرد بزرگ نے میرا نام سب سے افسار فرمایا
 میں نے اپنا نام بتایا اور لوگ جو دمان و جودھے انھوں نے مجھ سے کہا کہ اے حلیہ ^{مطلب} بچہ
 قوم قریش کے سردار ہیں ہم سب لوگوں کے افسر نامدار پھر عبدالمطلب مجھ ^{مطلب} دیکھو
 مسکرائے اور یہ کلمہ اپنی زبان مبارک پر لائے کہ اے حلیہ میرا ایک پوتا عبدالمطلب ہے

آپ کے بدن مبارک پر کیا آپ نے انگلیوں کو مجھے دیکھا اور سر کا دیا خدا کی قسم
جب میں نے آپ کے بدن مبارک پر ہاتھ لگایا حریر شیشی سے زیادہ نرم پایا پھر میں نے
کمال اشتیاق و محبت سے آپ کو اپنی گود میں اٹھا لیا اور آپ کی دونوں انگلیوں پر
بوسہ دیا بعد اسکے میں نے اپنی دہنی چھاتی آپ کے منہ میں دی آپ نے دو حبیہ پیا
پھر جب میں نے بائیں چھاتی آپ کے منہ میں دی آپ نے نہ لی اور اُس چھاتی کا دوڑ
اپنے بھائی رضاعی کے واسطے چھوڑ دیا سبحان اللہ عین مالکیت طفولیت میں یہ معجزہ آپ کا
ظہور پایا کہ آپ نے براہ عدل و انصاف کے کبھی کسی حالت میں بائیں چھاتی کا دوڑ
نوش نہ فرمایا بی بی علیہ کتنی ہیں کہ پھر میں کمال عشق و محبت کے ساتھ آپ کو اپنی
فرد گاہ بر لائی اور آپ کی زیارت اپنے شوہر کو کرا لی وہ بھی آپ کی صورت پر مہربا
اور شکل پاکیزہ کو دیکھتے ہی بغیر ہوا ہوا ہوا جان سے آپ کے شوق و محبت میں گم ہوتا رہا
اور کمال احاطہ آپ ہمارے خاندان میں دونوں دولت آئی نہ صرف خوب ہو کہ
دولت غیر مترقبہ عنایت فرمائی اور خداوند کریم نے خاص اپنے فضل عظیم سے یہ دن
دکھایا کہ ایسا منبر کیا عیاش تیری گود میں آیا بی بی علیہ فرماتی ہیں کہ پہلی ہی دن خداوند
نے آپ کا یہ معجزہ ہم پر ظاہر کیا کہ اُسی دن میری اونٹنی کے کہ جو نمازیت لاغوا کہ شہر بھی
آپ کی برکت سے اتنے خوب بکثرت دودھ دیا اور ہم سب نے بعد مدت کے خوب ہوا
ہو کر پیا اور اُس مدت کو ہمیں خوب نیند آئی اور آپ کی برکت سے سب تکلیف
ہماری خدا نے رفع فرمائی بی بی علیہ فرماتی ہیں کہ تین دن یا سات دن میں
مکہ میں یہی ہر روز بی بی آمنہ کے پاس جاتی تھی اور آپ کے اکثر حالات عجیبہ
اور کوائف غریبہ جو مدت حمل اور وقت ولادت شریف کے طور پر اپنے تھے انکی زبان

سن آئی تھی بعد اسکے میں آپ کو لیکر حضرت بی بی آمنہؓ سے رخصت ہوئی اس بعد مجھے
 اپنے گھر پہنچنے کی نہایت عجلت ہوئی انجام کار آج صبح اُس خوب کردگار کو نبی کریمؐ
 لیکر اُس دُبلے جانور پر سوار کیا حق تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اُس جانور کو پہلے ہی منزل
 میں نہایت تیز رفتاری سے پہنچا دیا اور کمال خوشی میں آیا اور کعبہ کی حُرمتِ مقدسہ کے
 تین در سے ہنسنا باری میں بجالایا پھر تھکا اور نہایت سرعت اور چاروں کی کٹھن سے
 وطن کا یہ دریا بہت ادا لہان قافلہ سے اُس جانور کی یہ حرکت دیکھ کر نہایت تاب
 کے ساتھ مجھے یہ بات استفسار فرمائی کہ اسی طیمہ تیری سواری میں یہ طاقت کہاں سے
 آئی میں نے کہا کہ یہ بہت برکت اس مومن و مومنین پروردگار کی ہے جس نے اسے یہ اثر عطا فرما دیا
 انشت و در دستِ ہر شے ہی میری زبان پر یہ حرکت آیا ویسے ہی اُس جانور نے ادا لہان قافلہ
 کی طرف مخاطب ہو کر کمال فصاحت و بلاغت سے یہ ارشاد فرمایا کہ اے نبیؐ سو جاؤ اور آگاہ
 ہو کہ میں اس دریا کے دروازے پر پہنچا ہوں اور حق جانور ہوں اور حق جانور نہایت دُبلے اور باغیر وزن کی زبان
 میری بڑی شان ہے اس لیے کہ کہیں میرا حبیب الرحمنؐ جو اس محبوب و مرغوب کے لیے خدا نے
 سب کچھ تیار کیا اسی کی شان میں نوا کہ لما خلقت الافلاک فرمایا جب اُس جانور سے
 ارباب قافلہ نے یہ کلام سنا تب ہر ایک نے نہایت سے دستِ حسرت ملے اور مہمون
 نے خوب سراپنا دھنا اور کہا اے طیمہ دین و دنیا کی نعمت و عادت تو نے پائی ہے شہدہ یہ
 بہت بڑی دولت ہے کہ تیرا آئی بی بی طیمہ سے روایت ہو کہ اُنٹا ہے وہ میں ایک بلکہ
 بہت بکران چرتی تھیں میں نے ایک بکری میرے پاس آئی اور نہایت فصاحت و بلاغت
 سے یہ کلمہ اپنی زبان پر لائی کہ اے طیمہ یہ کجا جو تیری گود میں اس مرکب پر سوار ہو رہی ہے نہایت
 محبوب پروردگار اور کل عالم کا سردار ہے اُمید بی طیمہ سے یہ بھی نہ اُنٹا کہ ایک

منزل میں مجھے ایک مرد ضعیف نظر آیا اور حضرت کو دیکھتے ہی بے ساختہ یہ کلمہ اپنی زبان
 لایا کہ بیشک یہ ترکا نام المرسلین ہے اسکا ملک کتب سماویہ کی رو سے خوب ہوتا ہے
 ذہن نشین رہے بعد اسکے جب ہم وادی سدہ میں پہنچے چند علماء سے مجلس زبان و کلام
 اُنھوں نے حضرت کو دیکھا کہ یہ ترکا بیشک پیغمبر الزمان کی اگلی کتابوں سے اسکا حال خوب
 ظاہر اور عیاں ہے پھر جب ہم وادی ہوارن میں آئے وہاں بھی ایک پیر مرد حضرت
 کو دیکھتے ہی یہ کلمہ زبان پر لائے کہ بیشک یہ ترکا نام الانبیاء وادی کی نبوت اور
 رسالت سے ہو گا عیسیٰ مسیح نے خبردار کیا ہے بعد اسکے ایک منزل میں ایک بڑا قبیلہ
 ذریل کا ملا اُسے دیکھ کر میری ساتھ والی عورتوں نے مجھے کہا کہ جو حالات اس لڑکے کی ماں
 نے مجھے سنائے ہیں یا جو جو دردت خود تیرے دیکھنے میں آئے ہیں وہ سب اس سے
 بیان کر چکے کیفیت اسیر عیان کر میں یہ سب ذریب ہر راز اُن مسطور ہست سب حال آپ کا
 اُس مہمے کو سنایا اُسے سنتے ہی کہاں غضب و غصہ سے بہ شور مچایا اہل آل ذریل
 اس مولود مسعود کی محبت سے منہ موڑوا اور شکوہ برگز زندہ بچھوڑ دیا ہے کہ بہت بد ساری
 زمین درمان کا مالک ہو جائیگا اور ہر شخص سے اپنا کلمہ کہلائیگا اور قریب تر ہے کہ وحی
 آسمانی اس پر آئے اور درج نبوت و رسالت سے متنازع و منہمک ہو جائے بی بی علیہم
 فرمائی ہیں کہ جب میں نے اس مہمے میں دود کی یہ بیوہ گفتگو دہر دہی تو علیہ سے
 آپ کو اپنی گود میں اٹھا لیا اور کہا کہ اسی ظالم تجھ خدا کی ماہر جو تیری ایسی بیوہ گفتگو
 غرض کہ اسی طرح سے ہر منزل و مقام پر آپ کی نبوت و رسالت کی خدمات برابر و قوی
 میں آتی تھی اور جس گلی اور رستے پر جا رہا گزر ہوتا تھا دامن کی سوکھی گھاس آپ کے قدموں
 کی برکت سے فوراً سبز اور شاداب ہوتی جاتی تھی اور خشک آنجا روضہ برگ بادلانے تھے

خبر دو سال کے رغب نہ پایا بلکہ اکثر اوقات جب لڑکے آپ کو کھیل کی طرف مارتے تھے
 اسے انکار کرتے اور خود انکو لوہو و لعب سے منع فرماتے اور ارشاد کرتے کہ مجھے خدا کا
 کیلئے کئے ہوئے نہیں بنایا ہے بلکہ اپنی عبادت اور طاعت کے لیے پیدا فرمایا ہے اور
 آپ بول و براز سے وقت معین پر فرغت فرماتے اور اگر اچانک کبھی آپ کا ستر
 کھل جاتا تو آپ نہایت غصہ اور شور مچاتے اور جب میں چھپا دیتی تو آپ فوراً
 خاموش ہو جاتے اور پھر گریہ نہ فرماتے اور اگر اتفاقاً مجھے کبھی ذرا سی اس کام میں
 دیر ہوتی تو فوراً فرشتہ آتا اور آپ کے ستر مبارک کو چھپا جاتا اور یہ کلام ہوتا اس
 خیر الانام کا گوارہ میں قمر سے باؤز جہر تمام کتب مستندہ میں مرقوم ہے اور پھر جانا
 مکتاب کا اس آفتاب رسالت کی اشارت سے اور حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف اشارت سے
 گواہ شریف کو واسطے آپ کے آرام و راحت کے بخوبی معلوم اور مفہوم ہے
 ریاض الانارین روایت ہے کہ ایک روز آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ
 نے بغور مخاطب ہو کر آپ کی طرف دیکھا آپ نے اُسے پوچھا کہ اے چچا آپ کو کسی بات
 کے استفسار کی مجھے ضرورت ہے یا اور کسی طرح کی کوئی حاجت ہے کہ انا اپنے آپ کے
 حال دریافت کرنا منظور ہو سکے اور اکی سے بری فہم و تیز نہایت دور ہر فرمایا
 کہ وہ کبار ازہر بتائیے جو کچھ پوچھنا ہو فرمائیے حضرت عباسؓ نے کہا کہ ایک مرتبہ آپ نے
 چالیس روز کی عمر میں یہ آواز جہر قمر سے پھر باتیں فرمائیں اور جاننے آپ کی باتوں
 کا جواب بھی دیا مگر وہ باتیں پھر ہماری سمجھ میں مطلق نہ آئیں اگر اب وہ باتیں آپ
 کو یاد ہوں تو فرمائیے ہم کہاں دیبہ شناق بن سلیعے فرمایا کہ اے چچا اس وقت
 میرا ہاتھ کہاں سختی سے بندھا تھا اور میں اسکی تکلیف سے ماں لے کر یہ دیکھا تھا اور سنتا تھا۔

چاند مجھے روئے سے روکتا تھا اور کرتا تھا اُتر ایک قطرہ بھی آپ کے اشک مبارک کا
 زمین پر گر گیا تو قیامت نہ کہ تمام زمین پر ایک ذخیرہ بھی سبزے اور گیہاں کا نہ گھٹا
 میں نے براہ شفقت اپنی بہت سے اپنی اس تکلیف اور سختی پر صبر کیا اور ایک ہفتہ
 اپنے اشک کا زمین پر گرنے نہ دیا حضرت عباسؓ نے یہ مالی سکا و دونوں ہفتے
 زانو و لہ پر مارے اور کہا اے فرزندِ نیکم ہمارے آپ نے اُس عمر میں اپنی بہت توفیق
 پہنچا ہوا ہے یا مجھے میرے اُسی پروردگار نے بتایا جو عالم الغیب ہی در راز اُن کی چھان
 اپنی اس کھٹک میں تھا اور قلم قدرت جنابِ اعدیت کا لوح محفوظ پر چلتا تھا اسی
 آوازِ بخیر میرے اُسنے میں آتی تھی کوئی بات میری ہوا ہے سے خامی نہ جاتی تھی اور
 فرمایا کہ اگر اُرشا دیجے تو اُس سے زیادہ کوئی راز ظاہر کروں آپ کو غوثی اُس سے ماہر
 کروں عرض کیا مان یا رسول اللہ فرمائیے اور کوئی بات اسی طرح کی سنائیے فرمایا
 اے عیسیٰ خدا کی قسم جب میں ماہ کے بہت میں تھا اور جس وقت غرض زمین پر خیار
 رب العالمین کو سجدہ کرتے تھے اُنکے سجدے کی آواز جی جھیسہ میری سماعت میں آتی تھی
 کوئی راز کی بات نہ تھی نہ پوچھ نہ پوچھا تھی اور قیامت تو رہے سے زیادہ کوئی بات نہ
 آپ کو سناؤں اور راز پوشیدہ سے آوازہ فرماؤں نہ اُرشا و فرمائے ہیں شفاق ہوں
 جلد ہی سنائیے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار و پندرہ خدا نے بنائے اور سب بے نیوک
 خائف ہو کر دنیا میں آئے لیکن چالیس برس کی عمر تک کسی نے اس بھید کو نہ پایا کہ
 خدا نے مجھے پیغمبر اپنی بنایا مگر ایک عیسیٰ بن مریم کو جس وقت خدا نے بعوث فرمایا
 تو اُسی وقت بقباحت تمام یہ کلام اُنکی زبان پر آیا اِنَّا عَبْدُ اللَّهِ اِنَّا الْكَافِرُ
 وَجَعَلْنِي نَبِيًّا یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی اور نبی کیا اور

دوسرا تیرا عیش و شہوانیہ اہو نے سے پہلے ہی جانتا تھا کہ نندہ اسٹکٹ نبی بنایا جو اوپر کی
نشان میں لکھا کہ لَکَمَا خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ لَا أَفْلَاکَ شَفِیْہَا جبر اور رشتہ کر لیا اور چوپایہ میں پیدا
ہوا وہ دو شبہ نہ لی رات بھی نام عالم میں خوشی سے وہ شب گویا شب برات تھی
اُس رات کو اسے تعالیٰ نے ساتون آسمانوں میں ایک ایک پہاڑ عظیم الشان
یہ الیسا اور ان سب پہاڑوں کو فرشتوں سے منور کر دیا اور تعداد انکی بیساکھڑی
خدا اسے علیم کوئی نہیں اُس سے واقف کا ہر شب و روز حق تعالیٰ کی یاد کو نا بھی
اُن فرشتوں کا کام ہے انکی عبادت کا ثواب مجھ دروڑ میں دے دے گا

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا تَابًا
عَلَى نَبِيِّكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

بی بی کا ہمہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 تین یا چار برس کی عمر میں مجھے پوچھا کہ ادا دہرائی دن تو تارے بھائی کہ سان
 پانے ہیں میں نے کہا کہ جنگل میں گریان جراتے ہیں اور شام کو مکان پر واپس آتے ہیں
 فرمایا کہ گریہ ہمیں جنگل کو جانتا ہے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ گریان پر اپنے میرے
 دام سے اس بات کو گوارہ نہ کیا اور میں نے آپ کو یہ جواب دیا کہ آپ جنگل میں نہان
 جانتے ہیں تاہم ظلیف اٹھائے کہ گراپٹ میرے کتے پر کچر خیال نہ فرمایا اور
 جنگل سے جانے پر زیادہ اصرار نہ کیا یا مجبور ہو کر میں نے دوسرے دن آپ کو غسل
 کرایا اور پوشاک لطیف اس حبیب جان خوب بزدان کو پہنا کر چشمہ انہ باریک میں
 سرمہ لگایا اور مجھ میں نے ایک نار مرہ بھائی کا نکالا اور حفاظت کے لیے چمکے تیل میں نکالا
 آپ نے فوراً اسے نکال کر پھینک دیا اور یہ ارشاد کیا کہ خدا میرا مہمان ہے یہ شخص
 خیال فام اور بیودہ گمان ہے بعد ازاں آپ نے ایک چھڑی ماتہ میں سے کر

جنگل کی طرف قدم بچھ فرمایا اُس روز تمام دن میرا دل آپ ہی میں رہا اور میں نے
 ہرگز نا تمام چین نہ پایا پھر جب آپ شام کو تشریف لائے اور مجھے اپنے جمال بالکالی
 سے مشرف فرمایا تب مجھے تسکین ہوئی اور میرے دل نے فرور پایا اسی طرح ہر روز
 جنگل کو جاتے تھے اور شام کو بھائیوں کے ساتھ واپس تشریف لاتے تھے ایک روز
 میری بڑی مسماۃ شہما جنگل سے گھر میں آئی اور اُس نے مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ دیوان
 جب دھوپ کا وقت آتا تو اسوقت ایک ٹکڑا ابر کا حاضر و زحمہ علی السعد علیہ وسلم
 کے سر پر سایہ ظن ہو جاتا تو بی بی ملیحہ فرماتی ہیں کہ جب اُس کی سب سے یہ خوشخبری
 سنائی تب میں آپ کی طرف سے مطمئن ہوئی اور میرے دل نے تسکین پائی سو اسٹے
 کہ گرمی اور دھوپ کے خیال سے ہر وقت مجھے آپ کی تکلیف تکالیل رہتا تھا اسی طرح
 غم میرا دل ہر دم ہٹاتا تھا حتیٰ کہ اسی طرح سے جب دو تین مہینے لڈرے تو ایک روز
 دوپہر کو میرا بیٹا ضمیر نام حضرت کے لیے طعام بنے گھر میں آیا اسکے آنے کے بعد وہاں
 یہ حادثہ ظہور پایا کہ نگاہ دو شخص آئے اور حضرت کا دست مبارک پکڑ کر بیٹھ گئے اور
 لائے پھر آپ کو اسی بیٹھ پر جیت لٹا دیا اور انہیں سے ایک شخص نے ایک چٹری لیکر
 آپ کے شکم مبارک کو پاکی کیا اس آستان میں جب ضمیر مذکور لوٹ کر آپ کے حضور میں آیا
 اور آپ کو اس کیفیت میں پایا تو کمال حسرت و افسوس سے گزرتا پڑا کہ اگر داری کرنا تھا
 اپنے گھر چلت آیا اور بوجہ عاجز آپ کا مجھے سنا یا اور کہا اے دیوان ہمارے بحالی رضاعی کا
 کام تمام ہوا معلوم نہیں کہ اب اُس کا کیا انجام ہوا بی بی ملیحہ فرماتی ہیں کہ میں خیمہ
 دشت آ کر سکر نہایت بدحواس رہتی تھی ضمیر کے ساتھ اسی بیٹھ پر آپ کے پاس
 آئی خدا نے بخیریت آپ کی زیارت مجھے کرائی اور خود ا کے فضل سے سب طرح

میں نے آپ کو صحیح اور خندہ بست پایا بلکہ چہرہ مبارک کا کنارہ گزشتہ تہذیب نظر آیا بلکہ
 دیکھا کہ آپ کو کوئی اور لباس اور زیبائش نہ تھی بلکہ وہی پرہیزگار اور سادہ لباس پہنا
 تھا جس سے ظاہر نہ ہوتا تھا کہ آپ ایک میرے پاس آئے اور مجھے نظر کر کے یہاں پر آئے
 اور بیٹھ گئے اور میرا ہاتھ پاؤں لایا اور کہا کہ یہ دوسرے سے دیکھا گیا اور یہ تہذیب
 آلاش تو ہوا کہ اس آداب سے کہ بڑے زیاں سے رہنا اور ہر جہت سے اچھے طریقے پر
 رکھنا اور نہ کسی اور شخص سے نہ کسی اور چیز سے اور نہ کسی اور لباس سے اور نہ کسی اور
 اور چھری لیکر نہ کسی چاک لیا اور کدورت اپنی کو اس سے نکال کر پھینک دیا اور
 کہا اور مجھ کو بیک جانانی خدمت شیطانی تھی درہوا اور حجت رحمانی اور انوارِ یزدانی سے
 تیرا دل سمور ہوا یا نہیں ہے دیکھا کہ ایک نے دوسرے سے کوئی چیز لیکر میرے دل کو
 اس سے مخفی رکھا اور نہ ریخت اور حلیت ہی سے معمور کیے پھر اُنکی نگاہ پر رکھ دیا بعد اُنکے
 کیفیت دیکھنے میں آئی کہ اُن شخص نے ایک نورانی حکمِ نوری ایک صبرِ دل پر ثبت
 فرمائی پھر اُن شخص نے اپنا ماتر میرے شکم پر پھیر دیا وہ زخم اسی دم اچھا ہو گیا پھر اُنکے
 میری پیشانی اور رخسار پر بوسہ دیکر کہا کہ اے محبوب خدا حبیب کہہ یا آپ اپنے دل
 میں کچھ خوف و اندیشہ نہ لائے اب ہم اجازت پا رہے ہیں رخصت فرمائیے یہ کلام
 تسکین آئیں انھوں نے مجھے سنا لے اور دفعۃً ایسے پوشیدہ ہوئے کہ نظر نہ آئے بی بی
 طیبہ فرمائی میں کہ میں حضرت کو لیکر گھر میں آئی اور بصلاح میرے شوہر کے بیچ
 فرمایا کہ آپ کی مفارقت و ہجرت کا بااگران اپنے سینے پر اٹھائیں اور اس
 سلطان و جہان کو بی بی آمنہ کے سپرد کر آئیں عرض کہ جب بھی صلاح فرمائی تو میں
 حضرت کو لیکر چلی اور منزل در منزل طر کر گئی ہوئی جب دمِ محرم کے متصل آئی تو اس طرح

میں نے حضرت کو تنہا بیٹھا دیا اور آپ بضرورت قصائے حاجت کے جگہ کار ہستہ لیا
 آؤ کار جب میں نے قصائے حاجت سے فراغت پائی آؤ لیٹ کر اُس مقام پر تائی تو
 وہاں میں نے حضرت کو نہ پایا کیا کون جو اُس وقت میرے دل نے سچ و غم پیچ و ذاب
 کھایا حتیٰ کہ میں نے نہایت بیتابی سے آپ کی جستجو میں ہر چار سو قدم اٹھایا مگر آپ
 نہیں مجھے نظر نہ آئے پھر تو غم مفارقت سے کیفیت میرے دل پر طاری ہوئی کہ میں
 اپنی زندگی سے عاری ہوئی تھے کہ جب میں نے نہایت اپنے دل کو بیکار پایا
 تو یہ ارادہ مصمم اپنے دل میں ضرر پایا کہ اب کسی بہادر پروردہ جاؤں اور اپنے کو
 اُس کے اوپر پہنچ کر اُن میں اسی خیال میں تھی کہ دفعۃً ایک بد حال مجھے نظر آیا
 اُسے میرا حال بہ نظر اوردیکھ کر رُا افسوس کھایا اور پوچھا کہ تو کیوں اس قدر مضطرب
 اور پریشان حال ہو رہا ہے؟ کیا تجھ پر مصیبت پڑی اور کسی بات کا تجھے حال ہی میں
 سنا رہا ہے؟ اُس نے مجھے سے غصہ کیا اُسے شے نہ تھی مجھے یہ جواب دیا کہ اے علیہ السلام تم میرے
 نہ کھاؤ نہ سچ، میں ایک شخص کے پاس لیے چلتا ہوں تم یہ سب حال اُسے سناؤ اگر وہ
 ذرا بھی توجہ فرمائیگا تو میری ہی دم نہ مرے مطلب برآئیگا میں نے کہا اے میری جان میں
 تجھ پر زبان جلدی بنا کہ وہ کون ایسا صاحب کمال ہے کہ جبکہ اس میرے لیجانے کا
 مجھے خیال ہی نہ آئے کہ کما کہ بھل نام ایک بڑا سردار ہنسناں جو گم شدہ چیز کو بتا دینا
 اُس کے نزدیک ادنیٰ کام ہے میں نے کہا کہ وہ تو میرے فرزند عالی مقام کا نام ہے
 ہی گھبرانا ہے اور اُس کے تمام بدن میں لرزہ پڑ جاتا ہے اس واسطے کہ جس روز خدا نے
 اُس فرزند اچند کو مبعوث فرمایا تو پہل اُس کے تولد شریف کا نام ہے ہی اذیہ مجھ
 ہو کر زمین پر آیا حتیٰ کہ تمام ہنسناں کا یہی حال ہوا ہر ایک کو اپنی جگہ پر ٹھہرنا محال ہوا

پس جب اسکی کیفیت ہی تو پھر مجھے اُسکے پاس جانے کی کیا ضرورت تھی مگر اُس بُدھے
 نے زبردستی مصر ہو کے مجھے اپنے ساتھ لیا اور پہل کے رو برو جا کر سات مرتبہ طواف
 کیا اور اُسکی پیشانی پر بوسہ دیکر کہا کہ اے ہمارے سردار تیرے بادل و احسان ہمیشہ
 قریش کے حلال پر برقرار جو اہل غرض تیرے در پناہ دے وہ ہرگز نامزد نہیں جاتا اے اے
 عورت کا ایک بیٹا مفقود ہو چکا ہے یہ اُسکے گم ہونے سے نہایت بیقرار اور مضطرب ہے
 لہذا امید دار ہوں تو اسی توجہ فرمائیے کہ تیرے سے نہایت جلد اُسکے بیٹے محمد کا پتہ
 مل جائے پس جیسے ہی وہ بُدھا حضرت خیر الانام کا نام اپنی زبان پر لایا ویسے ہی وہ
 بہت اذیت منہ ہو کر زمین گرا اور یہ شور مچا یا کہ اے بُدھے تو نے مجھے تیرے کسٹم کیا کہ جو اُس
 لڑکے کا نام ہمارے ساتھ لیا یہ وہ لڑکا ہے کہ جو سارے بنو نضیر پر ستون کا
 نام و نشان جہان سے مٹا دینگا اور جو اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرے گا وہی بچا
 بائیکا اور خدا سے دو جہان اُسکا نگہبان ہے اُسکے ضائع ہونے کا ہرگز نہیں گمان
 ہے جو پہل کی یہ آواز سن کر اُس بُدھے کے بدن میں لرزہ پڑ گیا اور لاٹھی اُسکے ہاتھ سے
 گر پڑی اور ایسا گھبراہٹ ہو گیا کہ وہ اپنے سینے میں آکر زمین میں گولیاں بی جلیبہ فرماتی ہیں کہ
 جب میں نے وہاں بھی کچھ خبر اپنے تخت جگر کی نہ پائی تو پھر میں روتی ہوئی حضرت
 عبدالمطلب کے پاس آئی اور سارا حال آپ کا اُسکو سنایا یہ ماجرا سنتے ہی اُنکے دل
 میں یہ خیال آیا خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کہ کوئی ظالم براہ عداوت آپ کی ولایت کا
 قصد اپنے دل میں لائے اور کسی طرح کی ایذا و تکلیف آپ کو پہونچے جو فوراً
 خیال کے آپ نے کہاں غیظ و غضب سے ملواریا تم میں اٹھائی اور کوہ صفا پر جا کر سطح
 ایک آواز باسور و گداز لگائی کہ اے کائنات غالب جلد آؤ میرا نور یعنی تخت جگر مفقود ہو چکا ہے

ہو گیا ہوا اسکا پتہ لگاؤ عبدالمطلب کی یہ آواز درناک سُنتی ہی تمام ارباب قریش اس
 بہاؤ پر حاضر آئے اور کمال دلسوزی اور جان نثاری کے ساتھ یہ کلمہ اپنی زبان پر لائے
 کہ اے سردار ہم سب آپ کے فرمانبردار ہیں اور آپ کے فرزند دلبند پر جان نثار ہیں اسکی
 جستجو اور تلاش کو حاضرین کی طرح اس کام میں نہیں خالص رہیں غرضکہ حضرت عبدالمطلب
 ارباب قریش کو اپنے ہمراہ نیکو سوار ہوئے اور جب ہر چار طرف آپ کو تلاش کیا
 نہ پایا پھر تو انہیں بتایا کہ اسی بقراری میں آہ و نزاری کرتے ہوئے حرم
 محرم کے اندر آئے اور سات بار طواف خانہ کعبہ کر کے جناب باری میں یہ التجا لائے
 کہ اے خداوند عالم تو دنا سے اسرارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گم ہونے سے میرا دل
 نہایت مضطرب و بیقرار ہے اب تو جلد اسکو مجھے ملا دے اور اس رنج و غم سے مجھے
 چھوڑ دے جیسے ہی یہ مناجات حضرت عبدالمطلب کی زبان پر آئی جیسے ہی ہاتھ
 نیچے نہئے یہ ندا آئی کہ اے عبدالمطلب تمام تمامہ میں جاؤ وہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 ایک درخت کے نیچے ڈال کپڑے کھڑے ہیں بے آؤ جب اس فردہ جانفز کا آواز نہایت
 کے گوش مبارک میں آیا تو وہ بدرجہ کمال خوش ہوئے اور اپنے تئیں جلدی سے مقام
 تمامہ میں پہنچا یا وہاں جا کر دیکھا تو ایک دوکانہایت حسین شک فرمیدیں ایک درخت
 کے نیچے موجود ہے عبدالمطلب سمجھ گئے کہ بیشک میرا یہ وہی نور بصیرت جگر ہے کہ سبکی خبر
 مفقود ہے پھر عبدالمطلب نے جلدی سے آپ کے پاس آکر آپ کا نام استفسار کیا آپ نے
 اپنی زبان مبارک سے یہ جواب دیا انا محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن نضر
 عبدالمطلب نے کمال اشتیاق اور بیتابی سے آپ کو اپنی گود میں اٹھالیا اور آپ کی
 پیشانی انور اور چشم منور پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ میں عبدالمطلب بن عبدالمطلب بن عبدالمطلب

اور تیری صورت پر جان نثار یہ کہہ کر کہاں ہفت اور محبت سے آپ کو لیکر اپنے گھر سے
 پر سوار کیا اور وہیں سے مکہ معظمہ کا رستہ لیا پھر جو وقت آپ نے اپنے در دولت خانہ
 پر قدم بچھ فرمایا اس وقت عبد المطلب نے آپ پر بہت کچھ تصدق کیا اور خوب زر نقد
 اٹھایا اور بی بی علیہ کو اپنے سامنے بلایا اور نہایت خوشی سے بہت کچھ مال و متاع
 دیکر رخصت فرمایا روایت ہے کہ بی بی علیہ کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت عبد المطلب
 نے ام مین کو آپ کی خدمت اور نگہداشت کے لیے مقرر کیا اور بتا کہ نہ تمام یہ حکم دیا کہ
 میرے اس نو بخت جگر کو کسی نوع کی تکلیف نہ ہونے پائے اور تو بدل و جان بھری
 اس راجہ روان کی خدمت بجا لائے ام مین سے روایت ہے کہ حتی تعالیٰ نے حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت مغرہ سی یہ برباری اور قناعت عطا فرمائی کہ کبھی
 کسی حالت میں بھوک کی شکایت آپ کی زبان مبارک پر نہ آئی اور مین نے کبھی
 آپ کی طبیعت کھانے کی طرف رغبت نہ پائی اور کبھی کسی خیر کی فرمائش کی آپ کو
 نوبت نہ آئی بلکہ اکثر اوقات جب حضرت عالی صفات کو اشتہا معلوم ہوتی تو جاہ
 نغم پر تشریف لے جاتے اور کھانا پانی نوش فرماتے اس سے ایسی تسکین پاتے کہ اس قدر
 پھر کھانا کھاتے بہر حال خداوند ذوق کمال نے آپ کی ذات معدن صفات میں بے
 اوصاف جمدہ اور ضماں پسند جمع فرمائے کہ یہ کمالات اور جزات اس سن
 میں کسی اور پیغمبر سے وقوع میں نہیں آئے

بَارِئٌ مِّثْلَ وَهْلِ ذَاكَ أَتَبَدَّ ۖ عَلَىٰ يَتَيْلَفَ خَيْرُ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

یہ بیان ہے حضرت بی بی آمنہ اور حضرت عبد المطلب کی رحلت کا
 اور آمین ذکر ہے عبد المطلب کی جانب سے اپنے بیٹے ابو طالب کو

حضرت کی پرورش کے لیے وصیت کا

ریاض الازاریین منقول ہے کہ جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سن شریف چھریا سات برس کا آیا تب آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ نے آپ کو لیکر اپنے اغوہ کی ملاقات کو مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کا سفر فرمایا اور پھر ایک مہینے کے بعد وہاں سے محبت فرمائی تو بستی ابوالہیہ بن یوشع جو مدینہ انبیہ کے متصل چوڑائی طبعیت ناما ساز ہوئی اور اس بیمارچی نے ایسا غلبہ کیا کہ انکو غافل اور بیہوش کر دیا پھر جب انکو ہوش آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کمانی متر در اور معلوم اپنے سر حملنے بیٹھے پایا اس وقت بی بی آمنہ کو کمان دریاہ آپ کی شبیہ پر افسوس آیا اور فرمایا کہ اگر فرزند خدا محمد جو اس دریاہ اندر میں جائے گی اسے ستار پہن کر آتا ہے اسے جام موت بھی ضرور ہی بلایا جائے گا لہذا جو زندہ ہے وہ فنا ہونے والا ہے ہر ایک ذی روح موت کا نوالہ ہر اب میں اس درخانے سے بولم جاوے دانی تھوڑی ہوں اور تجھ ایسا اپنا یادگار اس درنا پائے اور میں چھوڑتی ہوں یہ کہہ کر حضرت بی بی آمنہ نے انتقال فرمایا کیا کمون جو اس وقت آپ کی شبیہ اور یکسی پر ساکنان ارض و سماں دعا و احسن کا شوریہ پایا انا اللہ وانا الیہ راجعون بہر حال جب آپ حضرت آمنہ کے انتقال کے بعد مہینے کے ساتھ کے مین آئے یہ خبر وحشت اثر شکر تمام ارباب مکہ حضرت عبدالمطلب کے پاس حاضر ہوئے اور رحم تغریب بجالائے بی بی آمنہ کے انتقال سے حضرت عبدالمطلب کو بڑا ملال ہوا آپ حضرت کی پرورش اور نگہداشت کا زیادہ خیال ہوا غرض کہ حضرت عبدالمطلب کماں شفقت اور محبت سے آپ کے سلق پریش آئے تھے اور ہر وقت آپ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور کھانا بھی ہمراہ کھلانے لگے

روایت ہو کہ آپ اکثر اوقات اگر اپنے جدِ امجد کے برابر مسند پر بیٹھ جاتے اور آپ
لوگ آپ کو براہِ ادب اس بات سے منع کرتے تو یہ سنکر عبدالمطلب اشرار فرماتے
کہ یہ میرا نورِ بعثت بلکہ شراِ عالی قدر ذی وقار ہے اسکو میرے برابر مسند پر بیٹھنا سزاوار
ہو اس واسطے کہ جو آیاتِ نبیات اسکے شرف و کرامت کے زمان و منبعِ محل
سے تا اندیم علی التواتر وقوع میں آئے ہیں وہ قوم قریش میں نہ کبھی کسی فردِ بشر کے
سننے اور نہ کسی خیبارِ سابقہ سے پائے جاتے ہیں لہذا میں یقین کرتا ہوں کہ میرا
یہ نورِ بعثت جلد بیشک کسی بہت بڑے مرتبہ سے سرفراز ہو گا اور تمام ملکِ عرب
کے لوگوں میں ممتاز ہو گا نقل ہے کہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں بڑی قحط سالی ہوئی
لوگوں پر تنگیِ معیشت سے فقر و فاقہ کی کیفیت حالی ہوئی اسی زمانہ میں ایک شب
کیفیت و توجہ میں آئی کہ فقیہ زہد و عابد حضرت ابوالفضلؓ عبدالمطلب کے
بعینہی کو باقی غیب نے سونے ہلکت میں یہیم نہ نہ اُسنائی کہ جو شخص تم میں سے
بجائے افسری سرفراز ہو اور حسبِ نسب میں سب لوگوں سے ممتاز ہو وراثتِ اہلِ
غسل کر آئے اور لباسِ پاکیزہ و لطیف پہنا کر سات مرتبہ کعبہ شریف کا طواف کرے
پھر چیل ابو قیس پر جا کر بحالتِ گریہ و زاری جنابِ باری میں اپنی کہے سے سنا جائے
کرے اور اُس رُکے کے وسیلے سے عرضِ حاجات کرے تاکہ تم لوگوں کی خواہشِ حیرت زنی
ہو اور غلہ کی ازانی حاصل کلامِ جبِ رفیقہ نے پناہِ خوب نیک انجام لوگوں کو سنایا
تو اس بشارتِ خاص کا گمان ہر ایک دل میں عبدالمطلب کی جانب آیا اور سب بھی
کہا کہ بیشک انہیں کے فرزندِ امجد کی طرف اشارہ ہے جو عبدالمطلب اور کون سزاوار
ہمارا ہر غرض کہ نامی دربابِ قریش مجتمع ہو کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور

رفیقہ کا خواب بیان کر کے یہ التجا معروض عرض لائے کہ آپ اپنے فرزند احمد
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لیجئے اور اُنکے وسیلے سے پانی برسنے کی جناب
 باری بن دعا کیجئے یہ سنتے ہی عبدالمطلب نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل
 کرایا اور لباس پاکیزہ و لطیف پہنا کر بیشتر سات مرتبہ گر گئے پھر ایا اسکے بعد جل
 ابوقیس پر آئے اور آپ کے ذریعہ سے پانی برسنے کی التجا بکر یہ وزاری جناب باری بن
 داشتہ اور ساتھی اُسے ہر ایک اہل قریش نے آمین یا رب العالمین کا آواز بلند کیا اور
 کشتارِ خدا کی قسم ایک گھڑی بھی نہ گزری تھی کہ دفعۃً ابرو خوب کثرت سے گھر گیا اور حد سے
 اس قدر بارانِ رحمت کا نزول فرمایا کہ تمام کوچہ اس کے مین ہر جگہ پانی ہی پانی نظر آیا
 بلکہ سارے ملک عرب کی تمام زمین ہر نہر و شاہد اب ہوئی تمام خلقت آپ کی برکت سے
 بمقامِ قلبی کامیاب ہوئی فحطہ دور ہوا ارزانی غلہ سے ہر شخص کو نہایت سرور ہوا
 جب یہ معجزہ آپ کا نظر آیا تو حضرت عبدالمطلب نے اور زیادہ آپ کا اکرام بڑھایا
 منقول ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب کی ایک سو بیس برس کی عمر آئی تو ایک روز
 آپ نے اپنے بیٹے ابولہب اور حضرت امیر حمزہ اور حضرت عباس اور ابوطالب کو بلا کر
 یہ بات اُنسے فرمائی کہ اب زمانہ میری رحلت کا قریب آیا اور میں اس دنیا میں رہ
 رہا اور بطلح کا عیش و آرام اٹھایا اب کسی دنیوی چیز کا مجھے ہلا نہیں خیال کرو مگر
 مان تجھارے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شہی کا مجھے اہتہ بہت ثمال ہر نفسوں پر
 کہ میں بھی ایک حسرت دنیا سے اپنے ساتھ لے جاتا ہوں اب اپنے اُس فرزندِ قیم کو
 خدا کے سپرد کیے جاتا ہوں مان اگر کوئی تم سے اسکی پرورش کا ذمہ دار ہو تو پھر اہتہ
 اسکی جانب سے میرے دل کو اٹھان اور قرار ہو یسکر پہلے ابولہب نے دست بستہ

کثرت ہو کر عرض کیا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش اور نگہداشت کو بدل جان
 حاضر ہوں کسی طرح اس کام میں نہیں حاضر ہوں یہ شکر عبد المطلب نے فرمایا کہ اگرچہ
 تو صاحب زرہ اور مالدار ہو لیکن دل پر انصاف نہ تھا کاہن اور یتیم کو لے نہایت
 خاطر اور بوجھ دل ہوتے ہیں ذریعہ ہی میں ہی بے اعتنائی کے نہیں تحمل ہوتے ہیں بعد ازاں
 حضرت امیر حمزہ دست بستہ اٹھ کر اپنے والد بزرگوار کے حضور میں آئے اور یہ گزارش
 بعرض عرض لائے کہ اے سردار عرب عالی نسب اگر حضور کے نزدیک مجھ خاکسار کو
 اس کام کی لیاقت ہو تو میرے سپرد یہ امانت ہو فرمایا اگرچہ تم کو اس کام کی لیاقت
 حاصل ہے مگر جو کہ تم صاحب اولاد نہیں ہو لہذا درود فرزند کی پاشنی سے خالی
 تمہارا دل ہر گز لہذا تمہاری جانب سے مجھے غفلت کا ڈال ہے اس صورت میں جو حق
 پرورش چاہیے آنا اور ہونا محال ہے تب اسے حضرت عباس نے درجہ بستہ اس وقت
 کے لیے کہاں آرزو دینا سے عرض کیا انکو عبد المطلب نے یہ جواب دیا کہ تمہاری لیاقت
 اور سعادت سے اس یتیم کی پرورش کے بارہ میں بھی اطمینان ہے مگر ساتھ ہی اس کے بھی
 گمان ہے کہ شاید بوجہ کثرت اولاد کے تم سے اس کی خاطر داری میں کچھ فرق آئے
 تو پھر کون اس کی دیکھو اور غمخواری کرے اور کسکے دامن میں یہ پناہ لینے
 جائے تب بعد اسکے ابو طالب اٹھ کر اپنے والد بزرگوار کے حضور میں آئے اور
 کہاں ادب و تعظیم سے یہ کلمہ اپنی زبان پر لائے کہ اے امید گاہ ملک و دولت
 اے پشت پناہ دین و ملت اگر میں لیاقت اس امر کی رکھتا ہوں تو یہ خدمت
 میرے سپرد فرمائیے اور کسی طرح کا کوئی اندیشہ اپنے دل میں نہ لائیے انشاء اللہ
 مجھے ان کی پرورش اور نگہداشت بخوبی عمل میں آئے گی اور کبھی کسی

نوع کی تکلیف انکو نہ ہونے پائیگی جب ابوطالب نے یہ مضمون عرض کیا تو اُس وقت بعد اطلب بہت خوش ہوئے اور یہ جواب دیا کہ بیشک خدا نے تمہیں کو لایق سپردگی اس امانت کے بنایا ہے تمہاری ہی تقدیر نے اس سعادت اور دولت کا حصہ پایا ہے اب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس بارہ میں صلاح لیتا ہوں اگر وہ فرما دے تو اب بھی تمہارے سپرد کیے دیتا ہوں غرض کہ جب بعد اطلب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں مشورہ لیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور نہایت اس بات کو پسند کیا بعد اسکے بعد اطلب نے ابوطالب سے فرمایا کہ لو تمہیں مبارک ہو کہ محمد سامیٰ خوش لقا تمہاری فرزند بی بی آیا مگر سب سے اس وصیت کا خیال ضرور ہے کہ میرا یہ نور بصر سخت جگر ہر حال میں رنج و غم سے دور رہے غرض کہ حضرت بعد اطلب نے ابوطالب کو اسی طرح کی بہت سی وصیتیں فرما کر بارشاد کیا الحمد للہ کہ اب مجھے خدا نے موت کو آسان کر دیا یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت محبت اور شفقت سے گود میں لیکر پیار کیا اور آپ کے خسارہ نازنین اور چشم خدا بین پر بوسہ دیکر ابوطالب کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ مجھے اکثر لڑکوں کے منہ پر بوسہ دینے اور پیار کرنے کی نوبت آئی مگر یہ تیرنی اور لطافت اور خوبو میں نے کسی لڑکے کے خسارہ اور منہ پر نہیں پائی اشعار

ہم بوت خوش ہم روت خوش ہم شیوہ ات خوش خوش لقا

ہم ہر تو خوش ہم غضب ہم لطف تو خوش ہم رضا

ای صورت عشق احد و حسن تو بیرون ز حد

ای ماہ روے سرو قد ای جان فراے دلکشا

ایرجان باغ یاسین و عرش افلاک و زمین

ایست ثنائت مارو طین ایست سواریل استے

ایخوان لطف انداختہ و عریالیمان ساحتہ

الطوی و کبک ہم فاختہ لفتہ ترا مدح و ثنا

انقصہ بعد اس گفتگو کے حضرت عبدالمطلب نے اس جہان فانی سے طرقت

عالم جاودانی کے انتقال فرمایا اور حجون مین کہ گئے والون کا قبرستان ہر وہاں

آپ کا مدفن بنایا انا سہ وانا المیرہ راجون

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا۔ عَلٰى نَبِيِّكَ خَلِيْدِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

کتب سیرت میں منقول ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب نے وفات پائی تو آپ کی

پردخت و رنگدخت کی ذمہ داری ابوطالب اٹھائی اور کمال لفت اور نفیست

کے ساتھ آپ کی خاطر داری اور دجھائی مین رہتے تھے اور اپنے سب لڑکوں سے

زیادہ آپ کی پاسداری کرنے اور ہر طرح کی ناز برداریاں سنتے تھے یہاں تک

کہ رات کو اپنے پاس ہی سلاتے تھے ایک لمحہ کی بھی مفارقت کو رانہ فرماتے تھے

اور کھانا بھی ایک ہی برتن مین اپنے ساتھ کھاتے تھے اور جس محفل یا مجلس مین تشریف

لیجائے گا اتفاق ہوتا تو وہاں آپ کو بھی ساتھ لجاتے تھے اور جس کھانے مین آپ

ماٹھ نہ لگاتے اُس کھانے کو ابوطالب ہرگز نہ کھاتے اور پہلے جب آپ کھانا نوش جان

فرمایتے تھے تب ابوطالب اپنے گمروالون کو کھانے کی اجازت دیتے تھے اور اُس

حالت مین خداوند ذوالجلال نے یہ کرامت آپ کی ظاہر فرمائی کہ جس کھانے مین

آپ نے اپنا ماتھ لگا دیا اُس کھانے کو بھون نے بخوبی شکم سیر ہو کر کھالیا اور خوب

برکت پائی اور اگر اتفاقاً کسی روز آب کو کھانے میں ہاتھ لگانے کی نوبت نہ آئی
اُس روز سب لوگ بھوکے ہی رہے اور کسی چیز میں برکت نہ پائی اور ابوطالب نے
بہت قصائد اب کی مدح و ثناء میں فرمائے ہیں اکثر لوگوں نے کتب تواریخ میں لکھے
ہے کہ میں ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے وطن پہ بصرہ ورت
گئے میں آیا وہاں کے لوگوں کو قحط میں مبتلا پایا پھر دیکھا میں نے کہ ایک روز سب لوگ
وہاں کے جمع ہو کر ابوطالب کے پاس آئے اور یہ التجائے حضور میں آئے کہ آپ
جناب باری میں دعا فرمائیے اور اس بلا سے قحط سالی سے ہم کو نجات دلائیے میں نے
ابوطالب نے ایک رکعت کے کوکہ شہر کا مانند آفتاب کے تاباں اور شل مناسبت کے درخشاں
تھا اپنی گود میں اٹھا لیا اور کہے میں جا کر اُس رکعت کو کہنے کی دیوار سے ملا دیا
پھر اُس رکعت نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف کچھ اشارہ فرمایا اسی وقت آسمان
پر بار بکثرت گھر آیا اور خداوند تعالیٰ نے ایسی طغیانی کے ساتھ پانی برسایا کہ تمام کوچہ
مکہ بند ہو گئے اور ہر طرف پانی ہی پانی نظر آیا ابوطالب سے روایت ہے کہ مجھے ایک بار
بازار بڑی مجاز کی سفر کی نوبت آئی اتنا سے راہ میں ایک جگہ پر میں نے بسبب
شدت تشنگی کے اپنی طبیعت نہایت بچیں پائی اور اُس مقام پر کہیں پانی نظر نہ آیا
حتیٰ کہ شدت تشنگی میں بہت گھبراہ اور سخت مٹی امد علیہ وسلم میرے ہمراہ تھے
میرا یہ حال دیکھ کر آپ کو بہت ہنسا ہوا دیکھا میں نے کہ آپ اس حالت ہنسا میں
دو فراتو میٹھ گئے اور آپ کے پاس مبارک کی اڑیوں کے پاس سے ایک چشمہ آب صفا
کا نمودار ہوا میں نے اُس پانی کو لیکر کہاں خوشی سے نوش کیا بخدا اسے لایزال ایسا
خوش مزہ اور شیرین اور ٹھنڈا پانی میں نے کبھی نہیں پایا عرض کہ اسی طرح سے

صد ہا معجزات اور خوارق عادات آپ کی ذات والا صفات سے اُس حالت
 صغیر میں اس طور پر ظاہر ہوئے کہ سب لوگ اُن سے ماہر ہوئے اور آپ کا بارہ
 برس دو مہینے دس دن کے سن میں ابو طالب کے ہمراہ ملک شام میں جانا اور
 بحیرہ احب کی وصیت اور ممانعت سے بخوف کفار نابکار کے میں واپس لانا اس کی
 تفصیلی کیفیت ایک رسالہ میلاد شریف موقوفہ نجف میں مسطور ہے لہذا یہاں اسے اُس
 حال کے بیان پر آپ کے عقد نکاح کی کیفیت لکھنا مستطوریہ

يَا رَبِّ سَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا | اَعْلَى تَنْبِيْكَ خَلِيْفَ الْخَلْقِ مُحَمَّدٌ وَحْدَهُ

بیان جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ الکبریٰ
 رضی اللہ عنہا کی طرف سے مال تجارت لیکر ملک شام کو جانا اور وہاں
 سے مع انجیر و العاقیت بجلدی تمام باعرا د معاودت فرمانا اور پھر حضرت
 خدیجہ کا آپ کے نکاح میں آنا اور ابو طالب کو آپ کی طرف
 سے اطمینان پانا

بی بی نفیسہ بنت مینہ سے روایت ہے کہ جب اُس رسول نام علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کا سن مبارک پچیس برس کی عمر کو آیا تو اس اثنا میں ایک روز عائشہ بنت عبد المطلب
 جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپھی اپنے بھائی ابو طالب کے پاس آئیں اور
 یہ کلمہ ارشاد فرمایا کہ اے بھائی اس نونہاں بلغ زندگانی شجرہ روضہ کامرانی یعنی
 اپنے اس نور بمرخت جگر کو کسی شجر بار آور سے پیوند کرنا ضروری اس واسطے کہ اب
 اس کے سن و شعور کا زمانہ پیمانہ شباب سے خوب عبور ہو یہ شکر ابو طالب نے کہا کہ اے
 برگزیدہ دل و جان میں ہر وقت اس فکر و خیال میں رہنا ہوں ہر دم

یہی بیخ و غم رہتا ہوں لیکن کیا کروں مجبور ہوں اس واسطے کہ غیر قوم میں کرنا منظور
 نہیں اور ایل برادری میں نسبت داری کا مفقود نہیں یہ سنکر نبی بی عاقلہ نے
 جواب دیا کہ اے بھائی اس بارہ خاص میں میں نے ایک بات تجویز کی ہے اگر آپ
 کو پسند آئے تو اس میں کوشش کیجئے ابوالمالب نے کہا ہر فرمائیے وہ کون
 بات ہے یہاں پہلے کہا اے بھائی آپ کو معلوم ہے کہ خدیجہ کو ہمیشہ سے شوق بہار شہر ہے
 اور فی الحال ملک شام میں مان بھیجنے کے واسطے انکو ایک شخص متدین اور
 امانت دار کی ضرورت ہے اور ہمارے اس نور پھر اور نخت جگر کی امانت و
 دیانت داری کی تمام ارباب قریش میں شہرت ہے اور آپ کی اس صفت سے ہر شخص کو
 بخوبی واقفیت ہے پس اگر فرمائیے تو میں نبی بی خدیجہ کے پاس جاؤں اور اپنے پیارے
 بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نوکری کے بارہ میں کچھ گفتگو کر آؤں یہ سنکر حضرت
 ابوالمالب کو حضرت کی شہی اور اسی سنگدستی پر کمانی درجہ افسوس آیا اور یہ اشارہ فرمایا
 کہ اے بہن اپنے ہم چشم اور ہم قوم کی نوکری و تباعداری کرنا بڑی نجاست اور
 ندامت کی بات ہے لیکن میں کیا کروں کہ سالہا سال سے سنگدستی و فرط عیشت کا
 زمانہ میرے ساتھ ہے بہر حال تم نبی بی خدیجہ کے پاس جاؤ اور حضرت کی امانت داری
 اور ہوشیاری و لیاقت اور ختم و فرست اور عقل و درست کا حال انکو سناؤ کیا عجب
 ہے کہ خدیجہ آپ کے واسطے کوئی ایسی بات تجویز فرمائیں کہ جس سے ہم آپ کی طرف
 سے مطمئن خاطر ہو کر ہرچشمون میں انکو نہ چھپائیں اور چونکہ حضرت نبی بی خدیجہ تمام
 رؤسائے عرب میں ممتاز اور قوم قریش میں سب سے زیادہ غر و حرست میں
 سرفراز و حسن و جمال میں شہرہ آفاق اور کثرت مال و دولت میں مطلق تھیں

لہذا تمام عرب کے امراء و شہر پارزی وقار اُنکے ساتھ عقد مناکحت کے
 خواستگار تھے اور اسی وہم و خیال میں لیل و نہار گرفتار اور حضرت خدیجہ نے بعد
 انتقال اپنے شوہر کے اپنے دل کو یاد اُتھیہ اور اشتغال کتب سماویہ میں مشغول کیا
 اور کبھی اپنے عقد ثانیہ کا نام بھی نہ لیا بی بی خدیجہ خود روایت کرتی ہیں کہ چند عرصہ
 کے بعد ایک رات مجھے یہ خواب دکھائی دیا کہ ایک مہتاب عالم تاب آسمان سے
 اُگر میری گود میں گرے اور اُسکے نور نے میری نعل سے نکل کر تمام عالم کو اپنی روشنی سے
 گھیر لیا جب میں خواب دیکھ کر بیدار ہوئی تو اُنکی تعبیر کے واسطے نہایت بے قرار ہوئی
 حتیٰ کہ اُنسی حالت بے قراری میں دریافت مال کے واسطے ایک آدمی بحیرارہب کے
 پاس دوڑا یاد وہاں سے یہ جواب لایا کہ خدا نے دو جہان نے نبی آخر زمان کو بشو
 فرمایا ہے اور تو غریب اُنکے عقد نکاح میں آئیگی یہی تعبیر اُس خواب کی ہے جو تیرے
 دیکھنے میں آیا ہے اور وحی اُسی تیرے ہی مکان میں اُنکے پاس نزول فرمائیگی اور
 سب سے پیشتر تو ہی انبیا ایمان لائیگی اور قوم قریش سے اولاد نبی ماضی سے یہ مرتبہ
 پایا ہے کہ ایسا نبی برگزیدہ خدا نے انہیں پیدا فرمایا ہے بی بی خدیجہ اپنے خواب کی تعبیر
 مشکوٰۃ سجدات شکو بجالائیں اور اس قدر خوش و مخطوط ہوئیں کہ اپنے جامہ میں
 پیوئی نہ سمائیں اور اُسی روز سے اُنکو اپنے خواب کی تعبیر کا انتظار تھا اشتیاق
 و بیدار جمالی محمدی میں دل بے قرار تھا کہ ناگاہ بی بی عائکہ واسطے تذکرہ نوکری اُحضرت
 کے اُنکے گھر آئیں بی بی خدیجہ اُن سیدہ کا اپنے گھر تشریف لانا مکالمات موجب
 فخر و سعادت کا سمجھیں اور نہایت درجہ عظیم و اکرام پیش آکر حقوق ہمانداری
 بجالائیں اور عرض کیا کہ اسی سیدہ جس چیز کی ضرورت ہو اُسے فرمائیے

کسی طرح کا شکوک اپنے دل میں نہ لائیے خدا کے فضل سے سب کچھ بیان ہو چکا ہے
آپ کے ارشاد کی تعمیل میں عین ہمارے لیے سعادت اور بہبود ہے یہ سنکر نبی کریم ﷺ
نے کہا باوجودیکہ بعض بات کا ظاہر کرنا سرسر خلاف خاندان ہوتا ہے اور اُس کے
اظہار سے سرسر کسر نشان لیکن بعض معاملہ اس قسم کا پیش ہوتا ہے کہ ایسے رعایات
کو ہاتھ سے کھو تا ہے آپ پر ظاہر ہے کہ میرے بھائی عبداللہ مرحوم کا بیٹا کہ محمد اُسکا
نام ہے یا رب صل وسلم علیہ اب حضرت والد ماجد کی وصیت سے بھائی ابو طالب
کے سپرد اُسکی پرورش کا انتظام ہے لیکن بھائی صاحب موصوف ہو جہتی تلمذی
اور بیحد ورتی کے اُسکی خانہ آبادی یعنی شادی کی تدبیر سے ناچار ہیں اور ہم سب
بھی انہیں وجوہات سے مجبور رہے اختیار ہیں اور ہم نے سنا کہ آپ کے یہاں
مال تجارت واسطے روزگاری ملک شام کے بیٹا ہے اور آپ کو اُسکی نگہداشت کے واسطے
ایک دار و نہ امانت دار درکار ہے اور ہمارے اُس نور بصیرت جگر کی امانت داری
اور لیاقت و ہوشیاری کا حال تمام قوم قریش پر ظاہر ہے بلکہ اُسکے جملہ اوصاف حمیدہ
اور صفات پسندیدہ کی مدح و ثنائیں ہر شخص کی زبان قاصر ہے لہذا میں چاہتی ہوں
کہ یہ کام اُس عالی مقام کے سپرد فرمائے اور ہم سب کو اپنا ممنون و مشکور بنائے
یہ سننے ہی حضرت خدیجہ کو اپنے خواب کا کچھ اثر نظر آیا اور کہاں فرحت و مسرت سے
باغ باغ ہو کر یہ جواب ارشاد فرمایا کہ فی حقیقت محمد امین کی امانت و دیانت درجہ کا
حال تمام شہر میں مشہور ہے لہذا یہ کام اُنکے سپرد کرنا مجھے بدل منظور ہے بلکہ اگر آپ میرا
یہ کام اُس عالی مقام کے سپرد فرمائیں تو مجھے خود اپنا سرابا ممنون احسان بنائیں گی
اس لیے کہ امانت و ادا دمی کا ہاتھ آنا دشوار ہے اور ایسے کاموں کو بغیر بیت تمام

انجام کو پہنچانا ٹرسے مرد و سعد اردن کا کام جواب آپ براہ مہربانی اسی وقت
 اپنے مکان پر جائے اور محمد امین علیہ اسلام کو یہاں لائے تاکہ ابھی یہ بات طے ہو جائے
 اور سیرادل اس کام کے سرانجام سے اطمینان پائے جب بی بی عاتکہ نے حضرت
 خدیجہ سے یہ جواب باصواب پایا نہایت خوشی سے اپنے کمر آکر یہ سب حال اپنے
 بھائی ابوطالب کو سنایا اور کہا کہ اسی وقت محمد علیہ اسلام کو میرے ساتھ بھیجے میں
 ابھی لیے جاتی ہوں مجھے اجازت دیجیے اور وہاں حضرت خدیجہ نے اپنے مکان کو خوب
 آراستہ اور صاف کرایا اور اپنے ملازمین پر بتا کہ یہ حکم فرمایا کہ جو وقت آپ یہاں
 تشریف لائیں تو آپ کو بہت عزت کے ساتھ مکان صدر میں بٹھانا اور ہم سب لوگ
 جسے تعظیم و تکریم آداب بچا لانا یہ فرما کر خدیجہ نے خود تورات و انجیل و دیگر کتب سماویہ
 میں غیبی خبر الزمان کے حالات و نشانات کیجئے انشروع کیے جب تک حضرت تشریف لائیں
 جملہ حالات نبوت خوب ذہن نشین کر لیے بعد تھوڑی دیر کے جناب اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم اپنی بھوپھی بی بی عاتکہ کے ہمراہ حضرت خدیجہ کے مکان پر تشریف لائے
 اور ملازمان خدیجہ بگمناز تعظیم و تکریم دست بستہ آپ کے حضور میں حاضر آئے اور
 آپ کو بڑے اعزاز و اکرام سے لیجا کر مکان صدر میں بٹھایا اور حضرت خدیجہ نے
 آپ کے حمال بالکال کو دیکھ کر نہایت خطا اٹھایا پھر جو غیور دیکھا تو آپ کو جملہ
 علامات و نشانات نبوت سے مالا مال پایا اور آپ کے نبی آخر الزمان ہونے
 پر یقین کمال آیا اور حیران رہا کہ اب کی تعبیر وقوع میں آئی ہے سان گمان یہ دولت غلطی
 گھر بیٹھے پائی مگر خدیجہ نے براہ دور اندیشی اپنے دل میں کہا کہ ابھی اس ارکو پوشیدہ
 رکھنا بہتر ہو اس لیے کہ فی الحال اس کے اظہار میں قوم کی مغنہ زنی کا ڈر ہے میری قوت =

دواؤنٹ کی اجرت پر آپ کو اپنی طرف سے امین مقرر کیا اور مال تجارت لیکر قافلہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا مگر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ اپنی عفت و ہونے خدیجہ کے اس نوکری اور اجرت سے اپنے دل کو خوش نہ پایا لیکن بدرجہ مجبوری اس کام باخیر انجام کو اختیار فرمایا اور حضرت خدیجہ کو اسوجہ سے بدرجہ کمال خوشی حاصل ہوئی کہ انکو اب جلد اپنے مطلب قلبی پر فائز ہونے کی امید کمال ہوئی حاصل کلام حضرت خدیجہ کا ایک غلامیہ سرہ نام تھا اُسی کے سپرد سب تجارت کا کام تھا حضرت خدیجہ نے اسکو بلا دیا اور ایک خلعت نہایت عمدہ گران قیمت اس کے سپرد فرمایا اور ایک اونٹ ساز ویراق شامانہ سے حرب و آراستہ کر کے آپ کے ہمراہ کیا اور آپ کو مع مال تجارت خصمت کر کے میسرہ کو یہ حکم دیا کہ اب تو یہاں سے ہمارا اونٹ کی آپ کے ہاتھ میں دے اور تو ساتھ ہوئے مگر جب شہر کے باہر جانا اور قوم سے علیحدہ ہونا تب خلعت آپ کو پینا دینا اور اس اونٹ سے چھ پر آپ کو بٹھا کر ہمارا شکی تو اپنے ہاتھ میں لے لینا اور تو نخل چاکروں کے اسی طرح برابر آپ کے ساتھ جانا اور آپ کو اپنا حاکم اور آقا سمجھ کر آپ کے حکم کی تعمیل بدل و جان بجالانا اور کسی چیز میں بدون آپ کی اجازت اور رضامندی کے تصرف نہ کرنا اور ہرگز ہرگز آپ کے اطاعت و اطاعت سے ایک قدم بھی باہر نہ دھرنا اور جلد تر بخیریت تمام با حصول مرام آپ کو مجتہد پاک پہنچانا اور خبردار کہیں آپ کو بچیدہ خاطر کر کے میرا بارتاب اپنے سر پر نہ لینا اگر تو آپ کو رضامندی تمام مجتہد پاک پہنچا لے گا تو بہت کچھ مال و منال اس کے ملے میں پائیگا اور میں تجھے وعدہ کرتی ہوں کہ تجھے اس کے عوض میں اپنی غلامی سے آزاد کر دوں گی اور تجھے بہت کچھ دے کر

تیرا دل شاد کر دلی یہ کبار بزم کو تحفہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا اور
 نے ہمارا دنت کی آپ کے دوش مبارک پر کھل کر ملک شام کا رستہ بجاوا بیان
 شہر ارباب قافلہ کو نصرت کرنے اُس مقام پر آئے تو آپ کی اس کیفیت کو دیکھ کر
 افسوس کیا اور آپ کی شبی کو یاد کر کے اپنی آنکھوں میں اشک حسرت بہا لئے
 بی بی عائشہ کو آپ کے دوش مبارک پر ہمارا دنت کی دیکھ کر کہاں دل سوز سے فتن آیا
 اور حالت بخود یں زبان حال سے یہ فرمایا کہ اے عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا سر باہر
 نکالو اور اپنے اس فرزند یتیم کو اس رخ و غم سے چھوڑا لو اور ابوطالب آپ کا یہ
 حال دیکھ کر کہاں حسرت و اندوہ سے گریان ہوئے اور آتش تاسف اور سوز بھائی کے
 دل بریاں ہوئے اور تحفہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے اس حال پر بڑا افسوس آیا
 لگو پھر صبر و شکر کے زبان مبارک سے اور کچھ نہ فرمایا اور فرشتے ہی آپ کا یہ حال
 دیکھ کر آشکبار ہوئے اور کہاں افسوس سے غلجی بد نگاہ پروردگار ہوئے کہ خداوند
 یہ ہی مختیر محبوب و پیار ہے کہ جسکی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک و سبحان
 الذی ہرری بعبادہ آیت پاک کا اشارہ ہر فرمان آیا کہ اے فرشتو اس عید کی تحفہ
 سے ملو کیا کام ہو اور تمہیں کیا اجر کہ اس کام کا کیا انجام ہو آخر کار حکم پروردگار
 جب قافلہ شہر سے باہر آیا اور سب لوگ نصرت ہوئے تب میرے وہ خلعت
 نکال کر آپ کو پہنایا اور میں مجھے اونت پر آپ کو سوار کیا اور حضرت خدیجہ
 نے جس طرح حکم دیا تھا وہ سب بجاوا اور ہمارا اس فتن کی مانند خدا شکاروں کے
 اپنے کندھے پر ڈال دیا اور منزل ہر ادنیٰ و اعظم لعلین و عقبہ و خیمہ یہی شکرین
 ہے دین بھی اُس قافلہ میں موجود تھے اور آپ کے دشمن جانی یہی مردود تھے

جب آپ کی عظمت اور ثمان و منزلت اُن دشمنان وین کو نظر آئی تو شعلہ رشک و حسد نے اُنکے دلوں میں آگ لگائی پس بولے کہ اسی میسرہ اس شیم کے بدن کے خلع و ثمن کے اور موٹے پٹے پرانے کیڑے اُلکھو پینا دے اور اس سے سخت و دشوار کام بیکار اور کسی طرح کی رعایت اسکے ساتھ نہ کیا کر تا کہ یہ تیرا تابعدار رہے اور ہر وقت تیرا عیب اسپر غالب اور برقرار رہے یہ سنکر میسرہ نے جواب دیا کہ نہ میں تمھارا تابعدار اور نہ غلام پھر مجھے تمھاری اطاعت سے کیا کام میری ملکہ خدیجہ بی بی نے جس طرح پر مجھے فرادیا کہ اور آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا مجھے حکم کیسا ہے اسی طرح آپ کی نیت اور اطاعت کرنا مجھے منظور ہے ہم لوگوں کے دلوں میں رشک و حسد سے ناحق فیلو ہے جب میسرہ سے اُن دشمنوں نے یہ جواب پایا تو پھر بجز سکوت اور کچھ نہ بن آیا روایت ہے کہ حریم بن حکم سلمیٰ ایک شخص حضرت خدیجہ کے رشتہ دار تھے وہ بھی شہر کے عشق و محبت میں گرفتار تھے اُلکھو بھی خدیجہ نے آپ کے ہمراہ رکاب کیا تھا تا بعد اسی میں بدل و جان حاضر رہنے کا حکم بنا لیا دیا تھا چنانچہ وہی حریم روپ کرتے ہیں کہ اتنا سا راہ میں ایک مرتبہ حضرت خدیجہ کے دواؤں بسبب عارضہ کے ایسے کمزور و لاغر ہوئے کہ ہم اُنکا حال دیکھ کر نہایت مضطرب اور پرخطر ہوئے حتیٰ کہ یہ نوبت آئی کہ اُن دشمنوں میں وکالت و جنبش کی طاقت مطلق نہ باقی پھر ایک مرتبہ دیکھا کہ آپ نے کہ تعفرت ملی اسد علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اُن دشمنوں کے بدن پر رکھا کہ اُنکے حق میں دغا و محبت فرمائی ایک لمحہ نہ گزرا تھا کہ وہ دونوں وٹ اٹھ کر رہے ہوئے اور اُس فادر توڑنا کے حکم سے اس قدر قوت و توانائی اُنھوں نے پائی کہ ہمارے اہالیان قافلہ کے جانوروں میں سے کوئی جانور اُنکے مقابلہ پر نہ آتا تھا اور نہ کوئی

انہی سرعت اور جان بازی کو پاتا تھا میرا اور زینہ و فون کیفیت و کیکر مال
تعب میں آئے اور آپ کے اس تصرف پر صدق دل سے یقین لائے بعد اسکے جب شہر
بصرہ کے متصل پہنچے تو حیران رہ گئے عبادت خانہ کے نزدیک اترے گرد کیا تو
اُس عبادت خانہ میں حیران نظر آیا اور اُسکی جگہ کسی اور ایک رہب کو مقیم پایا بعد
دریافت کے معلوم ہوا کہ حیران نے انتقال کیا ابھی چند روز ہو سکے اس درخانی
سے ملک دارانی کا رستہ لیا یہ رہب اُسی کا قائم مقام ہو سطورا کا نام ہے جس
بڑا عالم اور عابد قوم نصرانی ہر فی زمانہ اپنی قوم میں لائے بغرض کہ اُسی مقام پر
ایک درخت خشک نظر آیا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے نیچے جا کر تھوڑی
دیر قیام فرمایا آپ کی برکت سے اُسی وقت وہ درخت از سر پائے سرسبز و شاداب ہو
پہا ہوا اور گرد گرد اُس درخت کے خدا کی قدرت سے عجیب و گھیب سبزہ زار ہوا
قضا کا حکم پروردگار اسوقت سطورا رہب کسی ضرورت سے اپنے عبادت خانہ
کو ٹھے پر آیا سانسے جو نظر پڑی تو اُس درخت کو سراپا سرسبز اور سیوہ ماے تر و تازہ
پھلا ہوا پایا اور دیکھا تو ایک جوان نہایت حسین و جمیل برسی بیکر رشک قرآن
شجر کے نیچے قدم زن ہوا اور اُسکے سر مبارک پر وہ درخت سایہ فگن ہر جب سطورا کو
یہ حال نظر آیا تو جلدی تمام باہم خانہ سے نیچے اُتر آیا اور جلدی سے توبت کو ماتھ میں لیا
اور آپ کے حضور میں جا کر اُسکی نشانوں سے آپ کے علیہ مبارک کو مطابق کیا تو ایک
سر کو کسی چیز میں ذوق نہ پایا پھر تو اُسے بخود ہو کر یہ شور مچا کہ عیسیٰ مسیح نے
جس پیغمبر افضل البشر نبی آخر الزمان صاحب الفرقان کی خبر ملو دی ہے اور آپ کے
بیعت ہونے کی سند توبت و توبیل سے لی ہے خدا کی قسم یہی نبی صاحب کرم و اکرام ہے

آتش اس دجست کے نیچے جو دہریہ جو اسکی نبوت و رسالت کا منکر ہو وہ کا خدا کی رحمت سے کوئین میں محروم و مردود دہریہ جب یہ کلام بلاغت نظام اس نبی خیر الامم برگزیدہ حضرت ملک اسلام کی صفت و تصدیق رسالت میں اس دہریہ کی زبانی خیر میں علم کے شے میں آیا تو انھوں نے براہ دور اندیشی یہ نیاں اپنے دل میں فرمایا کہ شاید دہریہ براہ مگر اس دہریہ کا آپسک ساتھ کچھ بدی کا ارادہ ہو یا خدا خواستہ اور کسی طرح کے فساد پر ارادہ ہو نہیو اس خیال کے اپنی لہو لکھنے لگا اسلے سر پر آئے اور اسلے قتل کا ارادہ اپنے دلی میں لائے رہا یہ حال دیکھ کر بہت گھبرایا اور دیکھ کر اپنی زبان پر بول دیا کہ اے خیمہ یہ کیا نیاں فاسد میری عزت سے تمھارے دل میں آیا تو قسم ہو خدا سے غرور کی کہ آج تک کبھی کوئی قافلہ اس قافلہ سے متراور غریزہ نہیں آیا ہر ہماری اس کتاب میں لکھا ہے کہ یہ غیر آخر الزمان حبیب الرحمان باعث پیدایش زمین آسمان سلطان دو جہان محمد مصطفیٰ ہمدانیہ جنوٹ اس دجست کے نیچے ایسا گناہ یہ دجست خشک فوراً سرسبز و شاداب ہو کر برک و بار لایا گیا پس اے خیمہ جنوٹ یہ دجست مجھے سرسبز نظر آیا اور میں نے آپ کو اسکی نیچے بھیے پایا تو اسی وقت مجھے آپ کی نبوت اور رسالت پر یقین آ گیا اور دوسرے میں آپ ہی کے اشتیاق میں اس گلہ بیٹھا تھا سو احمد مدد کریں میں اپنا مطلب دلی پا لیا قسم ہو اس خدا سے وہاں کی کہ جو اس پیغمبر پر ایمان لایا گا وہی دین و دنیا میں صلاح و نجات پایا گا اور جو اسکے خلاف کرے گا وہی خراب و برباد ہو جائیگا اے کاش اگر میری عمر اسکے زمانہ نبوت تک و فاکرئی تو میں اسکے دین و مذہب کو قبول کرتا اور کبھی اسکے علم سے ایک قدم بھی باہر نہ دھرتا پس اے خیمہ اس صاحب جمال محبوب خداوند ذوالجلال کو ملک شام

کی طرف ہرگز نہ پہنچا، ادا مان اسکے دشمن بہت برسرِ فساد ہیں انکی شر سے پہلو
 بچانا پھر در تپہ ہے جو حالات قسم معجزات ت اُس سرور کائنات فخر موجودات
 کے ختم خود دیکھے تھے وہ سب اُس رہب کو سنائے اور رہب نے وہ سب حالات
 آپ کے کتبِ سماویہ کے مطابق پائے تصدیق سرور و رحیم نے اُس رہب کی نعمت
 سے ملکِ شام کے جانے کا ارادہ فرما لیا اور دینِ شہرِ بصری میں چند روز توقف
 کر کے سب مالِ تجارت فروخت کر لیا اور جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی برکت سے اس مرتبہ نسبت اور دفعہ کے بہت نفع ہاتھ آیا خدا نے یہ بھی تصرف
 آپ کا لوگوں کو رکھا یا کہ زیادہ سفر کی گردش اور ریشانی سے بچایا اور نفعِ انصاف
 ہاتھ آیا بہر حال اب قافلہِ غیرت تمام ساحرِ نیک انجام کے ملے کو واپس طاعنِ مدین
 دل اس معاملہ کو دیکھ کر آتشِ رشک سے خوب جلا اور وقتِ مراجعت تے آپ کی
 ذاتِ مجمعِ البرکات سے برابر معجزات اور خوارقِ عادات ظہور پاتے جاتے تھے اور
 جس شجر و حجر کے نیچے آپ گذر فرماتے اُس سے آوازِ اسلام علیک یا رسول اللہ کی
 برابر سننے جاتے تھے اکثر اوقات طیشِ آفتاب کے وقت دو مرغِ سفید آتے تھے
 اور اُس مقامِ رسالت کے سرِ مبارک پر برابر سایہ کرتے جاتے تھے غرض کہ اسی طرح
 سے بعد قطعِ منازل اور طومرِ اہل کے جب اُنظرانِ مین جو مکہ معظمہ سے تین رات
 و دوں کی راہ میں قافلہ آیا تب حضرت ابوبکر صدیق نے کہ وہ بھی اس قافلے میں
 موجود تھے پھر سے فرمایا کہ اب مکہ یہاں سے کچھ نہیں دور ہے لہذا خبر اند قافلہ
 حضرت خدیجہ کو پیشتر سے زبانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہونچانا پھر ضرور ہی
 جب حضرت ابوبکر نے میسوس سے فرمایا تو وہ فوراً آپ کا حکم بجالایا اور

ایک اونٹ زیور طلائی اور نقرئی اور سبز و راق لا جو ردی سے سج کر آپ کو اُس پر سوار کیا اور ایک خط میں مجل حال سفر کا لکھ دیا حضرت ابو بکر نے آپ کو شتر کا سبب استفسار کیا میسرہ نے جواب دیا کہ جو شتر سوار خیر آمد قافلے کی ہماری بی بی خدیجہ کو پہونچاتا رہی تو اُس خوشخبری کے صلہ میں وہی اونٹ انعام پایا جاوے گا جو مکہ میں نے آپ کی ذرات والا صفات سے بہت کچھ رحمت پائی ہے لہذا آپ کے قافلہ سے اور نفع کے لیے یہ تجویز ٹھہرائی ہے ابوجہل مردود بھی اُس قافلہ میں موجود اسنے میسرہ سے کہا کہ بسبب ناکردہ سفر ہونے کے محمد علیہ السلام کے بھینے کی اصلاح نہیں میرے نزدیک ہرگز ایمان فلاح نہیں بلکہ میسرہ نے ابوجہل کے لئے یہ کچھ خیال نکلیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بی بی خدیجہ کے پاس روانہ کر دیا قافلہ آقا شہابہ میں آپ کو نیندا آئی اور اسی حالت زفتار میں آپ نے ایک کلمہ اَللّٰہُ یُغْفِرُ لَیْ اِسْمٰی میں اونٹ آپ کا راستہ سے ہلکا غیر اتے پر آیا جناب باری تعالیٰ نے فوراً حضرت جبریل کو یہ حکم سنایا کہ ابوجہل ابھی زمین پر جاؤ میرے حبیب کے شتر کی ہمارے کڑے کر رہا ہے لاکر اُسی کے من پہونچاؤ جب حضرت جبریل نے یہ حکم پایا تو ایک آن کی آن میں آکر آپ کو مع شتر سرحد کے من پہونچایا اور وہاں حضرت خدیجہ کی کیفیت کہ خبر آمد قافلے کی سنکر نہایت بفرحان بن اس انتظار میں چین لیل و نہار تھیں بی بی خدیجہ کہتی ہیں کہ اس انتظار میں دفعۃً ایک شتر سوار سامنے سے نظر آیا نیز زفتاری میں ہم اسے برق سے زیادہ پایا حتیٰ کہ جب وہ شتر سو رہا تو بہت قریب آیا تو حضرت خدیجہ نے اسکا حال اپنے لالہ میں سے دریافت فرمایا انھوں نے عرض کیا کہ ای بی بی یہ سوار نیز زفتار جو نہایت تیر گام نظر آتا رہی محمد علیہ السلام کے بہت شاہ پایا جاتا رہی لوگ

یہ کہی۔ چہ تھے کہ اتنے میں آپ تشریف لائے ملازمان خدیجہ کو دیکھ کر کمال و ب
 سے آپ کے ساتھ تعظیم و تکریم پیش آئے اُس وقت حضرت خدیجہ کو کیا کہیے کہ کمال
 خوشی سے مثل خنجر گل کھلی جاتی تھیں اور نہایت فرحت و سرور سے باغ باغ ہو کر
 اپنے جاسمین بھولے نہ سہاتی تھیں پھر آپ نے وہ خط میسرہ کا بی بی خدیجہ کے
 سامنے پیش کیا جب اُنھوں نے اُس خط کو پڑھا تو نہایت خوش ہوئیں اور وہ اوش
 سجا سجا یا مع ساز و راق آپ کو نذر دیا پھر اُسی وقت خدیجہ نے میسرہ کے خط کا
 جواب لکھ کر آپ کو دیا آپ اُسی وقت خصلت ہوئے اور ذرا بھی دم نہ لیا پھر اُسی
 آپ مرنظر ان میں میسرہ اور خدیجہ کے پاس آپ تشریف لائے ابو جہل وغیرہ کفار
 آپ کو دیکھا کڑے مضحکے پر آئے اور میسرہ سے کہا کہ ہم نے نہ کہا تھا کہ اگلے بھینے
 کی صلاح نہیں ہرگز نہ اس کام میں ظلم نہیں اور حضرت ابوبکر اور میسرہ اور خدیجہ
 کو اس بات سے بڑا ملال ہوا اور یقیناً آپ کے بے نیل ورم ورس تشریف لائے کا
 خیال ہوا کہ اتنے میں آپ نے خدیجہ کا خط فہری اپنی حیب سے نکال لیا اور میسرہ
 کے آگے ڈال دیا جب میسرہ نے وہ خط لیکر پڑھا پھر تو خوشی سے بھولے نہ سما یا اور
 ابو جہل وغیرہ کفار کو وہ خط فہری بی بی خدیجہ کا دکھایا اُن خط کو دیکھ کر ابو جہل وغیرہ
 نہایت نادم اور سرسار ہوئے مگر اپنی جیہاکی سے یوں برسر گفتار ہوئے کہ ہم ہرگز نہ
 بات پر یقین نہ لائیں گے جب تک اپنا آدمی جو کراہی تحقیقات نہ کراہیں گے پھر جب
 ابو جہل نے اپنا آدمی خاص خدیجہ کے پاس بھیجا کہ اس بات کو دریافت کرایا تو اُنکی
 حضرت کا کہنے میں آمادہ جواب لیکر واپس جانا صحیح پایا پھر تو کفار نابکار اس بات سے
 نہایت مجبور اور سرسار ہوئے اور اُس نذر سے اور زیادہ آپ کی حسد اور

مداوت کی دین میں گرفتار ہوئے ماحصل کام جب قافلہ غیرت تمام کے میں آیا
تب حضرت خدیجہ نے باشتیاق تمام مفصل حال اُس سیدنام کا پتھر اور زنبہ سے
استفسار فرمایا انھوں نے جو خوارق عادات اور معجزات اُس سرور کائنات فرمودے
کے دیکھے تھے وہ حضرت خدیجہ کو سنائے اور فسطور ارباب کاتب کی نبوت اور
رسالت پر گواہی دے کر آپ کی پیغمبری پر ایمان لانا اور آپ کی برکت سے اُس
درخت کا سرسبز و شاداب ہو کر تروتازہ بیویوں سے پُر بار ہو جانا یہ سب کیفیت
بعض عرض کر لائے

بَارَكْتَ صَبِيْلًا وَسَلَّمْ دَا اَمْنًا اَسَدًا اَعْلٰى نَبِيْكَ يَا مَعْ حَنَّةَ الْغَنِيْثِ كُلِّعِيْمٍ

اب حضرت خدیجہ کے ساتھ آپ کے عقد نکاح کی حکایت ہوئی بی
نفیسہ بنت منبہ سے بڑی خوشی اور شادی کے ساتھ

روایت ہو کہ بی بی خدیجہ بڑی غفلت مند اور ہوشیار اور نہایت دانا اور تجربہ کار
عورت تھیں اور کمال صاحب جمال اور مالدار باعصمت و عفت تھیں جب حضرت کے
معجزات اور خوارق عادات اور صفت و کمالات کے حالات علی التواتر سننے میں آئے
اور جملہ آیات بیانات نبوت و رسالت کے آپ کی ذرات معدن صفات میں مجتمع پائے
تو انھوں نے اپنے دل میں آپ کی محبت اور الفت کا کمال غلبہ پایا اور یہ خیال اُن کے
دل میں آیا کہ اگر آپ مجھے اپنی زوجیت میں قبول فرمائیں تو سب کام میرے دین دنیا
کے بنجائیں بی بی نفیسہ کہتی ہیں کہ حضرت خدیجہ نے مجھے اپنا بھرا بھکر اپنے دینی ہمید
سے آگاہ فرمایا میں نے اسکے جواب میں انھیں یہ غرہ سنایا کہ آپ اطمینان فرمائیے
میں اس بات کا ذمہ اٹھاتی ہوں ابھی انصرفت کے پاس جاتی ہوں اور آپ سے

اس بات کا تذکرہ کر کے جواب باصواب لاتی ہوں بجز بی بی نفیسہ حضرت خدیجہ سے
 رخصت ہو کر آپ کے حضور میں آئیں اور باتوں بات اس طور سے تذکرہ نہی نہ کرنا
 بلکہ لائیں کہ اب خدا کے فضل سے آپ کا سن شریف حالت شباب پر آیا مگر تعلیم
 نہیں کہ کسوچ سے آپ نے ابھی تک اپنے عقد نکاح کا تذکرہ نہیں فرمایا
 آپ نے ارشاد کیا کہ شہدستی مانع نکاح ہے حالت بیحدوری میں شادی کرنے کی
 کیا اصلاح ہے یہ سن کر بی بی نفیسہ نے عرض کیا کہ اگر کوئی عورت آپ کی اہل برادری سے
 حسن و جمال میں پیشانی اور دولت زر سے مالا مال ہو تو اسے آپ قبول فرمائیں گے
 اور اپنے عقد نکاح میں لائیں گے فرمایا کہ وہ کون عورت ایسی صاحب جمال ہے کہ جسکی
 نسبت تمہارا یہ خیال ہے عرض کیا کہ وہ خلیلہ کی بیٹی خدیجہ بری والدہ صاحبہ تجارت
 ہے اور وہ حسن و جمال میں کیتا سے روزگار اور کمال باعصمت و عفت ہے آپ نے فرمایا
 کہ وہ ان کی معرفت گفتگو کی جائے جو یہ بات ظہر ہو جائے نفیسہ نے کہا کہ میں خود خدیجہ
 کے پاس جاؤں گی اور اس بات کو طے کر لاؤں گی بجز بی بی نفیسہ حضرت خدیجہ کے گھر آئیں
 اور حضرت کے رضامندی کی خوشخبری انکے پاس لائیں لی بی بی خدیجہ نے اس بات کے
 ظہر ہو جانے سے کمال خطا ٹھہرا جو مطلب دلی تھا وہ خدا کے فضل سے برآیا یہ حضرت
 خدیجہ نے اپنے چچا عمر بن اسد کو اور اپنے چچا زاد بھائی و رقبہ بن نوفل کو بلایا اور
 اس بات سے اطلاع دے کر اور تاریخ و زمیں کر کے آپ کے حضور میں گئے
 جانے کو فرمایا اور کہا کہ جب قدر لوگوں کے ساتھ آپ کی خوشی ہو آپ تشریف لائیں
 اور میرے گھر میں قدم نہ فرما کر مجھے سرفراز مائیں حاصل کلام پھر جو وقت وہ دونوں
 صاحب اُس نبی خیر الانام کے استثناء فیض کا شانہ برائے اور خدا کا واسطہ ہے

ساعت معید میں عقد نکاح کے منعقد ہونے کا پیام لائے اسوقت آپ کے چچا حضرت ابو طالب وغیرہ کو اس بات پر بڑا افسوس آیا کہ کوئی سامان حضرت کی شادی بخدا کا اپنے گھر نہ پایا اور حضرت کو بھی اس بات کا خیال تھا اپنی تہہ سستی کا دل میں رنج و ملال تھا کہ اتنے بین ناگاہ حضرت ابو بکر تشریف لائے اور دیکھا تو حضرت کے چہرہ مبارک پر آثار رنج و ملال کے نظر آئے عرض کیا کہ اے برگزیدہ عالم و کونہ بنی آدم آج اسوقت آثار رنج و ملال کے چہرہ حضور پر نور پر کیوں ظاہر ہیں یہ شکر آپ نے اپنے عقد نکاح کی کیفیت بیان فرمائی اور کہا کہ آپ تو خوب ہمارے حالات سے واقف اور ماہر ہیں حضرت ابو بکر نے اسکے جواب میں عرض کیا کہ میرا مال اور جان سب حضور پر شمار ہے جس چیز کی ضرورت ہو وہ سب حاضر اور تیار ہے بلکہ حضرت ابو بکر اپنے گھر آئے اور ہزار اشرفی نقد اور تین تھان پارچہ ٹاسے عمدہ اور بیش قیمت ساتھ لیکر اُسی دم آپ کے حضور میں واپس تشریف لائے اور عرض کیا کہ بھئیے حضرت عبدالمطلب نے یہ ہزار اشرفی نقد اور تین تھان کہ فی تھان پانسو تھان کی قیمت ہے اس کام کے واسطے میرے پاس امانت رکھوائی تھی اب آپ اسکو بخوبی صرف کیجیے حالانکہ وہ سب شہر نبیان اور کثیرے حضرت ابو بکر اپنے پاس سے لیکر آئے تھے لگو خیال اسکے کہ شاید آپ اسکو خیال فرمائیں حضرت عبدالمطلب کی طرف سے اتنا کا جیلہ اپنی زبان پر لائے تھے ایسے ہی مقام پر دروغ مصالحت آمیز درست آیا اور کسی نے اس بات کو ملحوظ خطا نہیں فرمایا یہی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابو بکر نے بھساب اپنا مال و سباب راہِ خدا میں صرف کیا ہے اور اکثر لونڈی غلاموں کو خرید کر کئے فی سبیل اللہ آزاد کر دیا ہے اور انکی ذات و مال سے

جو رحمت و ارحم میں نے پایا ہے وہ تمام ایسی ہی کی ذات سے مجھے ہاتھ نہیں آیا
چنانچہ اس خدمت اور اطاعت سے جسے میں حضرت ابوبکرؓ نے یہ تبرہ پایا کہ حق تعالیٰ
نے خاص آپؐ ہی کی شان میں سورہ و اللیل کو نازل کیا ہے کہ آپؐ کی بہت تعریف
کی اور آپؐ کو اتنی یعنی بہت بڑی تعریف اور پرہیزگار فرمایا اور سطرچ جناب سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے خداوند عالم نے وعدہ آپؐ کے رہنا منہ کر دینے کا سورہ
و النجم میں ولسوف یعطیک ربک فصری کے مضمون میں فرمادیا ہے اسی طرح
آپؐ ہی کی طرح سے سورہ و اللیل میں حضرت ابوبکرؓ سے ولسوف یرضی کا وعدہ کیا ہے
پس حضرات علمائے فضیلت جناب صدیق اکبرؓ پر سورہ و اللیل سے استدلال حضرت
فرمایا ہے یا میں وجہ کہ لفظ اتقی کا خاص آپؐ ہی کی شان میں آیا ہے وہ جینہا الاتقی
الذی یبائی مالتہ کے معنی اور رکھا جائیگا دوزخ سے وہ بڑا پرہیزگار جو دنیا و مال
ایسا واسطے حاصل کرنے پاکیزگی کے پس یہ اشارہ صاف ظاہر اور کھلا ہے حضرت
ابوبکر صدیقؓ کے جانب ہر بیشک شکر اسکا مملوہ خطا اور عقیدہ اسکو لاریب
کا قہر ہے اور اگر فضیلت حضرت ابوبکرؓ پر مضمون فیض مشحون ہا تھا آیا کہ سورہ جنت
میں ہو خداوند تعالیٰ نے خاص آپؐ ہی کی شان میں ان اکرم کرم عند اللہ اتقی
فرمایا پس ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اکرم اور فضل ہونا حضرت
صدیقؓ کا اس بہت میں صاف کر دیا اب جائے غور ہے کہ آپؐ کی فضیلت میں کیا
شبہ بانی رہ گیا اسکا اصل اس شہنشاہ کوئین یعنی حضرت رسولؐ تعالین نے وہ جامہ
حضرت صدیقؓ اکبرؓ کا لایا ہوا زیب تن کیا اور اپنے چچا ابوطالب اور حضرت امیرؓ
اور حضرت عباسؓ اور حضرت ابوبکرؓ اصحاب ذوی الاکرام والاخصاء کو

ساتھ لیا اور حضرت خدیجہ کے مکان کی طرف چلے کفار نابکار کے دل آپ کی اس
 شان و عظمت کو دیکھ کر شعلہ رشک و حسد سے خوب جلے اور وہاں حضرت بنی خدیجہ
 نے اپنے مکان عالی شان کو سامان بنانا اور لوازمات عروسانہ سے خوب رستہ
 کیا اور ہر طرح کے تکلفات سے بخوبی ترس کر کہے حج دیا پھر ہر وقت آپ حضرت خدیجہ
 کے گھر نشین لائے اسوقت انھوں نے کئی خوان جو اہرات اور شہر فیوں کے
 آپ کے سربسارک سے شمار کرائے اور بہت سی خوبصورتیوں کو اسوقت ازاد کیا اور
 ہر ایک کو اس کے مرتبہ کے موافق بہت کچھ دے کر خوش و شاد کیا پھر ابو طالب نے
 اپنے تمام اغوا و قریبا اور رؤسا سے قریش کو بلایا اور آپ کے عقد نکاح کا اعلان کیا
 فصاحت و بلاغت سے سنایا خطبہ نکاح جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا حِصْنًا یَّتَدَفَعُ عَنْہُ سَوَاسَ حَرِّہُمْ وَجَعَلَنَا بَیْتًا عَظِیْمًا اٰمِنًا وَجَعَلَنَا
 اٰمِنًا عَلٰی النَّاسِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ ابْنَ اَرْحَمِہٖ اَہْلًا هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ فَتَعٰی
 یُوَدُّنَہٗ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ اَلَا نَحْمَدُہٗ وَاِنْ کَانَ فِی الْمَالِ فَانَ الْمَالُ ظِلٌّ لِّزَاہِلٍ دَاخِرٌ
 حَاقِلٌ وَحُكْمٌ مِّنْ عَرَفَتُمْ قَرَابَۃً وَقَدْ خُطِبَۃٌ حَذِیجَۃٌ رَّبَّیْتُ حُوَیْلًا وَابِیْلَ
 لَهَا مِّنَ الْعُدَاۃِ مَا اَجَلُہٗ وَعَاجِلُہٗ عَشْرَتِ مِۡنَ بَکْوَۃٍ مِّنْ مَّالِیْ وَهُوَ وَ اللّٰہُ
 هَذَا اٰیَاتُ عَظِیْمٌ وَخُطَۃٌ جَلِیْلٌ مَّا صُلِّیْ مَعْنٰی اِسْ خُطْبَہ کے یہ ہیں کہ حمد و
 ثنا کا سزاور وہی پاک پروردگار ہے کہ جسے ہم کو ابراہیم و اسمعیل کی نسل سے بنایا
 اور بعد از ہجر کی اصل سے پیدا فرمایا اور ہم کو اپنے حرم محترم کا پیشہ در کیا اور سب
 لوگوں پر ہم کو کمرانی کا اختیار دیا پھر حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ میرا بیجا محمد
 بن عبد اللہ ایسا بلند مرتبہ ہے کہ اگر اس کو قریش کے ہزار آدمیوں کے ساتھ

وزن کرین تو بھی وہ مرتبہ بن زیادہ ہزار درجہ ہر اگرچہ مال و دولت میں کم ہو پس
اسکا کیا غم ہر سو اسلئے کہ مال کا مالی کار مانند سایہ ہر شخص نے اسکو گھستے ہی پایا
اور یہ تو سب کو بخوبی معلوم ہے کہ یہ جتنجا میر انور دیدہ عبد السمحوم ہر سواب وہ
چاہتا ہے کہ یسویں میں اس وقتوں کے خدیجہ بنت خویلد کو اپنے عقد نکاح میں
لائے اور قسم ہے خدا سے غزوہ جمل کی قریب ہے کہ یہ فرزند ارجمند میر امربہ عظیم کو
پہنچ جائے جب ابوطالب نے یہ خطبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے
فرمایا تو پھر حضرت خدیجہ کے چچا زاد بھائی و رقبہ بن نوفل نے اٹھکر حضرت خدیجہ کی
طرف سے بھی ایک خطبہ لوگوں کو سنایا بعد اسکے عمر بن اسد خدیجہ کے چچا نے باؤر بلند
لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ میں بخوشی تمام اپنی بھینچی خدیجہ کو محمد علیہ السلام
کے نکاح میں لایا اور طریقہ ایجاب و قبول کا طریق سے وقوع میں آیا اور
مہرام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا یا سودم یا چار شقال سونے کے قرار
پایا کہ ان دنوں وہی میں ماؤنوں کی قیمت کا اندازہ تھا اس سے کم نہ زیادہ تھا
بعد اسکے ابوطالب نے ایک اونٹ بچ کر کے طعام ولیمہ کو دیا اور اپنے اغرا اور
قریش کے رؤسا کو بلا کر کھلایا اور وہ توڑا ہوا شرفیون کا جو ساتھ تھا سب اس
خوشی میں مہر کیا ایک خرہ بھی انہیں سے باقی رہے نہ دیا اور حضرت خدیجہ نے
اس روز اسی خوشی میں اپنی لونڈیوں کو آزاد فرمایا اور تمام خزانہ اپنا آپ پر نقد
کر کے خوب لٹایا اور باقی مال و اسباب آپ کے حضور میں پیش کر کے عرض کیا کہ اسے
قبول و منظور فرمائیے اور انو بعیشت میں کسی طرح کی تکلیف نہ اٹھائیے اور میں
آپ کی ایک ادنیٰ کنیز با وفا ہوں ہزار جان و مال سے آپ پر فدا ہوں

حضرت ابو طالب اس بات سے نہایت خوشی میں آئے اور حضرت کی فکر ہمیشہ سے
تاریخ انبال ہو کر جنابِ امدیت میں ہزار ہزار حمد و شکر بجالائے اور حضرت مدید سیرے
مدتِ اہمراپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور بچوئی کو ہر کام پر مقدم فرمایا اور آپ
بھی ہمیشہ اُسے نہایت درجہ خوش رہے اور انکی ذات سے آپ نے بڑا آرام پایا
يَا زَيْدُ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَتَدًا | اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى خَلِيْفَتِكَ خَلِيْفَةِ الْاُمَّةِ الْاَوَّلٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ

اب ذکر ہے آپ پر وحی الہی کے نزول یا نے کا اور درجہ نبوت اور
رسالت سے آپ کے عمت ساز ہو جانے کا

روایت ہے کہ سات برس کی عمر میں گیارہ برس کی عمر تک حضرت ہر اہل
علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ نے آپ کے ساتھ فیضات فرمایا اور اس آئین میں شریکین
بے دین اور دشمنانِ ایمان کے شر و فساد سے باسقامت حضرت ہر اہل آپ کو سچایا
اور کبھی کبھی حضرت ہر اہل آپ کے سامنے بھی آجاتے تھے اور دو چار باتیں بھی
کر جاتے تھے بعد اسکے حضرت جبریل علیہ السلام کو آپ کی حفاظت و معاونت
کا حکم دیا چنانچہ بارہ برس کی سن سے آنتالیس برس کی عمر تک حضرت جبریل آپ کے
ساتھ رہے مگر اس مدت میں حضرت جبریل نے کبھی اپنے تئیں آپ پر ظاہر نہیں کیا
حتیٰ کہ جب سن شریف آپ کا چالیس برس کی عمر کو آیا تب حضرت جبریل علیہ السلام
نے اپنے تئیں بحکم خداوند تعالیٰ آپ پر ظاہر فرمایا اُس سے چند روز بیشتر
جس شجرِ یاجرج کے پاس آپ کا گزر ہوتا اُس سے برابر آوازِ رسولِ اہد کی آپ
کے گوشِ مبارک میں آتی تھی ہر طرف سے یہی صد آہنی جاتی تھی اور آپ
فرماتے ہیں کہ اسی طرح جس راستے یا گلی میں جاتا تھا برابر یا محمد گئی

سد پاتا تھا اور کوئی چکار نہ والا مجھے نظر نہ آتا تھا اسی وجہ سے میں گھر آتا تھا
 اور خوف کھاتا تھا اور جب میں گھر میں آتا تو یہ سب حال بی بی خدیجہ کو سناتا
 وہ اُسکے جواب میں نہایت ہنسی اور دھجائی کے ساتھ مجھے کہتیں کہ آپ اس ساجھ
 کچھ تشویش نہ فرمائیے اور کسی طرح کا دغدغہ اور اندیشہ اپنے دل مبارک میں نہ لائے
 خدا کے فضل سے کوئی آسیب آپ کے پاس آنے نہ پائیگا اب عنقریب خداوند تعالیٰ
 آپ کو مرتبہ عالی پر پہنچائیگا ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
 روایت ہے کہ قبل نزول وحی آسمانی اُس محبوب حقانی کو اکثر رویاے صادقہ نظر
 آتے تھے یعنی خواب میں جو جو کوئی آپ دیکھتے تھے وہ سب بعالم ظاہر پیش نظر
 ہو جاتے تھے اور اب اسے کہت و استقامت کو خداوند تعالیٰ نے آپ پر کشادہ
 کر دیا اور استار ہر رات کو آپ کی نظروں سے اٹھالیا اور اسی حال میں آپ اکثر
 عار حرا کی طرف تشریف لیجاتے تھے اور اپنے تئیں عبادت الہی میں بہ راضی تھا
 صبح سے تا شام برابر مشغول فرماتے تھے آخر کار آپ کو اپنے پروردگار کی کثرت
 عبادت کا یہاں تک اتفاق ہوا کہ اُسکے شوق شوق میں گھر میں تشریف لیجانا
 آپ کو شاق ہو جاتی کہ جب سن مبارک آپ کا پورے چالیس برس کا ہوا اور
 اس وقت انور الہیہ نے تمام عالم کو اپنی روشنی سے منور فرمایا تو شروع اکتالیسویں
 سال میں تیسری یا اٹھویں تاریخ ربیع الاول کی دو شنبہ کے روز آپ غار امین میں قیام
 فرماتے تھے کہ دفعۃً ایک نور دل افروز جلوہ بین آیا یعنی ابتداء وحی الہی نے
 اُسی روز درود فرمایا اور آپ نے ایک شخص کو بصورت آدمی اپنے پاس موجود پایا
 پھر اُس شخص نے کہا کہ اَنَّمَا یَا مُحَمَّدٌ مَعْنٰی اَنَّمَا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رُوئے ہر

کہ پھر اُس شخص نے آپ کو اپنے ہمراہ لیا اور درمیان کوہ صفا و مردہ کے داخل کیا پھر اُسی مقام پر اُس شخص نے کچھ بڑھنا شروع فرمایا اُسکی تاثیر سے پاٹون اُسکے زمین پر رہے اور ہر آسمان پر نظر آیا پھر جب اُس نے اپنے پروں کو پھیلا دیا تو مشرق سے مغرب تک ساری زمین کو ڈھانپ لیا رنگ اُسکے پاٹون کا زعفرانی اور چہرہ نہایت نورانی اور پر اُسکے عجب پر بہار مانند سبزہ زار تھے اور سر کے بال نہایت سُرخ مثل ہونگے کے عجب قطعہ در تھے اور دانت اُسکے نہایت صفائی سے مانند سلاک گوہر ابدار کے نابان اور پیشانی اُسکی نہایت کشادہ مثل آفتاب کے درخشان اور ایک گلوہ خندہ سُرخ یا قوت کا اُسکی گردن میں بندھا تھا اور اُسکی پیشانی منوریر کَلَامُ اللہ لَا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ بخط نور لکھا تھا جب آپ کو وہ جوان اس شکل و حیثیت سے نظر آیا تب آپ نے اُسکی طرف مخاطب ہو کر اُنکا نام استفسار فرمایا اُس نے جواب دیا کہ انا جبریل امین ہا می دئی رب الامین اب پڑھو امجد علی اسد ملیہ و علم آپ نے فرمایا میں پڑھا نہیں کیا پڑھوں پھر حضرت جبریل نے ایک مکتبہ تحریر بستی پڑھنا ہوا اپنے پروں کے نیچے سے نکال کر آپ کے حضور میں پیش کیا اور جناب باری کی طرف سے اُس مکتوب کے پڑھنے کا آپ کو حکم دیا پھر آپ نے فرمایا کہ میں پڑھا نہیں ہوں کیا پڑھوں پھر بار اُس محبوب کردگار کو حضرت جبریل نے اپنی گود میں لیکر اس زور سے دیا یا کہ آپ بے چین ہوئے اور کمال درجہ اپنے کو متغفل یا یا غرض کہ اسی طرح سے تین بار حکم پروردگار حضرت جبریل نے آپ کو اپنی گود میں لیکر دیا یا اور اُس مکتوب کے پڑھنے کو فرمایا اور ہر بار آپ یہی ارشاد فرماتے تھے کہ میں پڑھا نہیں ہوں کیا پڑھوں آخر کار جب تین بار اسی طرح ارشاد فرمایا تو پھر خود حضرت جبریل نے شروع از اسے

نامہ الم یحکم پڑھ کر آپ کو سنا یا جب حضرت جبریل کی زمانی اس کلام ربانی کو اس
 محبوب حقانی نے استماع فرمایا تو پھر آپ نے بھی اُس کلام معجز نظام کو اپنی زبان
 مبارک سے پڑھ کر سنا یا بعد ازاں حضرت جبریل کا یہ تصرف ہویدا ہوا کہ اُس جگہ یا ثون
 مارنے سے ایک چشمہ آب معفا کا پیدا ہوا پھر یہ نفس حضرت جبریل امین آپ نے اُسی
 پانی سے دمنو پایا بعد اسکے حضرت جبریل نے دو رکعت نماز پڑھی اور آپ نے اُنکا اقتدا
 فرمایا غرض کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو وضو اور نماز کا طریقہ تلقین فرمایا
 تو پھر بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نہارہ گئے اور کوئی نظر نہ آیا اُسوقت
 ایسی ہیبت اور وحشت آپ پر غالب آئی کہ جس سے کمال درجہ آپ نے اپنی طبیعت
 میں بقراری پائی اور اُسی بقراری میں آپ حضرت خدیجہ کے مکان پر آئے اور حالت
 اضطراب اور ترنزل میں یہ کلمہ زبان مبارک بر لائے تَنَزَّلُوا لَنَزَّلُوْا بِیْ نَفْسٍ خَوْفٍ
 اَزْهَا وَاَوْزَامٍ غصا میرے لباس سرمائی سے چھپاؤ حضرت خدیجہ نے حسب الارشاد
 جلدی سے آپ کو اڑھایا اور جب آپ کا اضطراب کم ہوا تب آپ نے مفصل حال
 حضرت خدیجہ کو سنا یا اور یہ بھی ارشاد کیا کہ اس سانچہ کے وقوع سے میرا دل نہایت
 پر خطر ہے بلکہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے حضرت خدیجہ نے عرض کیا کہ اب اپنے دل میں
 ایسے خیالات نہ لائے اور ہر طرح مطمئن رہیے خدا سے تعالیٰ آپ کا نگہبان ہے آپ کی
 ذات پال کو کسی طرح کی ضرر پہونچنے کا ہرگز نہیں گمان ہے اس واسطے کہ آپ راست
 گفتار اور نیک کردار ہیں اور آپ یتیموں اور یتیموں کے دستگیر و ملگسار ہیں غریبوں
 اور محتاجوں کے حال پر آپ رحم فرماتے ہیں اور لوگوں کے مصائب میں آپ کام
 آتے ہیں غرض کہ اسی طرح سے بہت تسکین و تشفی کی باتیں حضرت خدیجہ نے

آپ کو سنائیں بعد ازاں آپ کو اپنے ساتھ لیکر اپنے حجاز اور بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں اور اُن سے سارا قصہ آپ کا نقل کیا انھوں نے سُننے ہی پر جواب دیا کہ یہ خرمشہ ہو کہ جو اگلے پیغمبر دن برآتا تھا اور اُن کے پاس وحی آسانی لانا تھا کاش کہ میں زندہ رہتا مصوفت تک جیلہ انکی است انکو اینہ و تکلیف پہنچائیگی اور لوگوں کی شہادت کے سبب سے انکے گتے سے نوبت ہجرت کی آئیگی تو میں انکی ترکت کرنا اور کجی ایک قدم بھی اپنا انیکے جادہ اطاعت سے باہر نہ دستر تا اور قریب ہو کہ اللہ تعالیٰ انکو کاخوہ مشر کون سے لڑنے اور اپنر جہاد کرنے کا حکم فرمائے اور انکی نوبت و رسالت کا ڈنکا ساری خدا کی مہینج جائے بعد اسکے ورقہ نے آپ کی پیشانی نورانی پر بوسہ دیا اور آپ کو رخصت کیا روایت ہے کہ پھر جب چند روز کے بعد ورقہ نے انتقال فرمایا تو خواب میں در عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بفرشتہ لپٹا کہ پیسے ہوئے بہشت میں سیر کرنے پایا سبحان و صد ورقہ کو فقط آپ کی تصدیق رسالت پر یہ مرتبہ ماتمہ آیا کہ حق تعالیٰ نے انکو اس مرتبہ کے ساتھ بہشت اعلیٰ میں پہنچایا پس غور کرنے کا مقام ہے کہ جو لوگ شب و روز ہمیشہ آپ کے عشق دل افزو میں مبتلا رہتے ہیں اور بصدق دل آپ کا کلمہ کہتے ہیں اور ہر دم آپ ہی کا دم بھر رہتے ہیں وہ کیونکر خدا بآزیت سے نجات نہ پائینگے بیشک خداوند تعالیٰ کی رحمت اور آپ کی شفاعت سے بخشے جائینگے بعد اسکے تین برس تک نہ حضرت جبرئیل آئے اور نہ وحی آئی لائے اور اس در بیان میں بوجہ نہ آنے وحی کے آپ کو کمال انتشار پایا اور دل ہمارک نہایت درجہ پیرا پیرا پیرا رہا کہ بعد حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کے ماتمہ سورہ مدثر کو نازل فرمایا اُس روز سے اُترنا وحی کا براہ حسب ضرورت تسہل پرایا

یعنی جب کوئی ضرورت پیش آتی تھی تو فوراً وحی الہی نزول پاتی تھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ نے حضرت جبریل کو دوبارہ صلی صورت میں ملاحظہ فرمایا، جبریل مرتبہ آپ نے اسطور سے ملاحظہ فرمایا کہ فریب زمان نزول وحی کے ایک بار بسبب بتیابی کے آپ کے دل مبارک میں یہ خیال آیا کہ اب پہاڑ پر باؤن اور اپنے کو اُسکے نیچے گرائوں اس خیال سے سبب آپ موضع حیا دواقعہ معظمہ میں تشریف لائے تو دہان حضرت جبریل درسیان زمین و آسمان کے ایک گڑھی پر انور زین نگار پر بصورت صلی بیٹھے ہوئے نظر آئے اور دیکھا کہ اُنکی چشم انور نے ہر طرف سے تمام کنارہ ہائے آسمان کو گھیر لیا ہے اور خداوند تعالیٰ نے اُسکے دونوں بازوؤں میں چوسو پروں کو اس طور سے پید کیا ہے کہ ہر ایک پر کو از سر تا پایا قوت و موتوں سے جڑ دیا ہے اور صورت اُنکی ایسی پاکیزہ اور نورانی ہے کہ سراپا ظور جلوہ حقانی ہے اور آپ کے حضرت جبریل کو صلی صورت میں ملاحظہ فرمانے کی خبر خود خداوند تعالیٰ دیتا ہے وَ لَقَدْ نَاكَ بِالْأَفْنِ الْمَسْبُوتِ ۝ یعنی اور تحقیق دیکھا ہے اس پیغمبر نے اُس الہی کو صلی صورت میں گلے کنارے آسمان کے یعنی اُنقی شرقی میں اور دوسری مرتبہ معراج شریف میں جب حضرت جبریل فریب سدرۃ المنتہی کے آئے تھے تو صلی صورت میں تشریف لائے تھے ورنہ اکثر اوقات وحیہ کلبی صحابی کی صورت میں آپ کے پاس تشریف لاتے تھے اور بعض اوقات مرد اجنبی کی صورت میں بھی آتے تھے اور علمائے سیر نے لکھا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام جناب خیر الانام کے حضور میں چوبیس ہزار بار تشریف لائے اور اس کثرت سے کسی اور پیغمبر کے پاس نہیں آئے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام پر بارہ بار اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر چار بار بار اور حضرت نوح علیہ السلام پر چاس بار اور حضرت

ابرار علیہ السلام پر یہ الیس بار اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر چار سو بار اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دس بار نزول فرمایا غرض کہ اس کثرت سے اور کئی پیغمبر حضرت جبریل نے آنے کا حکم نہیں پایا

يَا رَسُوْلَ صَلِّ وَسَلِّمْ وَاٰتِنَا اٰيَةً
عَلٰى نَدِيْثٍ خَيْرَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اب ذکر ہو دعوت اسلام اور اصحاب گرام کے ایمان لانے کا اور آپ کی تلقین سے لوگوں کی رشد و ہدایت پانے کا

اب واضح ہو کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند عالم نے مرتبہ نبوت و رسالت سے ممتاز و سرفراز فرمایا تو سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجہ خاتون نے بے تردد و تفکر آپ پر ایمان لا کر شرف اسلام سے بہرہ پایا جب حضرت خدیجہ نے اسلام قبول فرمایا تو جناب رسالت تاب نے انکو اپنے ساتھ غار حرا میں اُس چشمے کے پانی سے جو حضرت جبریل کے پانوں کی حرکت سے جاری ہوا تھا وضو کروایا اور طریقہ نماز پڑھنے کا تلقین فرمایا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایمان لانے کے دس دن کے بعد جناب امیر المومنین امام الشجعین سعد اللہ غالب حضرت رضیٰ علی بن ابی طالب دس برس کی عمر میں آپ پر ایمان لا کر شرف باسلام ہوئے مردان صغیر میں سب سے پہلے داخل ملت حضرت خیر الانام ہوئے اور قصہ ایمان لانے جناب امیر علیہ السلام کا جس طور سے کتب سیر میں رقم ہے وہ بیان پر مجسمہ حوالہ قلم ہے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم بزرگوار حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ہمارے چچا ابوطالب ہمیشہ تنگ دست رہتے ہیں اور اسی وجہ سے ہر اہل فکر معاش کے مدد سے رہتے ہیں

اور اولاد بکلی بکثرت ہو لہذا یہ صلاح مناسب وقت ہو کہ ہم لوگ انکی معاونت کر کے انکے لڑکوں کی پرورش کا بار اپنے ذمہ اٹھائیں تاکہ وہ اس فکر سے فارغ البالی ہو کر سبکدوش ہو جائیں حضرت عباس نے اس بات کو نہایت پسند فرمایا اور بوسیلہ بعض اصحاب کے یہ تذکرہ حضرت ابوطالب تک پہنچایا ابوطالب نے یہ سنکر ارشاد کیا کہ عقیل کا بعد اگر نا مجھے ناگوار ہو اور باقی لڑکوں کی پرورش کا حضرت عباس اور محمد علیہ السلام کو اختیار ہو غرض کہ حضرت عباس نے جعفر پیار کو اور جناب رسول مقبول نے حضرت علی حیدر کو روک لیا اور کمال دجوں کی اور شفقت سے پرورش کرنا شروع کیا چنانچہ جب کسن شریف حضرت امیر علیہ السلام کا دس برس کے قریب آیا تب ایک روز آپ نے جناب رسول مقبول اور حضرت بی بی خدیجہ کو ایک ہی جانا زبرد نماز پڑھتے پایا اتنا س کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون دین آپ نے اختیار فرمایا ہر ارشاد کیا کہ یہ دین متین خدا سے واحد معبود برحق کا ہے اسی دین کے اختیار کرنے کا حکم تم سب لوگوں کے نام آیا ہے پس اے علی بن تم کو ہدایت کرتا ہوں اور اس دین کی تم پر دعوت کرتا ہوں کہ خداوند عالم کو وعدہ لا شریک سمجھ کر اپنا معبود برحق ٹھہراؤ اور اسی کو اپنا خالق مطلق سمجھ کر اسکی عبادت اور اطاعت میں سر جھکاؤ اور خداوند تعالیٰ نے مجھے اپنا رسول برحق کیا ہے اور تم سب لوگوں کو میرا حکم کہنے کا حکم دیا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس جسوقت یہ کلام معجز نظام حضرت خیر الانام کی زبان فیض ترجمان بلاغت نظام سے جناب امیر علیہ السلام کے گوش مبارک میں آیا تو اسکے جواب میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا

کہ میں کوئی کام بدون صلاح و مشورہ اپنے والد بزرگوار کے نہیں کرتا ہوں اگر
ارشاد فرمائیے تو اُن سے اس بات میں مشورہ لے لوں آپ نے ارشاد کیا کہ اے علی
ابھی اس بات کو پوشیدہ رکھنا مصلحت ہے لہذا اسکا اظہار نہ کرنا یہی صلاح وقت
ہے جناب امیر علیہ السلام نے یہ کلام حضرت خیر الانام کا سُنکر اُس بات کو توقف
کیا مقلب اقلوب نے قلب امیر المؤمنین کو اُسی رات نور ایمان سے نور کر کے
ذوق شوق اسلام سے پُر کر دیا پھر صبح کو جناب امیر علیہ السلام آپ کے حضور میں
آئے اور کہاں ذوق شوق سے یہ التجا بمعرض عرض لائے کہ یا رسول اللہ مجھے
کلمہ تلقین فرمائیے اور طریقہ ایمان و اسلام کا بتائیے آپ نے حضرت امیر کو کلمہ
تلقین فرمایا اور طریقہ وضو نماز کا بتایا بعد حضرت امیر کے زید بن حارثہ کہ انکو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ سے لیکر آزاد کیا تھا آپ پر ایمان
لائے اور آپ نے انکو بھی طریقہ ایمان و اسلام کے تلقین فرمائے روایت
ہے کہ یقیناً بزرگوار بخون کفار اپنے اسلام کو چھپاتے تھے اور جب وقت
نماز کا آتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً صاحبون کو لیکر وادی کے میں
جاتے تھے اور وہاں تنفق ہو کر نماز ادا فرماتے تھے حتیٰ کہ ایک دُورا بوطالب نے
جناب امیر علیہ السلام کو بغزوت تلاش کر لیا مگر اسوقت کہیں انکا سراغ و
نشان نہ پایا تب حضرت امیر کی والدہ ماجدہ نے ارشاد کیا کہ میں علی کو محمد کا
نہایت مطیع اور تابعدار پاتی ہوں اس وجہ سے بہت اندیشہ اور خوف
گمانی ہوں کہ کہیں وہ ایسے امر کا التزام نہ کرے کہ جو غلٹ آبا سے
کرام ہو اور اس بات سے ہمارا خاندان بدنام ہو ابوطالب نے کہا

کہ میرے بیٹے علی نے بدون میری اجازت اور مشورت کے کبھی کوئی کام نہیں کیا ہے
جب کبھی کوئی ضرورت پیش آئی ہے تو ضرورت کے مشورہ سے لیا ہے پس سکر ابو طالب
کی بی بی صاحبہ نے سکوت کیا پھر کچھ جواب نہ دیا اتفاقاً ایک روز حضرت
ابو طالب نے کسی سے باہر کسی ضرورت کو قدم نہ فرمایا جب متصل غار حرا کے
پہنچے تب حضرت علیہ السلام کو حضرت خیر الانام کے ساتھ باجماعت نماز
پڑھتے دیکھ کر کمال تعجب انکے دل میں آیا جب آنحضرت نے نماز سے فرقت پائی
تب ابو طالب نے آپ سے اس دین و ملت کی کیفیت استفسار فرمائی اور کہا
کہ اے محمد یہ کون نیا دین ہے کہ تمہیں پسند آیا ہے اور کس نے یہ طریق عبادت تمہیں بتایا
آپ نے فرمایا کہ اے چچا جان یہ دین بتین اس معبود رب العالمین کا ہے کہ جو خالق
و مالک ہفت آسمان و ساری زمین و زمان کا ہے و ذی معبود برحق عبادت کا
سزاوار ہے و دونوں جہان کا مالک و مختار ہے یہ وہ دین بتین ہے کہ جسکے اختیار
کرنے کا علم کل انبیاء مرسلین اور اولیاء کمالین کے نام آیا تھا اور اس
مذہب و ملت کو ہمارے باپ ابراہیم نے پسند فرمایا تھا اب اسی خالق کو کون ممان
نے مجھے برسات یہاں بھیجا ہے جس نے آخر الزمان کی خبر توریت و انجیل میں دی ہے
وہ یہی تمہارا بھتیجا ہے لہذا یہ دین استوار حکیم پروردگار آپ بھی اختیار فرمائیے اور
لات و غزاکے پریش کے قریب ہرگز نہ جائیے میں آپ کو دین اسلام کی دعوت
کرتا ہوں اسے قبول کیجیے اور اس کام میں میرے معین و شریک ہوجیے
اور مجھے آپ پر دعوت اسلام کرنا سب سے زیادہ سہوار و لائق ہو اس واسطے
کہ مجھے آپ کا بہت بڑا حق ہے کہ اے فرزند ارجند یہ مجمع اور دست تمہاری

گفتار پر لیکن میرے نفس کو فقط ترک ملت آبائی سے تنگ و عاری ہو کر میں اور
 تمہاری شراکت و عیادت کو موجود و حاضر بدل و جان ہوں اور تم پر سوجان سے
 قربان ہوں جب تک کہ میں زندہ ہوں کیا خیال کہ کوئی دشمن تمہاری طرف
 نگاہ بد سے آنکھ اٹھائے یا کوئی کسی طرح کی تمکو اندھا پہنچائے تم با حینان تمام
 اپنے کام میں مشغول و مستغرق رہو اور کسی اور کا اندیشہ اور خوف نہ کرو بعد اسکے
 ابو طالب نے حضرت امیر کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے علی یہ کیا دین تمہارا
 جس کو پسند آیا فرمایا کہ دین یہ دین یہ ہے اور یہ بجا ہے اور زندگی و پستش اسی
 معبود دین کو ہے اور اور اور زیبا ہے اور دین خدا اور اس کے رسول پر ایمان
 لایا اور اپنے پیغمبر انکا مطیع اور فرمانبردار بنایا اور یہ نماز جو میں پڑھتا ہوں
 یہ یہ قرض میں ہے اور ایمان ہمارے یہ سعادت و دین ہے یہ ہے مگر حضرت ابو طالب
 نے کہا کہ اے فرزند ارجمند محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں
 بیشک تیرے لیے شرف و سعادت ہے اور اس بارے میں میری طرف سے بھی
 خوشی ہوگی اور باری تعالیٰ سے اور میں نے کہا کہ زندہ اور برقرار ہوں بدل و جان ہم دونوں
 کا حامی و مددگار ہوں بعد اسکے جب ابو طالب نے دیکھا کہ اس نے اپنے گھر آئے تب
 انکی بی بی نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ محمد نے دعویٰ نبوت کیا اور علی ان پر ایمان لائے
 یہ سنا کہ ابو طالب نے فرمایا کہ جو قوم نے سنا ہے وہ سب میں مجھ خود دیکھ لیا لیکن اب
 اس بات کا نام نہ لیتا اور کبھی اسکا ازم علی کو نہ دینا اس واسطے کہ علی کو محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا سزاوار ہے تمکو اس بات سے کیا سروکار ہے اگر
 میرے نفس ترک دین آبا کو مانع نہ ہوتا تو میں بھی اس دولت کو اپنے ہاتھ سے نہ کھوتا

ایسنگر ابوطالب کی بی بی نے سکوت کیا پھر کچھ جواب نہ دیا روایت ہر کلامیک روز
 حسب اتفاق حضرت ابوطالب نے کسی پہاڑ کی ایک گھاٹی کی طرف گزرا یا
 وہاں بھی حضرت خیر الانام کو مع علی علیہ السلام کے نماز پڑھتے پایا یہ دیکھ کر حضرت
 جعفر سے کہا کہ تم بھی میرے پیچھے کے پاس جا کر اُس کے بازو کے برابر کھڑے ہو جاؤ
 اور اُسی قاعدہ کے موافق تم بھی ارکان بجا لاؤ خواجہ حضرت جعفر باشارات اپنے
 پدر بزرگوار اُس رسول کریم کے پہلو میں آئے اور آپ کے برابر کھڑے ہو کر سب
 ارکان آپ کے ساتھ بجالائے جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے
 فراغت پائی تو کمال خوشی سے حضرت جعفر کے حق میں یہ دعا فرمائی کہ خدا سے تعالیٰ
 جعفر کو دوبارہ بازو ٹاکر جس سے یہ تمام بہشت میں سیر کرتا پھرے چنانچہ نبی حضرت
 جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ موتہ میں شہادت نوش فرمایا تو جناب
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو دوبارہ بازو کے ساتھ تمام بہشت میں اُڑتے
 اور سیر کرتے پایا جب آپ نے یہ کیفیت اُنکی دیکھ کر نہایت حفاٹھا یا تو کمال
 خوشی سے جعفر طیار اُنکا لقب فرمایا اور بعد حضرت جعفر کے جناب امیر المؤمنین
 امام الصادقین خلیفۃ الرسول اللہ بالصدق والتصدیق حضرت ابی بکر صدیق
 نے آپ پر ایمان لا کر اسلام اختیار کیا اور آپ کے ایمان لانے سے خداوند تعالیٰ
 نے دین اسلام کو بڑا افتخار دیا اور قصہ آپ کے ایمان لانے کا جس طرح کہ مستند
 میں رقم ہر وہ یہاں پر چھپسہ حوالہ قلم ہے حضرت ابوبکر صدیق باحقیق یہ فرماتے ہیں
 کہ قبل نبوت کے میں برس کی عمر میں ایک رات کو جب میں سو گیا تو یہ خواب
 میں نے دیکھا کہ چاند آسمان سے ٹانہ ٹعہ پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ایک ایک

ٹکڑا ٹکڑا ہر مکان میں در آیا اور بجلہ ایک ٹکڑا اس چاند کا میں نے بھی اپنے گھر
 آیا یا پھر تھوڑی دیر کے بعد سب ٹکڑے آپس میں ملکر اپنی اصلی رہنما بنا آیا اور جو
 ٹکڑا میرے گھر میں گرا تھا وہ وہیں پڑا رہا میں نے کیفیت دیکھ کر نہایت استعجاب
 سے اپنے دل کو بیتاب پایا حتی کہ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اسکی تعبیر کیلئے
 لیے نہایت بے قرار رہا میں نے ایک رہب کے پاس جا کر اس خواب کا بیان کیا
 کیا اُس نے یہ جواب دیا کہ یہ خواب نہیں خیال ہی لہذا تعبیر اسکی مثال ہی غرض نہیں
 جب مجھے اُس رہب نے مال دیا اور کچھ جواب معقول نہ دیا تو میں وہاں سے
 مایوس ہو کر اپنے گھر چلا آیا لیکن اس خواب کی تعبیر کے واسطے نہایت غلجان میں
 اپنے دل میں پایا بعد عرصہ دراز کے جب مجھے ملک شام کے سفر کا اتفاق ہوا تو
 اس خواب کی تعبیر کے لیے بحیرا رہب کے پاس جانے کا مجھے اشتیاق ہوا
 حاصل کلام جب اُس رہب نیک فرجام سے ملاقات کی نوبت آئی تو اُس نے
 پہلے میرا نام اور مقام پوچھا پھر میرے خواب کی تعبیر پوچھی کہ تمہاری قوم
 میں ایک نبی آئیں گے ان کا نام فریاد ہو گا ایسا ہی کہے جلوت ملت و رسالت سے
 تھا اس کا نام فریاد ہو گا اور فریاد ہو جائیگا اور فریاد ہو جائیگا اور فریاد ہو جائیگا
 وزیر عظم ہو گا اور بعد اسکے تو اس کے بعد خلافت سے عہدہ دار و سرکار میرا ہو گا
 عالم ہو گا پھر جب میں نے اُس رہب سے اپنے خواب کا بیان کیا تو وہ
 غلجان میرا رفع ہوا لیکن اُس روز سے اس بات کو بھرنے کی جگہ زبان نہ ملا
 حتی کہ جب آپ مبعوث ہوئے اور خداوند تعالیٰ نے آپ کو عہدہ رسالت سے
 سرفراز فرمایا اور آپ کی نبوت و رسالت کا آواز میری سماعت میں آیا تب میں

اور نہایت خوشی سے بے تاں اسلام اختیار کیا روایت صحیح ہو بعد مامول کرنے شرف
 و لام کے شرف ایا بکر صدیق اپنے جس دوست یا شفیق کے پاس جاتے تھے اسے
 کہاں ذوق و حقوق سے ترغیب و تحریک ایا ان و اسلام دلاتے تھے چنانچہ آپ کو
 انعی و کوشش سے پینتالیس آدمی اکابر قریش و مدینہ و عرب سے بادیہ صلاست
 و گمراہی سے نکل کر اور ہات پر آئے ان پر پوری ایک دو سو برس کے بعد ایمان آئے
 اور اول ان میں سے آپ کی صاحبزادی بی بی اسماء نے مشرف باسلام ہو کر ایمان
 قبول کیا بعد اس کے پانچ اذیان نے عشرہ مبشرہ میں سے اس سعادت و دولت
 کو دست بردست لیا وہ پانچ اصحاب کبار اس سیدہ الابرار سے یہ ہیں با صدیق
 و زین العابدین حضرت زبیر بن عوام اور حضرت المحم بن عبد اللہ اور حضرت سعد بن وقاص
 اور حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت عثمان غنی و الزبیر بن عصفان
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم مجعین اور قصہ حضرت امیر المومنین امام الاورعین جبراس
 آیات القرآن حبیب حبیب الرحمن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 ایمان لانے کا جس طرح کتب معتبرہ میں مسطور ہے اس کا بھی کتبہ یہاں مذکور ہے
 حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان فرماتے ہیں میری ایک فالہ سعدیہ
 انکا نام تھا پیشہ فال گوئی اور کمانت کا رشتی تھیں ہمیشہ ہی انکا کام تھا ایک
 روز میں کسی ضرورت سے اُنکے گھر گیا انھوں نے ذکر کئے مجھے یہ ارشاد کیا کہ اے عثمان
 میرے کئے کا یقین مان کہ ایک دُہن نہایت پارہ پا اور ایسی خوبصورت تیرے
 اتھ آئگی کہ جسے دیکھ کر جو روپی شرمائیگی اور وہ دُہن ہوگی نہایت بلند آتش
 ایک پیغمبر طیل القدر کی ذمہ دار و پوچھنے سے بہ حق محبوب خدا ہوا اور وہ

اس زمانہ میں پیدا ہو چکا ہے بلکہ اُس پر وحی اُنہی ہی آسمان سے آتی ہے اگر خدا نے جانا
 کہ نبوتِ جلد یہ کیفیت ملے گی جاتی ہے حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر نہایت
 تعجب سے مفصل حال استفسار کیا تب میری خالہ نے یہ جواب دیا کہ محمد بن عبد اللہ
 خلقِ اللہ کو دعوت کر کے دینِ اسلام کی طرف بلائے ہیں اور سننے میں آتا ہے کہ اکثر
 لوگ اُن کا کلمہ کہتے جاتے ہیں یقیناً یہ کہ حق ہے جو صے میں تمام عالم اُن کے نوریت
 سے منور ہو اور اُن کی نبوت و رسالت کا چرچہ گھر گھر ہو اور جو کوئی اُن کی اطاعت
 اور فرمانبرداری سجا لائے گا وہ جنتِ افرویں میں جا رہا مقامِ اعلیٰ یا لے گا اور جو
 کوئی اُس سے پھرے گا وہ بیشک قعرِ جہنم میں پڑے گا آپ فرماتے ہیں کہ یہ سنتے ہی ایک
 کیفیت انہی میں متحقی سے میرے دل پر طاری ہوئی اور کیا کہوں اس بات کے
 سننے سے جو مجھے بفراری ہوئی تھی کہ اُنہی حالت میں ایک روز میں ابو بکر کے گھر آیا
 اور وہ مذکرہ جو میری خالہ نے کیا تھا اُنکو سنایا اُنھوں نے کہا اے عثمان تم مردِ عاقل
 اور ہوشیار ہو اور فہم فرست میں لے گا نہ روزگار پس مقامِ غور اور باے اہمات ہے
 بتان بجز کو کہ محض بیکار و بے پروا ہیں اپنا بعبود شہرنا اور اُن کی پرستش کرنا کیسا عقل کے
 خلاف ہے پس لازم ہے کہ تم پرستش سے باز آؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 حضور میں جاؤ اور آپ کو نبی برحق کہہ کر آپ پر ایمان لاؤ حضرت عثمان جامعِ اقران
 فرماتے ہیں کہ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اُنہی میں جنابِ رسومِ اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم سامنے تشریف لائے اور حضرت علی بھی آپ کے ہمراہ آئے حضرت
 ابو بکر نے دیکھ کر آپ کو استقبال کیا اور آپ کے پاس جا کر چلے سے کوئی کلمہ آپ سے
 عرض کر دیا بعد اُنکے آپ ہمارے نزدیک آئے اور کمالِ شفقت و عنایت سے

یہ کلمہ زبان مبارک پر لائے کہ عثمان خدا سے دو جہان مجھے نعمانی بہشت کے واسطے
 بنا دے اور اسکا رسول مجھے دعوت اسلام فرمانا ہی پس اگر تو اس معبود پر حق پر ایمان
 لائے گا تو بہت بڑا درجہ دین و دنیا میں تیرے ساتھ آئیگا حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ
 میں یہ کلام معجز نظام آپ کا سُکر فوراً آپ پر ایمان لایا اور آپ نے مجھے کلمہ طیب کالہ
 لا اِلهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ تَلَقَّیْنِ فرمایا بعد غرض کہ جب حق تعالیٰ نے آپ کو صاف فرما
 حضرت رقیہ کے عقد نکاح کے ساتھ مجھ کو مشرف فرمایا تو اس وقت مجھے فرمانا پڑی
 خاک کا اور بھی یاد آیا جو انھوں نے فرمایا وہ خدا کے فضل سے سب ظہور میں آیا اور
 علاوہ ان نیتا البشر آدمیوں کے تین برس کے عرصے میں ایک ایک مرد و عورت کے چند
 لوگ اور بڑی ایمان لائے اور اس مدت میں مسلمانوں نے کفار ناہنجار سے انھوں
 بڑے بڑے جو رو بھاٹھاٹے اور تین برس تک برابر اسلام کو چھپایا جو تھے برس
 آیت شریفہ فَاَمَّا مَدْعَاؤُهُمْ وَاعْرِضْ عَنِ الْمُشْکِیْنِ نے نزول فرمایا یعنی اے
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب اظہار کر تو دعوت اسلام کو اور کفارہ کو مشرکین بدین
 سے بعد نزول پانے اس آیت شریفہ کے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 صاحب السیف و القلم نے دعوت اسلام کو باظہار شروع کیا اور مسجد حرم محترم میں اپنے
 تشریف لا کر عامہ خلافت کو حکم آیت شریفہ کا سنا دیا بعد ازاں آپ کو صفایہ شریف لائے
 اور حسب الطلب حضور کے سب اہل قریش جمع ہو کر وہاں حاضر آئے اس وقت آپ
 سب لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! سوچتاؤ کہ تم نے
 مجھے کبھی کسی بات میں جھوٹ بولتے بھی پایا یا بالاتفاق لوگوں نے عرض کیا کہ ہم باہتین
 جانتے ہیں کہ آپ بیشک راست گفتار اور نیک کردار ہیں اور جملہ عری

باتوں سے بیزار اس وقت آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ حق جل جلالہ نے اس آیت شریفہ
 کو نازل فرما کر مجھے اپنا مہر منست بنا لیا اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ!
 اَلَّذِي لَهُ الْمُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْاَلْهَامُ وَالْحَقُّ يَمِيتُ فَاَمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَبِّهِ الْيَقِيْنُ الَّذِي
 يُوْنِسُ بِاللّٰهِ وَطَلَبَهُ وَاتَّبَعُوْهُ لَعَلَّكُمْ اَتَقْتَضُوْنَ وَنَافِعِيْنَ كِبَرِے نواسی محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم تحقیق کہ عین رسول ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا طرف تم سب کے وہ جو اسے
 اس کے ہر بادشاہی آسمانوں کی اوزرین کی نہیں کوئی معبود برحق مگر وہ کہ زندہ
 کرتا ہو اور مارتا ہو پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے جو نبی ہر آئندہ
 جو ایمان لاتا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور باتوں اس کے کی اور تمہارے ہی کروا لی تاکہ
 راہِ راست پاؤ پس اسی لوگو کو مسکو لازم ہو کہ میرا کلمہ کو اور ایمان لاؤ تاکہ دنیا میں
 خلاص اور آخرت میں نجات پاؤ و غرض کہ اسی طرح سے لوگوں کو سمجھاتے اور وعظ
 و نصیحت فرماتے فرماتے جب چھٹا سال آپ کی نبوت کا شروع ہوا جب حضرت
 امیر حمزہ آپ کے چچا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق تعالیٰ نے مشرف باسلام فرمایا آپ کے
 ایمان لانے سے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تقویت پائی اور دین اسلام
 کے ترقی کی ایک صورت نظر آئی ایک کتاب مستندہ میں یہ روایت صحیحہ دیکھنے میں
 آئی کہ بعد ایمان لانے حضرت امیر حمزہ کے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ایک شبانہ روز برابر کمال التجاسے جناب باری میں یہ دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ عَسِّرْ
 الْاِسْلَامَ بِعُسْرِيْنِ الْعُسْلَامِ وَيَعْبُرْ بَيْنَ الْخَطَايَا يَعْنِي اسی پروردگار عزت و رونق
 دے تو اسلام کو ساتھ ایمان لانے عمر بن ہشام یعنی ابو جہل اور ایمان لانے
 عمر بن خطاب کے چونکہ ابو جہل کی تقدیر میں مذہارل سے تاابد برا بھلا تھا وہی

شقاوت لکھی تھی اسی وجہ سے اُسے اُس سعادت کا حصہ پایا اور اس نہایت ازلی کی
 وجہ سے جو رنج و مصائب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے ہاتھوں سے
 اٹھائے ایسا ایک رنج بھی تمام عمر شریف میں کسی کے ہاتھ سے نہیں اٹھایا اور بڑھاپے
 اسکے حضرت عمرؓ سے حالت جہالت میں بھی کسی قسم کی بے ادبی آپؐ کے نسبت
 وقوع میں نہیں آئی اسی وجہ سے وہ سعادت ابدی اور دولت سرمدی اُسکے
 ہاتھ آئی کہ کمتر کسی نے ایسی سعادت پائی ماحصل کلام حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ
 والسلام کی دعا کی بکت سے جناب امیر المومنین امام المتقین قدوہ ارباب ربین
 ستین زبدہ اصحاب صدق و یقین فرین المنیر و المحراب حضرت عمرؓ بن الخطاب کو خداوند
 نے جو تیرہ عطا فرمایا وہ بخوبی علوم پر اور آپ کے ایمان لانے کا قصہ روضۃ الاحباب
 وغیرہ میں اس طور سے مرقوم ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آیت شریفہ اَنُتُمْ وَاَنْتُمْ وَاَنْتُمْ
 مِنْ دُونِ اللّٰهِ حَصَبٌ جَعَلْتُمْ اَنْتُمْ طُلُوعًا قَادِرُونَ ہ لَوْ کَانَ هُوَ کَلَّوْا اِلَیْہِہٖمَا
 وَرَدُّوْہَا وَاَنْتُمْ لَکُمْ نَازِلٌ فَرَاغَتْ تُو اس مضمون پاک نے قلوب کفار
 بیباک و منافک میں خوب آتش رشک و حسد بھڑکانی معنی اس آیت شریفہ کے ہیں
 کہ اگر کفار تحقیق کہ تم اور جس چیز کو عبادت کرتے ہو سو اسے اللہ کے پھر میں غرض
 کے تم اُسکے پاس آنے والے ہو اگر دوتے یہ معبود نہیں آتے اُسکے پاس اور
 ہر ایک ہمیشہ آپہن رہنے والے ہیں ابو جہل نے آیت شریفہ کے مضمون سے وقت
 ہو کر بڑا دویلا مچایا اور براہ رشک و حسد اس رنج و غم سے نہایت پیچ و تاب کھایا اور
 اُسے ایمان قریش کو جمع کر کے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے دین پر طعن و تشنیع
 کرتے ہیں اور تمہارے خداؤں کی مذمت کر کے بڑے بڑے الزام اُنکے سر پر دھرتے ہیں

اور تمھارے آبا و اجداد کو رام کے مقام آتش جنم میں ٹھہراتے ہیں انکی زبان باتوی سے
 مارے غیرت کے ہم سے جاتے ہیں لہذا بہت پر ضرور ہکا تدارک اور انتظام ہو
 خاموشی اور غفلت بجا ہرگز نہیں یہ کام ہو پس جو شخص تم میں سے محمد علی اسد علیہ
 سلم کو قتل کر کے اُنکا سر بہت سامنے لائے وہ سزا قہر اور ہزاراوقیہ نقرہ بھٹا اسکے
 صلے میں مجھے پائے پس سر حضرت عمر اسکے سامنے آئے اور یہ کلمہ اپنی زبان پر لائے
 کہ اے اباجیک یہ وعدہ شکنم ہی یا یونہی فقط زبانی قیل و قال ہو یہ خوب سمجھ لیجئے کہ
 میرا اس وعدہ تو رفانہ کرنا از بس محال ہی ابو جہل نے کہا کہ آپ اس بات پر بد بو قیل
 کے مجھے بغیر وعدہ جتنی بھیجے اور جلد اس کام کا تدارک کیجئے حضرت عمر ابو جہل کا اصرار
 کیا کہ میں اپنے روبرو لائے اور دین سب حمد و پکار تقسیم فرمایا لے بعد ازاں حضرت
 عمر نے شہر راں انھوں میں لڑا اس عباس سے باہر آئے اور ارادہ قتل اس بی بیہ خدا
 محبوب کبریا کا مسم اپنے دل میں لا کر جس مکان میں آپ تشریف رکھتے تھے اُس جانب
 قدم بڑھانے اُناسے راہ میں ایک بی بی زہرہ سے کہ وہ آنحضرت پر ایمان لایا تھا مگر خون
 قریش سے اسے اسلام کو چھپایا تھا حضرت عمر سے ملاقات کی نوبت آئی اسنے اُنکو دیکھ کر
 یہ بات فرمائی کہ اے عمر کہاں سے آئے ہو اور میں ارادہ پر جاتے ہو انھوں نے جواب دیا
 کہ محمد علی اسد علیہ وسلم کے قتل کو جانا ہوں ابھی سر کاٹ لانا ہوں اُس روز میری ہڈی کہا
 کہ اے عمر وہاں کہاں جاؤ گے نبی مہتمم اور حیدر مہذب سے لڑائی میں کیونکر فرست جاؤ گے
 یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا کہ شاید تو میرا بھائی یا بھائی لایا اگر ایسا ہو تو پہلے تجھی کو قتل کر دے
 اسنے کہا کہ میں تو اپنے دین و آبائی پر یوں بعد ازاں وہاں سے آگے چلے اُناسے
 راہ میں نعیم بن جہد اسد حضرت عمر کیلے انھوں نے پوچھا کہ اے عمر کس قصد سے

آئے ہوا اور کمان جاسے ہو گا کہ درجہ عیسیٰ سے آتا ہوں محمد مصطفیٰ علیہ وسلم کے قتل کو
 جانا ہوں نعم نے کہا کہ کیا نبی ہاشم اور بنی عبد المطلب سے کچھ خوف نہیں رکھتے جو
 اس ارادہ پر جاتے ہیں پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ شاید تو بھی محمد کا کلمہ گو اور باعدا
 ہر جو اس طرح میرے خلاف اور گفتاری اگر حقیقت تو ہمارے دین سے بیزار
 تو پہلے تیرا ہی قتل کرنا سزاوار ہے مگر نعم نے جواب دیا کہ میں نے انکا دین نہیں
 اختیار کیا لیکن میں نے یہ خبر معتربائی ہے کہ تمہاری بہن فاطمہ اور ان کے شوہر
 سعید نے امت محمدی اختیار فرمائی ہے حضرت عمرؓ کو اس خبر سے کمالی غصہ آیا اور بن
 و بنوئی کے عالم میں نہایت درجہ عیش کیا یا وہ کہہ اے نعم یہ کیوں معلوم ہو کہ انھوں
 نے درحقیقت دین نبویؐ قبول کیا ہے یا کسی نے جسے فوسہ پر بدو ان حقیقات
 کے کہ دیا ہا ہم نے کہا کہ اگر انکو یہ گمان ہے تو اسکا امتحان بہت آسان ہے تم نبی
 بہن کے گھبر رہاؤ اور وہاں ایک بکری اپنے پاؤں سے ذبح کر کے گوشت اسیکا
 اسیکاؤ اور نبی بہن اور بنوئی کو اپنے رو بہ رو بلاؤ اور ان سے اس گوشت کے کمانے
 کو فرماؤ اگر وہ ان کے لئے ہیں تو سوط کئے دیوینا اٹھائے مگر تمہارے ہاتھ کا
 ذبیحہ کھینچیں گے کیا تمہارے فرض ہے کہ حضرت عمرؓ اس کو نہ مانیں اپنی بہن کے لئے کھاتے
 اور امتحان کے واسطے ایک بکری بھی ساتھ نہ لے کر وہاں سے برپا ہونے تو اندر سے
 کچھ بڑھنے کی آمیزش پائی چہرہ ساعت تو یہ کہ ان کے کئی کئی بار انی صوفت
 جنابہ بنی امیہ حضرت عمرؓ نے ان کے شوہر کو گھر کا دروازہ بند
 کئے ہوئے سورہ طہ کہ انھیں دنوں میں نازلی ہوئی تھی پڑھاتے تھے اور انکا
 مضمون انکو سچا لے تھے جب باہر سے کڑی بلانے کی آواز پائی تو باغیض حضرت عمرؓ

انے کا انکو گمان ہوا اور انکے رُعب سے کمالِ دہشت انکے دلوں میں پائی پس
 نہایت جلدی سے انھوں نے سورۃ النکو چھپایا اور خباب کو بھی حضرت عمر کے خوف سے
 پوشیدہ ایک گوتے میں بٹھایا بعد ازاں حضرت عمر کے لیے دروازہ کھولا یا وہ کوثرین
 تیبہ سے استفسار کیا کہ تم کس چیز کی تلاوت کرتے تھے مجھے بتاؤ جو تم پڑھتے تھے وہ میں
 ہر سے سنتا تھا مجھے یہ چھپاؤ مگر انھوں نے انکار صاف کیا اور باتوں پر اس بات کو
 انکار دیا بعد ازاں حضرت عمر نے بکر سے کوڑج کر کے اسکا گوشت پکایا اور اپنی بہن و
 بہنوئی کو کھانے کے واسطے بلایا انھوں نے نذر کا حیلہ کر کے گوشت کے کھانے سے انکار
 کیا اور نہ کھا پھر حضرت عمر کو اس بات سے غم کے کچے پر یقین کمال آیا پس نہایت غصے سے
 تاب نہ لائے اور بہن کے سر کے بال پکڑ کے کٹی طمانچے لگائے سجدہ یہ حال دیکھ کر اپنی زوجہ
 کو بچانے آئے حضرت عمر نے انکو چھوڑ کر انکو بھی کٹی طمانچے چکھائے حتیٰ کہ ہر قدر مارا
 کہ دو دونوں خون میں نہالے پھر تو وہ دونوں زن و شوہر نہایت اذیت و سختی کا مظاہرہ کرکے
 حرارتِ اسلام سے یہ کلمہ اپنی زبان پر لائے کہ اے عمر تم شرم نہیں کھاتے ہو ہم نے جو مذہب
 باطل کو چھوڑ کر دینِ حق اختیار کیا اس لیے یہ تکلیف و اذیت ہم پر پہونچاتے ہو ہم نے
 بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق سمجھ کر دینِ اسلام اختیار کیا ہوا اور تمھارے
 مذہب باطلہ کو محض لغو اور پوچ جان کر چھوڑ دیا ہوا اب اگر ہمارے کوئی تلوار یا خنجر سے
 مارے مارے کر گیا تو بھی دل ہمارا اس دینِ حق سے ہرگز نہ پھرے گا پھر بیساختہ کلمہ
 شہادتِ شہدات لا الہ الا اللہ وھذا لا الہ الا اللہ کہ تاسہد ان لا الہ الا اللہ وھذا لا الہ الا اللہ
 عن علیؓ عمرؓ کی زبان پر آیا جب حضرت عمر نے یہ استقامت دین مجزی کی اپنی پہلی
 سنوئی میں رکھی تو انکی اید سے ماتھ اٹھایا اور اپنی اس حرکت سے نہایت مسرت ہوئے

اور کمال حسرت و افسوس سے اپنی بہن اور بہنوئی کے سامنے معذرت فرمائی اور اس
 رنج و دلال سے نہایت پریشان ہوئے اور کمال پریشانی سے سرگرمیاں حتیٰ کہ جب رات
 زیادہ آئی تو نبیؐ بی فاطمہؑ اور ان کے شوہر نے حسب معمول سورہ طہ کی تلاوت
 شروع فرمائی اور کہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ طه مَا اَنْزَلْنَا
 عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی اِلَّا تَذْكُرُوْهُ لِمَنْ یَّحْشٰی تَنْزِیْلًا رَّمَمَ
 خَلَقَ الْاَنْسَٰرَ وَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰی الرَّحْمٰنُ عَلٰی الْعَرْشِ اسْتَوٰی
 یعنی جب اس آیت تک آئے تب حضرت عمرؓ نے اپنا سر اٹھایا اور بدیریاخت وضو کیا
 یہ آیت مشغون کمال استعجاب اپنے دل میں لائے پھر جب لے مَا فِی السَّمٰوٰتِ
 وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ مَّا یَشْهُوْنَ مَا تَحْتَ الْاَرْضِ کے تلاوت کی نوبت آئی تو
 حضرت عمرؓ نے کمال تعجب سے یہ بات فرمائی کہ اے بہن جو کچھ آسمان اور زمین میں اور
 اس کے نیچے اور بیہر کیا وہ سب تمہارے خدا کا ہوا انکی بہن نے جواب دیا کہ اے عمر وہ سب
 اس میں شک و شبہ کیا ہے اس وقت حضرت عمرؓ کو یہ خیال آیا کہ ہماری بہن نے سچ فرمایا
 اس واسطے کہ نبیؐ کی حکومت ایک ہاتھ بھر بھی زمین کے پر نہیں پائی جاتی ہر پھر یہ
 کیسی انکی خدا کی ہو پس جب یہ خیال حق ان کے دل میں سمایا تو کمال شتبا سے اس
 سورہ مطہ کو فاطمہؑ سے تلاوت کے واسطے طلب فرمایا انھوں نے کہا کہ اے عمر تم یہ
 کتاب مستطاب ہرگز نہ چھوئے پاؤ گے جب تک آلودگی نجاست سے اپنے تئیں پاک
 و صاف نہ بناؤ گے اس واسطے کہ لَا تَمْسَسُہَا اِلَّا الطَّہَّرُوْنَ اس کتاب مستطاب کی
 شان میں آیا ہے یعنی اسے اس کا ہم سب نظام کو اس ملک اسلام نے بے طہارت
 میں لے کر منع فرمایا ہے حضرت عمرؓ نے کہا کہ جس طرح کہو طہارت حاصل کروں تاکہ

اس کا یہ زمانہ کہ کوہِ قمر پر بیٹھے کے رائق ہوں بی بی خاٹمہ نے کہا کہ اُنھوں نے غریب
 کر کے خاٹمہ کا طبیب پڑھو جب حضرت عمرؓ نے غسل کر کے ایک بار کلمہ طیب پڑھ لیا
 بی بی خاٹمہ سے کہا کہ یہ عظیم و اکبریم اُس کتاب کریم کو پڑھو میں نے اپنے پرہیزگار حضرت
 عمرؓ کو دیا حضرت عمرؓ نے قسم لیا کہ اس کو دینا اور یہ بات فرمائی کہ اسی خاٹمہ اس کلامِ عظیم کا نام
 لے لیتے تھے سو وقت اپنی طبیعت کو نہایت رعب باسلام پاتا ہوں اور اب میں بھی
 اس کتاب سے طلبہ سے سمجھانے میں شوق پڑتا ہے کہ ان کو غور سے سمجھایا جائے کہ یہ کتاب کمال
 تعلیم اُس پر ہے کہ وہ بی بی خاٹمہ سے لیا اور پھر وہ اس حرفِ بحر سے چھٹا کر لیا
 حتیٰ کہ جب اس آیت تشریف لایا اَللّٰهُمَّ لَا تُخَلِّصْهُ اِلَّا بِاَمْرِكَ اَللّٰهُمَّ لَا تُخَلِّصْهُ اِلَّا بِاَمْرِكَ
 تو اس وقت حضرت عمرؓ نے طبیب ملا وقت و نہایت اہم وقت اس وقت تھا
 فیضِ شہی ایمین یا فی ایمان کا رجز و پیرا پیرا پیرا اور خود پیرا پیرا
 حال سے کلمہ اُنہما کہ لا اِلهَ اِلَّا اَللّٰهُ رَحْمٰنُ رَحِیْمٌ لَا اِلهَ اِلَّا اَللّٰهُ یَا اَکْبَرُ یَا اَرْحَمَ الرَّحِیْمِینِ
 فرمایا اور کہا کہ یہ کلمہ نہایت پُرکاش ہے اور حق ہے جو اس سے منکر ہو وہ
 کلمہ بے طعن ہو اور اُنہی وقت سے اُنہی فیضِ شہی سے اس وقت ملا وقت صاحب
 نبوت و رسالت کے اشتقاق میں مقرر ہوئے اور میں و جان اُس صاحبِ رحمان
 صاحبِ الفرقان کے عشق و محبت میں اُفتادہ ہو کر کہ ساری رات کہاں گریہ فرمایا
 اسی آہ و مقرر میں کہ اری در حبیب صبح کا وقت آیا تو اپنے اپنے ہنوی حضرت
 سعید سے یہ ارشاد فرمایا کہ جناب سر در عالم علیہ السلام کہاں تشریف
 رکھتے ہیں مجھے بتاؤ اور تم خود میرے ساتھ ہو کر مجھے آپ کے حضور میں پہنچاؤ اب
 جب تک اُس صاحبِ لولاک کے استنا نہ پاؤں کہ پر حاضری ہو کر اس کی خاک پاؤں کہ

اپنی چٹان نناک کا سر نہ بناؤنگا جتنا کہ ہرگز چین و آرام نہ پاؤنگا اور وہ ان کیفیت
 کہ جملہ ارباب اسلام مطیع ملت حضرت خیر الانام بخوف کفار نہا ہوا جمع ہو کر
 پوشیدہ آپ کے حضور میں آئے اور حضرت عمرؓ کے ارادہ کی کیفیت جواب دہل کی
 شرارت سے تھی وہ آپ کے حضور میں عرض عرض لائے اور کہا کہ ایک بڑا گروہ
 کفار جمع ہو کر دیکھ بڑایا ہی اور عمرؓ نے ہم سبھوں کے قتل پر آمرا اٹھایا ہر گز بے
 حسرت و افسوس کا مقام ہو کہ بوجہ جرم و کثرت کفار کے ہم لوگوں کو ذورائے
 انتقام ہو وادرداد و احترام کہ ہم لوگ ایک مرتبہ بھی کلمہ شہادت کو بر سبیل اعلان
 اپنی زبان پر لائے نہ بائیں اور اس بے بسی کے ساتھ کفار کے انھوں سے
 قتل ہو جائیں میں اگر حضورؐ سے ہم اجازت یا بین تو اکیسار صدائے لا الہ
 الا اللہ کو مستمع و جامع ملکیت میں پہنچائیں پھر اگر اس کے بعد شہید ہو جائیں
 تو کچھ غم نہ۔ البین آپ نے فرمایا کہ اسی اللہ و الوہم ایسا دل خوش آدمی کہ تو
 تا ورتو اس نے ناریزد کو حضرت ابراہیمؑ پر گلزار کیا اور شعلے ملک سے ہم سارا ان
 ورمون کو حضرت موسیٰؑ کے عصا نے سانب ہو کر اٹھایا اور جبکہ حضرت عیسیٰؑ کو
 بے باب کے میدان کیا اور پھر انکو انکی قوم کے ظلم سے بجا کر اسی طرح بقید کیا
 آسمان پر اٹھا لیا کیا اسکو یہ قدرت و ملکیت میں کہ کہ تو تمھارے دشمن ہیں انکو
 بجائے اور انکے جہ ظلم سے چھوڑ گئے پس آپ یاروں پر نصیحت فرما کر اور دعا
 سربار کے سے انا کر اور ردائے شریف کو گردن پر ڈالی کر گریہ و زاری
 جناب باری میں یہ ساجات زبان ہمارک پر لائے کہ خداوند تو عالم غیب و
 دوائے ہمارا ہر انھیں چند نگاہان دیندار کی زبان پر دل و جان سے پیر می

وعدہ نیت کا اقرار ہی میں ہجرت خور سینہ چاک اور واسطہ آب دیدہ نسا کی ابتداء
 کے گروہ کفر سے ایک سردار عالی وقار جمع کہ انکا مددگار ہوا دیر سے حکم سے باندہ
 اس سردار نے انکا بیڑا بارہو آپ اسی شنا جات میں تھے کہ جب تک علیہ السلام آئے
 اور حق تعالیٰ کی طرف سے یہ پیام لائے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمہاری
 شنا جات کو قبول فرمایا اور عمر بن خطاب کو گروہ ثقیف سے نکال کر تھار طبع اور فرمانبردار
 بنایا اب وہ تمہاری طرف آتا ہے دیکھو کس ذوق شوق سے ایمان لاتا ہے اور اُدھر
 حضرت عمر حضرت سعید کو اپنے ساتھ لیکر آپ کے در دولت پر آئے بناب رسول مقبول
 کے اصحاب عالی جناب یہ خبر سنکر بہت گھبرائے منقول ہے کہ جب حضرت عمر نے آپ کے
 دروازے پر آکر کھڑی ہلائی تو اسوقت اصحاب کرام کے دل میں بڑی دشت سمانی
 جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کو بہت متوش پایا تو کہاں دیر ہی
 کے ساتھ یہ کلمہ ارشاد فرمایا کہ اگر عمر بقصد خیر آیا ہے تو خدا اسے دین اسلام مبارک کرے
 اور اگر وہ بدی کا ارادہ رکھتا ہے تو ہرگز تمہارا دل اس سے نہ ڈرتے اگر غارتے چاہتا
 تو میں تمہارا اس سے لڑ دنگا اور ایک سنی و رین سرسکا تن سے جدا کرونگا یہ کہہ کر
 حضرت امیر حمزہ حضرت عمر کے پاس آئے اور کہاں غصے سے یہ بات اپنی زبان پر لائے
 کہ اے عمر تمہارا کیا ارادہ ہے اگر تم بہت شرا لے ہو تو اس سے کیا فائدہ ہے اس واسطے
 کہ اگر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی نگاہ بد دیکھے تو کیا مجال
 ہے اور پھر اس دشمن کا ہم لوگوں سے بی کر جانا از بس مجال ہے کہ اگر ہم لوگ سوچے کو
 دانتوں سے چبا ڈالیں تو ضرور اہل اشواسطے کہ حمایتی ہمارا محبوب پروردگار ہے
 غرض کہ جب امیر حمزہ کی گفتگو کا شور آپ کے سمع مبارک میں آیا تو آپ سمجھ گئے

کہ عمر آئے اور آپ نے بڑی خوشی سے انکا استقبال فرمایا اور علیاً حضرت عمر شریف رضی اللہ عنہ سے
 کیے ہوئے۔ اور روزے پر استدارہ میں اور حضرت ابیہ حمزہ کہاں غصہ اُن سے لڑنے پر
 آمادہ ہیں استے میں آپ نے اگر جلدی سے حضرت عمر کو اپنی بغل میں لیکر معاف کیا اور
 انکا ماتمہ اپنے پیچہ نبوت میں لیکر خوب زور سے ہلا دیا حضرت عمر نے نہایت حجاب سے
 اپنا سر جھپکا لیا اور کمال ذوق و شوق سے آپ کے دست مبارک پر پیوہ دے گا
 کلمہ شہادت اشہد ان لا اله الا الله و الله وحده لا شریک له، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا
 مُحَمَّدٍ وَّعَلِّمْهُ لِقَائِهِ رَبِّهِ زَبَانَ مَبَارَكَةٍ اَوْ كَيْفَا دُرِّ عَرَضٍ كَيْفَا كَيْفَا رَسُوْلٍ اَمَّا اَبِيْ بَشِيْرٍ
 نَبِيٌّ رَاجِعٌ بَيْنَ جَوَلُوْكَ اَبِيْ كَيْفَا نُبُوْتٍ وَّ رِسَالَتٍ سَ مَلِكٍ بَيْنَ وَكَافِرٍ طَلِقَ بَيْنَ اَنْصَرِ
 جِبِ حَضْرَتِ عُمَرُ كِي زَبَانَ پُرے ساختہ کلمہ شہادت آیا تو حجاب سرور عالم صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم نے نہایت مسرور و مسجور ہو کر اوائفہ کبیرہ کا بلند زبانا یا جب حد اسے تکبیر
 اُس بشیر و فذیر کی اصحاب عالی جناب کے گوش حق نبوت میں آئی تو وہ سب کمال
 خوش ہو کر حضرت عمر کے استقبال کو دوڑے اور انکو مبارکباد سنائی حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ نے مجھے معاف فرمایا اور میرا ماتمہ اپنے دست مبارک
 میں لیکر لایا تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ سارا بدن میرا چور ہوا اور میں نہایت کمزوری سے
 ایسا مجبور ہوا کہ ساری جرات میری جاتی رہی حتی کہ تلوار میرے ہاتھ سے گر پڑی
 غرض کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خداوند عالم نے اپنے رسول مکرّم کے
 دین متین میں داخل فرمایا تو اُسی وقت بھنور نبوی یہ معرفہ حضرت عمر کی زبان پر
 آیا کہ خدائے الایزال ہم تج سے اپنے خداوند ذوالجلال بے زوال کی عبادت
 ظاہرہ اور آشکارا کر نیلے اور جو میں میں اس پر کسی طرح کی فراموشی یا کسرے کا

اُسے ہم بڑے تیغ بید تیغ پارہ پارہ کیسے اور عرض کیا کہ اب میں جاتا ہوں اور تیری
قریش کو اس بات کی خبر کرتا ہوں کہ عمر حلقہ محمدی میں داخل ہوا اور اب اُنکا ایمان
شریف اسلام سے برہ پاکر کال ہوا یہ کہہ کر جس مقام پر ابو جہل نابکار اور ابولہب سادہ
خطاب بڑے بڑے کفار مجتمع تھے وہاں آپ آئے اور فرمایا کہ اے معشر قریش ہم محمد
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اب بڑھتے آؤ گے مگر کسی طرح کی ہے اور یہی
اگر ستاخی فاسد اپنے دل میں لائیگا وہ ہرگز مجھ سے کچھ کر زندہ نہ جائیگا اور کہا کہ
ابو جہل یعنی عمر بن ہشام تم بھی دین اسلام قبول فرماؤ اور اپنے دین باطلہ کو ترک کر کے
بت پرستی کے قریب ہرگز نہ جاؤ یہ بات سن کر حضرت عمر کے باپ خطاب کو براغصہ آیا وہ
کہا اے فرزند قونے ہمارے معبودوں کو جھٹلا کر ہمارے دین کو باطل ٹھہرایا پس معلوم
ہوا کہ تم مجھ پر جادو کیا ہے یا تو نے کوئی نشہ کھالیا ہے پس اب تیری زندگی دشوار
ہے اور ہلکوتر اقل کرنا سنرا اور یہی سنکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے
باپ بہتر ہے کہ اپنے دین باطلہ کو چھوڑ کر خدا سے دو جہان آفرینندہ زمین و آسمان پر
ایمان لاؤ نہ دنیا میں فلاح و آخرت میں نجات یا وہرنہ عذاب ابدی میں گرفتار
کیے باؤ گے اور بھی اُس سے غلطی نہ پاؤ گے یہ سنکر خطاب نے جواب دیا کہ اے عمر میرے
دل میں جو یہ بات سمائی ہے تو شاید تیری اہل بیت ہی قریب آئی ہے اس پر تم جیسے
خطاب یہ بات اپنی زبان پر لایا ویسے ہی حضرت عمر نے تلوار میان سے لی کیفیت دیکھ کر
ابو جہل وغیرہ اور کفار تو بھاگے مگر خطاب برسر مقابلہ آیا حضرت عمر نے پھٹ کر ایک
دبیا اور لیا کہ ایک ہی مائدہ میں اُنکا کام تمام کر دیا ہو تو اس سانچہ کے تمام شکر
اور اُنکے نوح میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عجب و درشت سے ایک لڑکے طیم

پڑ گیا اور گویا اسی روز سے تمام ظلم و جور بین دین محمدی کا جھنڈا لگ گیا اور اسی روز سے
 اذان و نماز باجماعت ہونے لگی روٹنی اسلام تاریکی کفر کوٹنے کی آمد اکبر غور سے کا
 مقام ہر حرارت اسلامی اسی کا نام ہے کہ جس شخص نے اپنے دین و ایمان کے واسطے اپنے
 باپ کو مار ڈالا وہ کسے چھوڑے گا کسی کافر و مشرک کے قتل سے ہرگز ہٹنے نہ ہوگا حضرت
 عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایمان لاتے ہی پہلے اپنے باپ کو قتل کیا پھر ان کے انتقام
 اپنے حقیقی ماموں کو مار کر جہنم میں پہنچا دیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے اپنے
 صاحبزادہ حضرت ابوجحیم رحمۃ اللہ علیہ کو ایک گناہ کے سوا خدا میں نہ لایا اور اسی
 صاحب سے ہونے لگا انتقال ہوا تمام اہل مدینہ کا اس سانحہ قبضہ امت خیر سے بڑا حال ہوا
 روایت ہے کہ حضرت ابوجحیم رضی اللہ عنہ نے حسین و نازنین جو ان تھے اور بڑے بڑے تاریخیوں اہل
 تھے جب کبھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرار پر انوار پر حاضر ہو کر قرآن شریف
 پڑھتے تھے تو سامعین پر حالت وجد اور بخیرودی کی طاری ہو جاتی تھی اور ہر طرف تسبیح
 آمنت و آفرین آتی تھی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حد مارنے کا حکم دیا تو اہل مدینہ
 نے کہا اگر یہ فدا رہے ساتھ نہ لے لیا اور کہا ہم سب حاضر ہیں جو نہرا بخیر و زلیہ وہ
 ہکوڑے اور ابوجحیم کی خلاصی کیجئے فرمایا کہ معاملہ شریعت میں مجھے کسی کے ساتھ نہ
 نہیں ہرگز یہ ہیں یا اس یگانیت نہیں اہل مدینہ یہ سنگد زیادہ متغیر بہت کر حکم عالم
 مرگ نہاجات سے مجبور و ناجار زیادہ ہوتے جب اپنے بیٹے کو مدداری و رہی و رہی حسین اپنی
 جلیست متقل یا فی تو دو کثرت نزار شکرانہ کی اور فرمائی اللہ ہی جس شخص کا پاس شریعت
 اپنے نہ رہے نہایت جا کے ساتھ یہ مال ہو پھر ایسے معاملات میں جہاں آئے اور کسی کے ساتھ
 رعایت کا کیا خیال ہو روایت ہے کہ جب حضرت ابوجحیم نے انتقال فرمایا تو حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے انکو خواب میں دکھایا کہ کھانا زیب و زینت تاج شامانہ جو اہر نگار
 سر پر رکھے بہشت برین میں تخت نشین ہیں اور جو برین دست بستہ رہے اسے طحڑی پیچخت
 اور جو محمد نے حضرت عمر کو دیکھا کہ کمال زندہ پشالی سے سلام کیا اور کہا کہ اسے حلیہ شانہ آپ
 اپنی رحمت کاملہ نازل فرمائے اور عرض کیا، علیؑ یہ بڑا جاوے کہ آپ نے تیرے قیامت کی
 رسوائی سے بچایا اور آپ نے یہ بددلت جواب دیت سنت یہ رتبہ عنایت فرمایا
 کہ ہر وقت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور ہی مجھے حاصل ہے اور جب طرح سے
 رحمت الہی میرے حال پر شامل ہے آپ میرا سلام میری والدہ سے کہتے اور انکو اس
 راحت و آرام کی خوشخبری دیکھتے روایت ہے کہ قبل ایمان لانے حضرت عمرؓ کے اصحاب
 کبار کفار بد اطوار کے ہاتھوں سے انواع طرح کے ظلم و شداید سننے سے وہ ناقول ہر دم
 اسی تبیر و تدبیر میں رہتے تھے مگر جس روز سے خداوند تعالیٰ نے آپ کو مشرف باسلام
 فرمایا اور آپ کو اپنے دین و مذہب کے واسطے اپنے باپ کے قتل کر ڈالنے پر مجبور
 نہ آیا اس روز سے کفار کے دلوں میں آپ کی جانب سے ایسی ہوشتمائی کہ پھر اس روز
 سے کسی کافر نے مسلمانوں کی ایذا دی پر جرات نہ پائی روایت ہے کہ ایک روز حضرت
 عمرؓ نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ
 کیا آپ کو کعبے کے اندر جانے کا اشتیاق ہے فرمایا کہ وہی دن میرا بقایت الہی زیارت
 کا مشتاق ہے عرض کیا کہ اسی وقت چلیے و قدر خیر فرمائیے اور جو اطمینان سے سیر کریں
 پھر آپ اپنے دست مبارک میں حضرت عمرؓ کا ہاتھ لیکر خانہ کعبہ کے اندر آئے اور سیر کرتے
 ہوئے تبوں کے نزدیک تشریف لائے اور فرمایا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَنَحْنُ أَهْلُ الْبَيْتِ**
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَنَحْنُ أَهْلُ الْبَيْتِ اور بھاگ گیا باطل تحقیق کہ باطل عین شہ

بھاگنے والا ہو جیسے ہی یہ آیت شریفہ آپ اپنی زبان مبارک پر لائے ویسے ہی تمام بت
 سرنگوں ہو کر زمین پر آئے اور اُسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے نزول فرمایا
 اور اس آیت شریفہ کو آپ کے حضور میں پہنچایا یا اِنَّا الْبَيْتُ حَسْبُكَ مِنَ الشَّعْكَ
 مِنَ الْمُؤْمِنِينَ یعنی ار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کنایت کر رہا ہے تجھ کو اللہ تعالیٰ اور تعبت
 کرنے والا تیرا گروہ مومنین سے یعنی عمر حاصل کلام حضرت عمر علیہ السلام کی ذات پاک کو
 خداوند تعالیٰ نے ابتدا میں بھی باعث ترقی اسلام بنایا اور بعد انتقال جناب سرور عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ نے اپنے عہد خلافت میں چار ہزار چار سو بہتر شہر فتح کر کے
 اس دین بتین کو رونق دے کر ایسا چمکایا کہ دین شریک کو ایک ہی گھاٹ پانی بلا دیا اور یہاں تک
 انصاف بھی آپ نے ایسا کیا کہ دفعی شیر و بکری کو ایک ہی گھاٹ پانی بلا دیا اور یہاں تک
 آپ نے فرمایا کہ کہی کسی زبردست نے زبردست کو نہ ستایا اور جو شخص جہل کی فریاد
 آپ کے پاس لاتا تھا فوراً اُسی کے موافق آپ سے اسکی داد دیا تا چنانچہ روایت ہے
 کہ ایک مرتبہ آپ اتنا راہ میں تشریف لے جاتے تھے دیکھا کہ ایک شخص زمین پر بیٹھا
 نہایت رنج و غم سے بیتاب ہے اور بہ کمال گریہ و زاری جاری اسکی زبان پر یہ بات
 یہ بات ہے کہ آپ نے اُس سے فرمایا کہ اس شخص تجھے کس نے ستایا اُسے عرض کیا کہ حضرت
 میں بہانہ روز دہی جتنے آتا ہوں اور جو دم اُسکے ملتے ہیں اُس سے اتنا وقت اپنے
 اہل و عیال کا خرید لیجا تا ہوں آج جب اس مقام پر پہنچنے کی نوبت آئی تو میں نے
 دفعۃً اُس زمین پر ایسی ٹھوکر کھائی کہ سارا دہی میرا گر گیا اور زمین نے سب جذب
 کر لیا اب ہی غم میں رہتا ہوں کہ تیرے اہل و عیال کیا کھائینگے سب بیمارے شدت
 گرسنگی سے قریب بہ ہلاکت ہو جائینگے یہ سننے ہی آپ کو نہایت غصہ آیا اور کہاں بھلاں کہہ

ایک درہ زمین پر لکھا یا اور فرمایا کہ اس ظالم کو خدا سے نہیں ڈرتی ہر کہ جہاں یہ ظالم
 بندگان خدا پر لڑتی رہیں تیرے حق میں ہی بہتر ہے کہ ابھی سارا دہی آگیا وہیں کہ
 اور جس طرح اس کا ہنڈا بھرا تھا اسی طرح بھر دے ورنہ مجھے ایسی سزا دوں گا کہ تو بھی یاد
 کرے گی اور قیامت تک اس سختی میں مبتلا رہے گا اور انشا فرماتے ہی زمین نے ایک مرتبہ
 ٹپ سے خروار ٹپ کے ساتھ خوش رکھا یا اور کمال صفائی کے ساتھ وہی اس کے اندر سے ابل آیا
 آپ نے فرمایا کہ اس شخص اپنا ہنڈا دہی سے بھر لے اور اسے خوب پکڑ کر لے اُس پر سزا
 نے جلد ہی جلدی اپنا ہنڈا دہی سے خوب پکڑ لیا اور کمال خوشی سے آپ کو دعا میں
 دیتا ہوا اپنے گھر کا رستہ لیا سبحان اللہ عدل و انصاف اس کا نام ہوا ایسی اور دنیا
 انجین حضرت کا کام ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا وَسَلِّمُوا دَائِبًا أَبَدًا | اَعْلَىٰ نَبِيَّتِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اب واضح ہو کہ ابتداء نبوت میں جناب رسالت مآب بکوش تمام لوگوں کو دعوت
 اسلام فرماتے تھے مگر لوگ اپنی شامت اعمال سے اہرست پر نہ آتے تھے چنانچہ ایک بار
 آپ نے ملائعت میں جا کر وہاں کے لوگوں کو دعوت اسلام کی طرف بلایا مگر انہیں سے کوئی آمادہ
 نہ آیا بلکہ وہاں کے کفار جو شامت زلی میں گرفتار تھے ان کے آپ کو بہت ہی بھڑکایا
 حتیٰ کہ آپ وہاں سے طوائف خاطر ہو کر مکہ معظمہ کو واپس تشریف لائے روایت ہے کہ مکہ
 اور طائف کے انصار میں عقبہ و شیبہ کا کہ سرداران ان قبیلہ سے تھے ایک ایک باغ تھا
 جب آپ اُس باغ کے متصل آئے تو یہ نبوت آرمین ان درختوں کے نیچے بیٹھ کر تشریف لائے
 عقبہ و شیبہ بھی بڑے وقت و امان موجود تھے ہر چند کہ آپ کے دشمن جانی و بدوون
 مرد و درخت تھے مگر انھوں نے اس وقت پاس قربت عبد اس نصرانی کے

ہاتھ چند خوشہ انگور آپ کے حضور میں بھیجے جب وہ لیکر آپ کے پاس آیا تب آپ نے اپنے دست مبارک میں لیکر اور بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ کر تناول فرمایا بعد اس بسم اللہ شکر کمال تعجب میں آیا اور آپ کے حضور میں یہ گزارش معروض فرمایا کہ یہ ہر سہ نام جو اس وقت آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمائے وہ اس بستی میں کبھی کسی شخص کی زبان سے سُنے میں نہیں آئے آپ نے فرمایا کہ اسی شخص تو کمان کا رہنے والا ہزارہ کیا میرا نام ہر اُس نے عرض کیا کہ میں شہر نینو کے کارہنے والا ہوں مگر اب چند روز سے اسی بستی میں میرا قیام ہے آپ نے فرمایا کہ کیا تو ہمارے بھائی یونس کی بستی میں آتا ہے اُس نے کہا کہ حضرت یونس کے آپ کا کیا شہر ہے فرمایا کہ وہ پیغمبر تھے اور میں بھی پیغمبر ہوں یعنی خدا کا رسول اور ہم سب کا افسر ہوں اُس نے کہا کہ یا حضرت آپ اپنے نام مبارک سے مجھے مطلع فرمائیے اور آپ کس قوم سے ہیں مجھے بتائیے فرمایا کہ عبدالمطلب بن ہاشم قریشی کا پوتا ہوں اور عبدالمطلب کا بیٹا دعوت اسلام میرا کام ہے محمد و احمد میرا نام ہے یہ شکر خدا نے عرض کیا کہ مدت سے مجھے حضور کی ملازمت کا اشتیاق تھا جب سے آپ کی مدح و ثنا تو ریت و بخیل میں دیکھی ہے جب سے میں آپ کی قدر و سببی کا مشتاق تھا احمد کہہ کہ آج خدا نے مجھے یہ دولت عطا فرمائی اور میں تسبب و خواہش ہی مراد پائی یہ لکھ کر اُس نے اُسی وقت ایمان و اسلام قبول کیا اور کمال خوشی سے آپ کے پاس مبارک پر بوسہ لیا بعد ازاں جب وہ آپ سے رخصت ہو کر متبہ و تائب کے پاس آیا تو انھوں نے عداس سے کہا کہ تو نے اس وقت بڑا حوکہ کھایا اُس نے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیشک رسولِ برحق اور سچے پیغمبر ہیں اور سارے زمین و زمان سے افضل و بہتر بعد اسکے آپ وہاں سے بطنِ شکم میں کہ مکہ معظمہ سے

ایک دن کی ادھر تشریف لائے اور اُسی شب کو کہ آپ قرآن مجید پڑھ رہے تھے
اتفاق سے سات یا نو چھ شہرینوں کے رہنے والے وہاں آئے حبیب اللہ نے آپ کو
تذات شریف پڑھتے پایا تو اُس مقام پر ٹھہر گئے اور اُس کلام پاک کے سُنے سے بڑا
حظ و لطف اٹھا پھر جب آپ نماز پڑھ چکے تو وہ سب جن آپ کے حضور میں حاضر
آئے آپ نے انھیں دعوت اسلام فرمائی اور وہ سب مسلمان ہو کر آپ پر ایمان
لائے پھر اُن جنوں نے آپ سے رخصت ہو کر اور اپنی قوم میں جا کر خوب دعوت
اسلام فرمائی چنانچہ آیہ شریفہ دَاٰذَاصَرَفْنَاالْاَيَّاتِکَافَعْرِاٰوِنَ الْجِبَتِ اس
مضمون پر نزول پائی بعد ازاں آپ وہاں سے مکہ معظمہ میں تشریف لا کر خلقِ مسلمہ
کی رشد و ہدایت میں مصروف و مشغول رہے تو رہوئے جن لوگوں کی تقدیر میں ایمان
تھا اُنکے دل آپ کی تلقین سے بروئے اسلام یوں پڑے

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُؤْسَلِمُوا دَرَسْنَا اَبَدًا اَلْحٰلَ يٰ اَيُّهَا الْخَلْقُ كُلُّكُمْ

بیان معراج شریف اُن سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

جانتا چاہیے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف کے تین
مدد میں اختلاف بسیار ہے بعض علما کے نزدیک چوبیس مرتبہ تک اسکا شمار ہے
یعنی خداوند عالم نے اپنے رسول کرم کو چوبیس مرتبہ فرش زمیں سے عرش برین پر
بلایا اور مرتبہ معراج شریف کا عطا فرمایا اور محل میں دس مرتبہ آپ کا معراج پر
تشریف لیجا نا بلا اختلاف رقم ہے یعنی جمہور علما کے نزدیک ہر گز اس سے نہیں کم کر
مگر نو مرتبہ آپ نے کیفیات معراج کو بعالم رویا مشاہدہ فرمایا اور ایک مرتبہ حالت
بیداری میں اسی جسم مطہر کے ساتھ خداوند عالم نے بسواری براق آپ کو

آسمانوں پر اُبارا اور قطاب و قوسین کے مرتبہ پر پہنچایا جاتا چاہیے کہ حضرات انبیاء
 علیہم السلام کا کسی شے کو نہ اُتار دین، اور کچھ ایسا نہ ہو جس سے عالم بداری میں دیکھنا ہو
 اس واسطے کہ یہ حضرات پچھم ظاہر سوتے ہیں مگر دہرہ دل و ہوتے ہیں پس جس شخص
 کو دیدہ دل سے ماحسن بداری ہو اُس پر کیونکر خواب غفلت طاری ہو اب واضح ہو کہ
 بعض ضعیف الاعتقاد کے زہن ناقص ہیں یہ بات سمائی ہو کہ اللہ جل شانہ نے
 اپنے کلام پاک میں مسجد اقصیٰ نام ایک کے تشریف لیجانے کی خبر فرمائی ہے اگر
 اللہ تعالیٰ آپ کو آسمانوں پر بلاتا تو اسکی خبر بھی اپنے کلام مجید میں ضرور فرماتا
 جو اب اسکا یہ ہے کہ رب العالمین قرین نے اپنی واقفیت پر بیت المقدس کا حال
 آپ سے استفسار کیا تو انھیں کے سوال کے بموجب اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام
 مسجد اقصیٰ تک آپ کے تشریف لیجانے کا حال اپنے کلام پاک میں بیان فرمادیا
 اگر وہ لوگ آسمانوں کے کیفیات و حالات سے واقف ہوتے اور آپ سے وہاں سے
 پتے و نشانوں کو استفسار کرتے تو اللہ تعالیٰ اسکی خبر ضرور فرماتا اس بات کی نشاندہی
 میں بھی کلام پاک الامثالہ نزول یا تا بہر حال حد و مذد و احوال نے مکہ معظمہ سے
 بیت المقدس تک آپ کا تشریف لیجانا اپنے کلام مجید میں ارشاد فرمایا اور پھر
 وہاں سے آپ کا تشریف آسمانوں پر جانا اور وہاں کے کیفیات و حالات کو مشاہدہ
 فرمانا اور مرتب عالمیہ اور درجات کاملہ پر نازل ہونا یہ بطور حد و تذکرہ کے احادیث
 صحیحہ سے ثابت ہے جس حرم مجترم سے بیت المقدس تک جس شخص کو آپ کے
 تشریف لیجانے پر نکار ہو وہ تو مزین نافر کی حالت میں گرتا رہے اور جس شخص کو
 وہاں سے آسمانوں پر اسی جسم و جان کے ساتھ آپ کے تشریف لیجانے کا

میں ان باتوں پر وہ بہت برا جرم بارگاہ الہی اور شاہ فاسق ہر اسد تعالیٰ
ہم سب مسلمانوں کو آپ کے سزا پر یقین کامل لانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر
ایک کو کافرانہ عقائد کی راہ پر قدم رکنے سے پاک مٹھوی

انسان پر انسانی و انسانی	ہر کہ مقرریت بدین کا فرست
وہ کہ مٹھوی و سال	نست بیامردی خیل خیال
عقل چہ دانہ چہ متاں است این	عشق شناسد کہ چہ دامت این

سُجَّانَ الدُّنْيَا اُسٹری بے جیدہ یعنی پاک اور بے عیب ذات ہر اس کی جو
سے گیا اپنے بندہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا لائین المسجید الحرام
ایک رات یعنی رات کے ایک حصے میں مسجد حرام سے اسی المسجید الاقصیٰ لائے
باز لکھا کہ مسجد اقصیٰ کی طرف وہ ایسی مسجد ہو کہ برکت دی ہم نے گردا گرد اس کے
یعنی دینی رکت بھی بسبب اُترنے اُس جگہ وحی اللہ کے اور عبادت گاہ ہونے
انبیاء کے اور دنیوی برکت بھی اُس زمین مبارک میں درختوں اور نروں کی کثرت
ہو اور بسبب ارزانی پھلین اور میوؤں کے وہاں کے باشندوں کو حاصل فراخی
معیشت ہو لہٰذا تاکہ دکھائیں ہم اُنکو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
میں اذیت پہنچائیں انہیں اپنی قدرت کاملہ کی کہ تھوڑی دیر میں مکہ معظمہ سے
بیت المقدس میں پہنچے اور وہاں پیغمبروں سے جو آپ کی ملازمت کے
اشتیاق میں مجتمع تھے ملاقات کی نوبت آئی اور آپ نے فرشتوں اور پیغمبروں
کی جماعت کے ساتھ دو کعبت نماز پڑھائی اور پھر اُس مقام سے آسمانوں پر
نشر یافتے گئے اور وہاں کے عجائب و غرائب معاللات اور کیفیات کو شاہد فرمایا

اور بعد حصول مراتب عالیہ درجات کاملہ کے پھر خداوند تعالیٰ نے آپ کو چند صافیت
 میں آپ کے مکان پر پہنچایا اِنَّكَ هُوَ الشَّيْخُ الْبَصِيْرُ تحقیق کہ وہی ہوتے تھے والا
 دیکھنے والا یعنی کائنات کی قانون کو مکتب کے باب میں اور مسلمانوں کے جان کو
 تصدیق کے باب میں یعنی کہ آپ کے سرورج کی تکیہ کے باب میں کہنا ہوا کہ یہ صدیق
 کرتا ہے ہر حال مختصر کیفیت راجع شریف کی یہ ہو کہ اکا دن برزخ و عجب کی عمر
 نبوت کے تیار ہوئے ساری تالیسویں ماہ ربیع الثانی دوشنبہ کو جب آپ نے غسانی
 نماز پر حکم فرغت پائی تو بی بی آمنہ بنت ابی طالب کے گھر میں تشریف لے کر
 استراحت فرمائی ہر چند کہ بنظر ظاہر خواب استراحت کا اظہار تھا لیکن آپ کا دل
 فیض منور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی یاد میں بیدار تھا کہ اسوقت حضرت جبرئیل
 علیہ السلام کے نام فرمان آیا کہ بہشت میں جا کر اور وہاں کے بڑا تون میں سے
 ایک بڑا اوق کہ جو مدت سے ستاق جمالی دیدار سید الابرار رہی اپنے ساتھ لے کر
 میرے حبیب کے دروازے پر جا اور نہایت آداب و تعظیم سے ملاقات کر کے
 میری طرف سے بعد سلام لے یہ پیام پہنچا کہ حق تعالیٰ نے آپ کو مہمان یلا باز
 اور آپ کی سواری کے لیے بہشت سے بڑا اوق آیا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوذر
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مع براق حضرت خیر الانام
 کے در دولت پر آئے اور چھت بھارت کے آپ کے منہور میں جناب اہریت کی
 طرف سے بعد تحیت و سلام طلبی و مہمانی کا پیام لائے اور پھر آپ کے
 سینے مبارک کو چاک کیا اور آب زمزم سے دھو کر انوار الہی اور ملکوت و کرامت
 کا مٹنا ہی سے بھر کر کے اس شکاف کو پھر بجالت اصلی ملا دیا شاہ رخ

سرور المیزون بروایت معتبرہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب آپ پرانی پرستار ہو کر
حضرت میکائیل نے باگ تنہا ہی اور حضرت جبریل مثل جاکرن کے آپ کے
غمانیہ بردار ہو کر آپ فرماتے ہیں کہ جبریل بن براتی پر سو ہو کر اوپر کو بیلا
تو اٹلک راہ میں ایک پیرزاں نہایت فاضل و مہربان حضرت جبریل نے
کہا کہ اگر یہ جرحا آپ سے سلام یا کلام کرے تو آپ اسکا جواب نہ دیجیے گا اور اگر
اسکی طرف مخاطب نہوجیے گا پھر جب آپ اُس نے دیکھا تو اُس نے
آپ کو سلام کیا مگر آپ نے اُس سے مخاطب نہ ہوا اور نہ اُسے سلام کیا جب
پھر اُس سے آگے چند قدم پر ایک پیرزاں زیور و لباس سے آراستہ بر سر راہ نظر آئی
حضرت جبریل نے اُسکی طرف بھی مخاطب ہونے کی ممانعت فرمائی آخر جب
آپ اُس عورت کے قریب ہو کر گئے تو اُس نے بھی آپ کو سلام کیا مگر آپ نے نہ اسکی
طرف دیکھا اور نہ اسے سلام کا جواب دیا پھر وہاں سے چند قدم آگے چل کر آپ نے
ایک جماعت کو دیکھا انھوں نے آپ کو دیکھا کہا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَذِلَّ وَ السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا اِخْرَدَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَالِيَتْرَ یعنی سلام تجھ پر اے پہلے بیوں کے
با اعتبار نور کے اور سلام تجھ پر اے تجھے بیوں کے باعتبار ظہور کے اور سلام
تجھ پر اے کجا کرنے والے امتوں کے واسطے شفاعت کے آپ نے بموجب
کنے حضرت جبریل کے ان لوگوں کے سلام کا جواب دیا پھر حضرت جبریل نے
اُن سب کا حال اس طرح سے بیان کیا کہ وہ پیرزاں شیطان اور پیرزاں دنیا کی
اب اس دنیا کی عمر تمام ہو چکی ہو نہیں سکی باقی برائے نام ہو اور وہ جماعت و
جو آپ سے بالتعظیم والتسليم مخاطب بہ کلام تھے وہ حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ علیہ السلام

علی بنیہا علیہم السلام تھے اشعثہ المعات اور خطا سرخی اور عیاج البصوت میں لکھا ہوا
 کہ آپ نے فرمایا کہ پھر تجھے جب خداوند تعالیٰ نے دین سے آگے پہونچایا تو عالم برزخ
 اور عالم مثال میں تجھے عجائب و غرائب سورخ نظر آئے از جملہ بہت لوگوں غلبی و
 برسی کی بزمین مسرور و مرقار باہر بنیہا بنیہا کچھ لوگوں کو زراعت کرتے یا باغیاں
 تماشہ آکا نظر آیا یعنی جسوقت کھیت ہوتے تھے اسی وقت رخت مع خوشے تار
 ہوتے تھے پھر جب کھیت کاٹ کر عالم اُنچا تھے ہر دانے کے عوض میں دو چند
 سات سو دانے تک ہوتا تھے آپ نے حضرت جبریل سے اس عالم کو استفسار کیا
 انھوں نے یہ جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ خور بہت و دن خدا کی عبادت کرتے ہیں ہر پنا
 مال فی سبیل اللہ فقرا و غرا کو دے گزرتے ہیں اب حق تعالیٰ اُنکو اسکا صلہ دیتا ہے ہر ایک
 سیکو کا رہنے پر روزگار سے اُس نیکی اور خیرات کا ثمرہ خاطر خواہ لیتا ہے وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ
 شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّائِيْنَ تین پھر ایک قوم کو دکھا کہ
 اُنکی قبل و در یعنی تمام بول و براز پخت عند اب کیا جاتا ہے اور ہر ایک اُنکا خاند
 یار یا وُن کے جھاڑو کانٹے اور تھوڑے اور گرم تھیر و فرخ کے کھاتا ہے حضرت جبریل
 نے کہا کہ ان لوگوں نے اپنے مال کی زکوٰۃ اور زمین کی ہر اُسی کی یہ سزا اُنکو دی ہے اور
 حق تعالیٰ اپنے بند و ن پر ظلم نہیں فرماتا ہے ہر شخص اپنے اعمال نیک و بد کا صلہ
 ضرور پاتا ہے وَمَا آتَا بِظِلَالٍمَّ لِلْعَبِيدِ یہ پھر آپ نے بہت سے مرد اور عورتوں
 کو دکھا کہ اُنکے روبرو گوشت نہایت عمدہ اور پاکیزہ دیکھوں میں بچا ہوا دھندلے
 اور کچھ گوشت مردار و ناپاک اور شرا ہوا اُس جگہ پڑا ہے وہ اُس مردار و نجس کو کھاتے
 ہیں اور اُس پاکیزہ و لطیف گوشت سے محروم کیے جاتے ہیں حضرت جبریل نے

کہاکہ یہ وہ مرد خبیث نامعقول و مردود ہیں کہ اُنکے پاس باوجودیکہ یہ بیان طلال
 و طیب موجود ہیں مگر یہ انکی طرف انتفات نہیں کرتے ہیں اور عورت بیگانہ کے
 ساتھ زنا اور زنا مکاری کرنے پر مرتے ہیں اور یہی ان عورت خبیثہ کا حال ہے۔ باوجود
 موجود ہونے کے نہ ہر دن کے حرام کاری اور زنا سے بچنے کا ذرا بھی نہیں خیال کر
 پس اب یہ اُسی کو ہنر دیتے ہیں اور اُسی بدکاری کا فرہ اُنکو چکھاتے ہیں پھر چند
 قدم آگے بڑھ کر دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹوں اور زبانیں اتنی آتش سقرافوں سے
 کاٹے جاتے ہیں اور بعد تراشے جانے کے پھر حالت اصلی برآتے ہیں پھر کاٹے
 جاتے ہیں پھر حالت اصلی برآتے ہیں اسی طرح برابر ہوتا رہتا ہے۔ ایک انہیں
 کا دسبدم اس عذاب کے حد سے ہوتا ہے کہ انہیں نے حضرت جبریل سے شکا
 حالی استفسار کیا انھوں نے یہ جواب دیا **هَكَذَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالٰی عَنِ يَدِ لَوْكُ فَنَقَدَ** انگریزی
 کے ساتھ لوگوں کو وسط و نصیحت کرتے تھے اور باوجود حصول علم کے اب راہ راست
 پر قدم نہیں دھرتے تھے پھر وہاں سے تھوڑی دور ایک چھوٹا سا منہ راج میں
 پایا اور آج دوران تک ایک سو تیرا میل باہر آیا پھر دیکھا کہ جب وہ پہلے اُسکے اندر پہنچے
 کا قصد اپنے دل میں لایا تو اوٹ کر اُسکے اندر جانے نہیں باتا ہر مذہب و
 جبریل نے کہا کہ زیادہ ٹوٹی اور تھلی کرنے والوں کا یہ حال ہے۔ پھر سے بات
 نکلی ہوئی کا پھر نسخہ کی طرف لڑنا محال ہے یعنی ایسے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں
 کہ اپنی قدرت و طاقت سے زیادہ تکلم ہو کر اپنی عظمت و وقعت کوٹتے ہیں اور
 بات کسی کی زبان سے نکل جاتی ہے وہ پھر لوٹ کر ہرگز نسخہ میں نہیں آتی ہر پھر آپ نے
 وہاں سے ایک صحرا میں کہ نہایت عجیب گلزار ڈیرہا تھا گند زرقا با اور وہاں کی

باد دل خیر و نسیم طہیر سے نہایت خط و سرور اٹھایا اور پھر اُس مقام پر ایک آواز
 دیناواز خوشنوا فرحت لقا بھی سننے میں آئی آپ نے کیفیت حضرت جبریل سے استفسار
 فرمائی اُنھوں نے کہا کہ یہ ٹھنڈی ہوا اور صدائے دلِ ربِ جنت سے آتی ہو وہ
 بھی برابر کہتی جاتی ہو رَبِّ اِنِّیْ مَا دَعَدْتُ فِیْہِ یعنی اے رب میرے دے
 مجھ کو وہ جو وعدہ ہو تیرا مجھے ادا ہو زیادہ ہو گئی ہو بے خوش ناب میری اور
 استبرق اور جریادرسندس اور عبقری اور نوگے موتی سونا دچاندی اور شہر و شہد
 و شہر اب پس میں پس اب میں مجھے نہ نظر افتادے وعدہ ہوں اپنے حصولِ مطلب
 دلی کی مشتاق بنے اندازہ ہوں پس حق تعالیٰ اُسکے جواب میں فرماتا ہوں
 بہشت کو یہ خوشخبری سننا تاہر لَکَ کُلُّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ، مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَةٍ وَّ مَنَاجِ
 اٰمِنَیْ وَّ یَسُوْلٰی وَّ یَعْمَلُ صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِکُ بِیْ وَّلَمْ یُخِیْدْ مِنْ دُوْبِیْ
 اَنْدَا حَا وَّ مِنْ خَشِیْتِیْ فَہُوَا مِنْ وَّ مَنْ سَاَلَنِیْ اَعْطٰیْتُہٗ وَّ مَنْ
 اٰقْرَبْنِیْ فَرَزِیْتُہٗ وَّ مَنْ تَوَكَّلَ عَلٰی فَلَقِیْتُہٗ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا لَا
 اَخْلَفُ الْمِیْعَادَ قَدْ فَهِمَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَّ تَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ قَالَ قَدْ رَضِیْتُ
 یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہوں میرے لیے ہیں تمام مرد مسلمان اور تمام عورتیں مسلمان و ایمان
 مرد اور ایمان والی عورتیں اور وہ کہ ایمان لایا مجھ پر اور میرے رسولوں پر اور عمل کیے نیک
 اور نہ شریک کیا اسے میرے ساتھ کسی کو اور نہ پکڑا اسے بجز میرے کسی اور کو اور وہ جو
 دُرّ مجھے پس کہتی ہو جنت کہ رضی ہوئی میں بھر جب آپ نے دہان سے اور آگے قدم
 مبارک بڑھایا تو ایک مقام پر ایک نالہ نظر آیا اور اُس نالہ سے بوسے بد اور ماحسوم
 آتی تھی اور ایک آواز گریہ و بیست ناک سننی جاتی تھی حضرت جبریل نے کہا کہ

کہ یہ آواز نہ آیا۔ یہ دیکھ کر دروازہ کھولا۔ اور وہ ابھوٹا ہو کر پانی ہی
 اور کتہہ ہی کہہ کر گریختہ ہو کر پانی اور طوفان میرے اندر آگ اور گرم پانی اور
 جھار و کائنات پر پڑا۔ اور وہ ابھوٹا ہو کر پانی اور طوفان میرے اندر آگ اور
 در تک ہو گیا۔ اور وہ ابھوٹا ہو کر پانی اور طوفان میرے اندر آگ اور
 اس قدر مائی کہ خاص طور پر یہ سب سے پہلے تھوڑے تھوڑے دروازے پر گریختہ ہو کر پانی اور
 عورتیں اور یہ ایسا سرکش کہ نہ لایا ابران قیامت پر پس کسی ہی دروازے کہ راضی ہوئی
 میں غرق نہ کیا۔ یہ ہر طرح سے سرگشتے اور عجائب و غرائب معاملات و حالات دیکھتے
 مشاہدہ فرما۔ یہ سب سے پہلے تھوڑے تھوڑے دروازے پر گریختہ ہو کر پانی اور
 علیم السلام آپ کے زیارت گاہ پر پہنچے۔ وہ سب آپ کے ہستی والی کو
 آئے اور سمجھنے لگے۔ یہ کونہ امین کثرت باق سے سلام کیا آپ نے کمال خندہ پیشانی
 سے سمجھنے کے سلام کیا۔ یہ اب دیا پھر اسی وقت جناب باری سے دو کویت نماز
 پڑھنے کا حکم آیا پس آپ نے مقتدا ہو کر دو کویت نماز پڑھائی اور سب انبیاء و اولاد کے
 آپ کا اقتدا فرمایا جب نماز سے باہر آئے تو اس وقت سب انبیاء حاضر تھے۔ اسی
 سجالائے اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد اور
 حضرت سلیمان علیہم السلام نے بڑی فصاحت و بلاغت سے حاضرین کو خطبہ شایا
 اور اٹھیں جو نعمتیں ان سے متعلق تھیں انکے بیان فرمایا اور جناب سرور عالم صلی
 علیہ وسلم نے ایک خطبہ نہایت فصیح و بلیغ کہ جس میں مسنون خطبہ تھا۔ اس کے بعد
 شکر یہ ہذا کہ خود تعالیٰ بیان فرمایا کہ جس سے تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کی
 فضیلت کا اظہار ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے یہ بات

کلے کا اقرار ہوا کہ یہذا افضلکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی بسبب انہیں
 فضائل کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے افضل ہوے اور جملہ صفات و درجہ
 میں کامل و اکمل بعد اسکے جبریل علیہ السلام نے ایک جام شراب طور کا اور یا
 سیالہ دودھ خالص سے بھرا ہوا آپ کے حضور میں پیش کیا آپ نے دودھ خالص کا پیالہ
 ٹیکر پی لیا اور شراب کو واپس کر کے فرمایا کہ اسے قیامت کے دن میرے سامنے آنا
 اور مجھے میری بہت کے ساتھ بلانا پھر آپ نے وہاں سے حضرت جبریل کا ہاتھ اپنے
 دست مبارک میں لیکر صحرا بیت المقدس کے نیچے قدم رنجہ فرمایا اور اسکو صحن شریف
 میں ایک پہاڑی کے مانند زمین و آسمان کے دریاں بے ستون قدرت الہی پر معلق
 پایا اور انیس تہلیل میں مفصل کیفیت اسکی لائق سننے کے اسطور سے لکھی ہے کہ وہ
 صحرا شریفہ قدیم الایام سے اس جگہ معلق بقدرت خداست و بوجہ حال ہی نہ بھی
 کسی طرح کی جنبش اور نہ زوال ہر ساری دنیا کے دریاؤں میں اسی کے نیچے سے
 پانی جاتا ہے خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ہر جگہ اسکا پانی پہنچاتا ہے اور
 اس صحرا کے اوپر ایک طرف نشان قدم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا
 اب تک پیدا ہے کیفیت ذرا ان بیت المقدس پر بخوبی روشن و ہدیدہ اور اسکے
 دوسری جانب فرشتوں کی انگلیوں کا اثر اب تک نمودار ہے حکم خدا وہ نشان بھی
 ہنوز برقرار ہے یعنی شب معراج میں جب آپ نے اسکے اوپر قدم رنجہ فرمایا تھا تو وہ
 آپ کے بار نبوت سے ایک جانب کو جھک گیا تھا اگر ساتھی اسکے جناب باری نے
 اسے روکنے کا حکم کیا پس فرشتوں نے فدا اسے روک لیا چنانچہ وہ آج تک ایک
 جانب کو اسی طرح جھکا ہے خدا کی قدرت پر بدون استعانت کسی چیز کے رکھا ہے اب

واضح ہو کہ حضرت سلیمان یغبر علیہ السلام کے وقت میں پیچھے تھے نیز
 سے بارہ گز بلند معلق نظر آتا تھا اُسکے نیچے جانے والا اُسکی ہیبت سے اکثر ڈرتا تھا
 چنانچہ ایک روز ایک عورت حاملہ اتفاق سے اُسکے نیچے آئی اور اُسے دیکھ کر اُسکی
 ہیبت سے اُس نے ایسی وحشت کھائی کہ اُسکے حمل نے استقامت کیا اسی وجہ سے حضرت
 سلیمان علیہ السلام نے ایک گنبد در نہایت وسیع و رفیع اُتھان اُسپر بنوایا چنانچہ
 قرۃ العین سرور الخرون کی شرح میں لکھا ہے کہ اُس گنبد کو اٹھارہ میل زمین سے بلند
 بنایا تھا اور اُسکی چوٹی پر ایک ہرن ہونے کا بنا کر اس طور سے بٹھایا تھا کہ اُسکی
 دونوں آنکھوں کے درمیان میں دو یا قوت سُرخ ایسے روشن و تابندہ تھے
 کہ شب کے وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا درحقیقت دو ستارے آسمان سے ٹوٹ
 پڑے تھے لکھا ہے کہ شہر بلقا کی عورت غبارت کو کتر سوتی تھیں اکثر اوقات اُہلی رُخنی
 میں پر خضرن ہوتی تھیں اور شہر بلقا بیت المقدس سے دور ہے یعنی زمان سے وٹنزل
 مشہور ہے اور سایہ اُس گنبد کا انوار بیت البسمۃ تک جاتا تھا ہر ایک مسافر اُس
 راستہ کا اُسکے سایہ میں بہت آرام پاتا تھا اور عموماً بیت المقدس کے اٹھارہ
 کوس پر ایک مقام ہے شاید کسی گاؤں کا نام ہو اور مشہور ہے کہ بیت البسمۃ عوس
 سے بھی دور ہے حاصل کلام حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے چار سو برس
 کے زمانہ تک اس عمارت کو قیام رہا زائران بیت المقدس کا وہاں از دہم رہا
 بعد اسکے جب تخت نصر بادشاہ نے اپنا ظلم و فساد تمام عالم میں پھیلا یا تو فوج شہی
 کر کے بیت المقدس پر چڑھ آیا اور مسجد شریفہ کی کل عمارت متقیہ کر کے کھو کر اُسکا
 نام و نشان مٹا دیا اور بنی اسرائیل کو قتل و غارت کر کے اُسی گاؤں میں سونا اور

چاندی بیت المقدس سے لوٹ لے گیا انس کلیل بن رویت ہو کہ پھر اسکے بعد
 رومیوں نے بشرکت بادشاہ وقت اُسی نعت و شان کے ساتھ قبۃ ثریفہ کو تیار
 کر دیا اور لکھو کھاروپہ اسکے صرف میں آیا مگر بعد بناری کے جب وہ لوگ بڑی شان و
 شوکت سے سونے چاندی کی انگوٹھیاں لیے ہوئے اسکے اندر لائے اور ستر ہزار
 ریمیان و شماس اُسی پرستش کے لیے بلائے پھر جب وہ سب لوگ مجتمع ہو کر تبرک و کفر
 میں مبتلا ہوئے تو وہ قبۃ ثریفہ بلا سبب ظاہری اُتیر اُلٹ پڑا اور ایک بھی نہیں سے
 زندہ نہ بچا اسی طرح سے تین بار اُسکو بنایا اور کروڑا روپیہ اُسکے صرف میں آیا اور
 ہر بار اُسکو پہلی دفع سے مضبوط اور مستحکم سمجھ کر بنائے تھے اور ہر بار ستر ہزار ریمیان
 و شماس کے ساتھ اُس ساز و ساز سے جب رومی اُسکے اندر جاتے تھے تو وہ قبۃ
 ثریفہ اُسی طرح اُتیر اُلٹ جاتا تھا کوئی تنفس اُسکے اندر سے زندہ پھر کر باہر نہ
 آتا تھا اور جب بادشاہ نے اپنے دین کے عالموں اور راہبوں کو دور دور سے بلا کر
 اسکے گردانے کا سبب پتہ نہ پا سکا تو یہی جواب پایا کہ ہمارے معبود ہماری عبادت کو
 پسند نہیں فرماتا ہر اسی وجہ سے عبادت خانہ گر جاتا ہے غرض کہ جو بھی با حجب بادشاہ
 نے پھر اُسکے بنانے کا قصد کیا تو شیطان نے ایک مرد ضعیف کی صورت میں ظاہر
 ہو کر اُسے بکا دیا اور کہا کہ اب یہ جگہ نایاک و نحس ہو گئی ہے اسی وجہ سے یہ قبۃ ٹھہرنے
 نہیں پاتا ہے باوجود اس استحکام کے گر جاتا ہے لہذا تم دوسرا ایسہ بناؤ اور اس
 قبۃ کے نزدیک ہرگز نہ جاؤ پھر ان گمراہوں نے شیطان کے کہنے سے اُس جگہ
 پاک کو بالکل خراب ویراں کیا اور اُسکے ستونوں وغیرہ کو توڑ کر اُسکے پتھروں
 سے دوسرا کنیسہ بنایا پھر اُس زمانہ سے وہ عمارت نما زمان جناب

جعید الرحمن اُسی طرح سے ویران رہی اور اس درمیان میں کبھی اُسکے بننے کی
نوبت نہ آئی یہاں تک کہ جب زمانہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا
آیا تو آپ نے کچھ خبر گیری اُسکی فرمائی اور کچھ شکست سخت کی ترسیم کی بھی نوبت آئی
اور اُسکو صاف کرا کے اُسکے مکانوں کے اندر فرش فروشن بھجوائے اور کچھ خادم و نو
بھی مقرر فرمائے بعد اُسکے جب وقت خلافت عبد الملک بن مروان کا آیا تو اُنھوں
نے پھر سر نو سے بیت المقدس اور قبۃ شریفہ کی عمارت بنوانے کا سامان فرمایا بیشتر ترمای
رعایا اور عمائد شہر اور رُوساے دیار و اعمار سے بالمشافہ یا بالکاتبہ اسے صواب
اس بارہ میں طلب فرمائی جب سب کی راسے اپنی راسے سے متفق پائی تو ہر کے
سات برس کا زرِ خلیفہ خزانہ عامہ سے نکلوا کر سامنے صخرۂ شریفہ کے انبار کر دیا اور بڑے
بڑے اُستاد و کاریگروں اور ہماروں کو دور دور سے بلوا کر حسبِ دلخواہ اُسکے تیار کرنے
کا حکم فرمایا چنانچہ پھر اُس سامان اور رفعت و شان سے اٹھاؤں گز کے بلند ہی کے
ساتھ قبۃ شریفہ تیار ہوا مگر بقدر کثرت سے روپیہ جمع ہوا تھا کہ باوصف اس تیاری
کے پس انداز ایک لاکھ دینار ہوا خلیفہ نے وہ دینار واسطے مولانا ابو القاسم اور
یزید بن سلام کے کہ وہ متولی اُس عمارت عالیہ کے تھے بطور انعام کے تجویز فرمایا مگر
وہ دونوں بزرگوار اُسکے جواب میں یہ گزارش معروض عرض لائے کہ سر اور اور بڑا
کہ ہم لوگ اپنی عورتوں کا زیور اتار کر اس خانہ خدا میں صرف کرین نہ کہ اس نام کا
نکالا جو مالی وجہ انعام میں لین پھر بحسبِ حکم خلیفہ یہ کام کیا کہ اُن دیناروں
کو گلو کر قبۃ شریفہ کے اوپر ڈالوا دیس بوجہ چمک و دمک اُس سونے کے یہ سال
تھا کہ قبۃ شریفہ کی طرف نظر بھر کر دیکھنا محال تھا اور اُس قبہ کو اندر سے باہر تک

مع فرش زمین سنگ مرمر کے بنا کیا ہوا اور اُس کے اندر وہاں چاروں طرف کی جھنجھری میں
 نگینہ ہائے نگارناپیش قیمتی کو نہایت صفائی اور خوبصورتی سے جڑوا دیا ہوا اور
 علاوہ اسکے قبۂ شریفہ کے اندر بھی بڑا انتظام ہوا ہر طرح کی زیب و زینت کا اہتمام ہوا
 چنانچہ خلیفہ مدوح نے یہی انتظام فرمایا کہ ایک مردارید بے ہما اور دونوں سنگ و
 حضرت ابراہیم خلیل (ع) اور تنج کسریٰ درمیان زنجیر قبۂ شریف کے معلق کرایا اور
 یہ بھی واضح ہو کہ وسعت قبۂ شریف کی دوسو چوبیس گز ہی اور باہر سے دور اُس کا
 دوسو چالیس گز بعد ازاں جب خلیفہ ولید بن عبد الملک کے وقت میں دیوار شرفی
 بیت المقدس کا انہدام ہوا تو اُسکی تعمیر کے واسطے یہ انتظام ہوا کہ بوجہ خالی ہونے
 بیت المال کے وہی سونا قبۂ شریفہ سے اُتر دیا کہ پھر اُس کے دینار تیار کرانے اور اُس کو
 شرفی کی تعمیر میں وہی دینار صرفت میں آئے اُس زمانہ سے وہ عمارت بیت المقدس
 مع قبۂ شریفہ کے اب تک بدستور رہی پس اب یہاں سے پھر احوال معراج شریف کا لکھنا
 منطوق ہوا کہ حضرت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جبریل علیہ السلام نے
 میرا تعویذ کیا تمہیں لیکن مجھے صخرہ شریفہ پر چڑھایا وہاں پر ایک شیرھی کہ جسکو عربی میں
 معراج کہتے ہیں صخرہ سے آسمان تک لگی تھی اور وہ ایسی اچھی اور عمدہ شیرھی تھی
 کہ ایک ستون اُسکا قوت سرخ کا اور دوسرا زمردین کا اور ایک ڈنڈا چاندی کا اور
 ایک سونے کا اور ہر ڈنڈے میں موتی اور یا قوت اسطرح سے جڑے تھے کہ گویا ستارے
 آسمان سے ٹوٹ چکے تھے معراج النبوت میں لکھا ہے کہ جب موت کے وقت آدمی کی
 انھیں تیرا جاتی ہیں اور کٹی اے۔ باقی رہی تو اسوقت وہی معراج یعنی زبان
 مذکورہ پیش نظر آتی ہے اور لکھا ہے کہ جو فرستے آسمان سے زمین پر آئے گا حکم

پاتے ہیں وہ اُسی سٹرھی پر ہو کر آتے جاتے ہیں بہر حال آپ اُسی سٹرھی سے بسواری
 براق یا حضرت جبرئیل کے پردن پر بیٹھ کر جب آسمان اول کے دروازے باب الحفظ
 تک پہنچے اور وہاں کے دربان اسماعیل سے حضرت جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو
 فرمایا تو اس نے یہ جواب پایا کہ کون ہے کہا میں ہوں جبرئیل امین کہا اور کون ہے تیرے
 ساتھ کہا محمد بن حبیب رب العالمین کہا کیا آپ کو بلایا ہے کہا ہاں آپ نے معراج کا
 حکم پایا ہے کہا مَرَحَبًا بِمَنْ جَاءَ بِخَيْرٍ عِنْدَ رَبِّكَ عِنْدَ رَبِّكَ مَرَحَبًا بِمَا كُنْتَ تَأْتِيهِمْ وَأَنْتَ
 تَشْرِيفُ لَانِي يَكْمُرُ دَرَوَازَهُ كُحُولٌ دِیَا اور اٹھ کر بکمال تعظیم آپ سے سلام و معافیت
 کیا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو آسمان کے اندر پہنچایا وہاں بھی ہر ایک
 فرشتہ بکمال تعظیم و تکریم تسلیم سجایا پھر وہاں سے چند قدم اُٹے بڑھ کر حضرت آدم
 علیہ السلام سے ملاقات کی نوبت آئی آپ فرماتے ہیں کہ میں نے انھیں سلام کیا
 اور انھوں نے میرے سلام کا جواب دیکر میری بڑی غرت و حشمت فرمائی اور
 بکمال محبت و شگفتہ روی مجھے اپنے سینے سے لگایا اور نہایت فرحت و مسرت سے
 یہ ارشاد فرمایا مَرَحَبًا يَا اَبْنَا النَّبِيِّ النَّبِيُّ الْكَافِي الْكَافِي الْكَافِي الْكَافِي
 وَجَعَلَكَ نَسْلًا ورتبہ حضرت آدم کی ہر دم یہ بھی سُبْحَانَ الْخَلِيلِ
 الْاَجَلِ سُبْحَانَ الْاَوَّاسِ الْغَفِيِّ سُبْحَانَ الْاَلِيِّ وَبِحَمْدِ سُبْحَانَ الْاَلِيِّ الْاَعْلِيِّ
 وَبِحَمْدِ اَسْتَغْفِرُ اللہ پھر آپ نے دیکھا کہ کچھ صورتیں نہایت حسینہ و جمیلہ
 خوش حال و خندہ فال حضرت آدم علیہ السلام کی وہ اپنی طرف نظر آتی تھیں اور
 کچھ شکلیں پریشان خاطر نہایت کراہت و غم کی نظر آتے تھے بائیں جانب پائی جاتی تھیں
 جب حضرت آدم کی نظر وہی طرف کی صورتوں پر جاتی ہے تو نہایت خوش و حال

ہو جاتے ہیں اور جب بائیں طرف نظر اٹھاتے ہیں تو ان اشکال بد اعمال کو دیکھ کر
 سخت مبتلا سے بچ دلال ہو جاتے ہیں جب آپ نے حضرت جبریل سے یہ حال متفہم کیا
 تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ درہنی طرف انکی اولاد مسلح کی صورتیں ہیں اور وہ جنتی
 ہیں یہ زمین دیکھ کر نہایت خوش ہوتے اور خطا اٹھاتے ہیں اور بائیں طرف انکی
 اولاد و طالع کی صورتیں ہیں اور وہ درہنی ہیں جب انھیں دیکھتے ہیں تو محبت و زندقہ
 سے سخت بچ و غم میں مبتلا ہو کر انکے حالات پر فوس کھاتے ہیں پھر وہ ان سے تھوڑی دور
 پر کچھ لوگ دیکھتے کہ سرانگے پھر ان سے کچھ جلتے ہیں پھر حالت امی براتے ہیں پس
 گتے جاتے ہیں آپ نے حضرت جبریل سے پوچھا کہ یہ لوگ کس قسم کے گنہگار ہیں جو ایسے
 عذاب میں گرفتار ہیں کہ ایہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے نماز تبعہ اور جماعت میں
 سستی کی ہے اور بے وقت نماز ادا کر کے اپنے سروں پر پتھر لی ہے تو میں
 الْمَصْلُوبُونَ الَّذِي هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ فائدہ اے مسلمانو! اور اچھو
 اور غور کرو کہ یہ کیا بات ہے عبرت ہو کہ جو لوگ نماز پڑھتے ہیں مگر انہیں سستی کرتے ہیں
 انکی تو یہ حالت ہے اور برخلاف اسکے جو شخص نماز کی نماز پڑھتا ہو گا وہ کیسے عذاب میں
 مبتلا ہو گا حدیث میں آیا ہے کہ اباب وقت کی نماز کا تسبیح پڑھنے والا کسی قسمہ درج میں
 رہیگا کہ در سال آتش جہنم میں مدے سے گا محمد نے جو ایک قسم کا حساب لگایا
 تو یہاں کے برسوں سے دو کروڑ اچھا سی برس کا شمار پایا جائے یہ حدیث جامع احسان
 میں موجود ہے مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ حَتَّى مَضَى وَقْتُهَا ثُمَّ قَضَى عَذَابُ فِي
 النَّارِ حَقْبًا وَالحَقْبُ ثَلَاثُونَ سَنَةً وَالسَّنَةُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَتَسْلُونَ
 يَوْمًا وَكُلُّ يَوْمٍ كَانَ مِثْلَ اَلْفِ سَنَةٍ یعنی جس شخص نے ترک کی نماز

بیان تاکہ گنڈر گیا وقت، سکا پھر قضا پڑھی اسکی تو عذاب کیا جائیگا دوزخ میں
 چند قبے اور ایک مقبہ انہی برس کا ہوگا اور برس تین سو ساٹھ دن کا کہ ہر دن
 دمان کا بیان کے برسوں سے ہزار ہزار برس کے برابر ہوگا مترجم کہتا ہے کہ اس
 حساب سے دمان کے انہی برس بیان کے برسوں سے دو کروڑ اٹھاسی برس ہوے
 اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا اِنَّہٗ تَعَالٰی مسلمانوں کو نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور جہنم کے
 عذاب و عقاب سے بچائے آمین بحرت طائفہ و لیس پھر اور ایک گروہ آدمیوں
 کا نظر آیا ان سب کی گردنوں پر ہتھکڑیاں لگا کر جہنم لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
 انہیں کا سخت عذاب میں گرفتار تھا حضرت جبریل نے کہا کہ ان کو نے امانت
 میں خیانت کی ہر اُسی کی یہ سزا ملو دی ہر فائدہ مسلمانوں کو چاہیے کہ امانت داری
 سے بہت بچتے اور جتنا لگتے ہیں اسوجہ سے اسکا مسئلہ نہایت باریک و نازک ہے
 اور اسی بے احتیاطی میں بہت بڑی مصیبت کا خوف و ڈر ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی مکان
 سے اپنے مکان کو چلا اور کوئی دوسرا شخص بھی اُسی مقام کا رہنے والا ہو سکولماتو
 اُسے اُس سے کہا کچھ خرچ ہم بھی دیتے ہیں اسے لیتے بانا اور ہمارے مکان پر دیتے آنا
 پس اگر اس شخص نے وہی روپیہ پیسہ جسے اُس کے مکان پر پہنچا دیا تو وہ اسے امانت
 اور اگر اُسے اُس روپیہ پیسہ کو لیکر اپنے روپیہ پیسے میں ملا جلا دیا اور پھر وہاں پر
 پہنچتے ہی اسے اتنی توقع اُسی قدر روپیہ پیسہ اُس کے مکان پر پہنچا دیا تو بھی یہ خیانت ہے
 چرچہ قدم آگے چل کر کیا ملاحظہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کے بدن کا گوشت
 کاٹ کاٹ کر انہیں کو کھلاتے ہیں حضرت جبریل نے کہا یا حضرت دیکھیں ان لوگوں
 کو کیا مصیبت ہے یہ سزا سے غیبت ہر فائدہ واضح ہو کہ غیبت کا مسئلہ امانت کے

مسئلہ سے بھی زیادہ نازک تر ہو آئین بھی تھوڑی سی بات میں بہت بڑے گناہ کا
 عنوان بن جاتا ہے مثلاً در عقیقت کوئی شخص یا بے شتم یا سہ فام ہو مگر غیبت میں جب وہ
 اس خطا سے بچا رہا نہ تو غیبت اسی کا نام ہو یعنی جب وہ شخص یہ جانے لگا کہ فلا
 شخص مجھے کانٹا یا کالا کنسا ہو تو ضرور برا مانے گا پس جو بات کسی شخص کے پیشتر چھے اسی
 کہہ رہا ہے کہ جب وہ سنے تو اسے بری معلوم ہو اور پسند نہ آئے تو غیبت اسی کا نام ہو
 مگر اس سے بڑا گنہہ منہ لیا اور متقی کا کام ہو حق تعالیٰ فرماتا ہو کہ جو شخص کسی کی غیبت
 اپنی زبان پر آتا ہو وہ اپنے لیے ہوائی ہر گز کا گوشت کھانا ہو چنانچہ علیہ السلام ایک شخص
 جہاں سے ہو ورنہ عالم کو اس سے علیحدہ کر کے حضور میں آیا اب یہ شکایت اپنی زبان پر لایا کہ
 یا رسول اللہ! میں نے ایک شخص کو دیکھا تھا کہ وہ میری بیعت کرتا تھا مگر میں نے کھانا نہیں کھایا ہو آپ نے
 فرمایا اس شخص تعجب ہو گھائے کی شکایت تو میرے سامنے لایا ہو مگر ابھی تو نے خوب
 فربہ گوشت کھا یا سو اے عرض کیا یا رسول اللہ کل سے مجھے کھانا نظر نہیں آیا میں نے
 گوشت کھانا سے کھایا آپ نے فرمایا کہ اٹھ جا ہو اور اس کے رسول کا کنسا ہو حق و
 بجا ہے وقت تو بیان آتا ہو اس سے پہلے تو نے بہت فربہ گوشت کھایا ہو جب
 آپ نے کمریہ بشارت فرمایا تو اسے اپنے حال پر برا تعجب آیا اور اسے قسم کھائی
 کہ یا رسول اللہ! میں نے ہر روز کچھ کھائے تھے صورت بھی نظر نہیں آتی جب اسے
 تیسری بار قسم کا کر کیا تو آپ نے کرم یا فرمایا کہ ذکر اسے کا حکم دیا جب اسے ذکر آئی
 تو یہ نیت دیکھنے میں آئی کہ گوشت کے رنڈے کے ٹوٹے اس کے شکم سے باہر آئے
 حاضرین یہ کیفیت دیکھا کیا تعجب اسے دل میں لائے آپ نے ارشاد کیا کہ اگر
 تو نے نہیں کھایا تو یہ گوشت کھانا سے آیا باوجود ظاہر ہونے گوشت کے پھر بھی

آئینے بدم کمانے سے انکار کیا اور کسی طرح نہ اسکا اقرار کیا نہ بایں اپنے ارشاد فرمایا کہ اگر
 تو نے کھانا نہیں کھایا ہو تو شاید کسی کی غیبت کر کے آیا ہو اے کھانا کہ غیبت تو بین ہے
 ابھی ایک شخص کی کی ہر آپ نے فرمایا کہ یہ اُسی کی ہر خدا نے تجھے دی ہر خدا غور
 خود فرماتا ہر کہ جو شخص کسی مسلمان کی غیبت کرتا ہر وہ اپنے سگے بھائی مرے کا گوشت
 کھاتا ہر اللہم اخصفنا جیسے ہی غیبت کرنا خدا گناہ ہر ویسے ہی لوگوں کو کمتر اس سے
 بنیاد ہر خداوند تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو اس گناہ سے بچائے اور ہم سب سے یہ
 عادت خراب ٹھہرائے آمین یا رب العالمین و بسم اللہ فیصلی اللہ علیہ وسلم دائرہ الامجاد
 الحقیر آپ اسی طرح سے سیر کرتے اور عجائب و غرائب معاملات قدرت اُسی کو مشاہد
 فرماتے دوسرے آسمان کے دروازے پر پہنچے وہاں بھی حضرت جبریل علیہ السلام نے
 بدستور سابق دروازہ کھلوایا اور ہر ایک فرشتہ اُسی طرح تعظیم و تکریم پیش آیا پھر جب
 اس مقام پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی تو بت آئی تو انھوں
 نے بھی آپ کو سہلایا لا اِخْرَ الصَّالِحِ وَاللَّيْتِ الصَّالِحِ کہا اور کمال درجہ آپ
 کی تعظیم و تکریم باقی اسی طرح سے تیسرے آسمان پر حضرت یوسف سے اور چوتھے پر
 حضرت ادریس سے اور پانچویں پر حضرت ہارون سے اور چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہم السلام
 سے اور ساتویں پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام سے بالیکہ ملاقات کی تو بت آئی
 اور ہر ایک نے آپ کو درجہ کمال اور کمال درجہ آپ کی تعظیم و تکریم باقی پھر وہاں سے
 خداوند تعالیٰ نے آپ کو سدرة المنتہی تک پہنچایا اور آپ نے بیت المعمور اور جن
 کو تراویح الرحمۃ کو بھی ملاحظہ فرمایا واضح ہو کہ سدرة ایک درخت ہر میری کا کہ پھل
 اُسکے مانند ماٹون شہر ہر کے نظر آئے اور پتے اُسکے مشابہ کان ماتھی کے اسقدر

جو بے شک ہے یا نے کہ ایک جماعت کثیر آئے گی ساتھ میں آجائے اور ساتھ میں آجائے
 کی استعداد ہو کہ اگر گھوڑا تیز رفتار تیزویریں برابر پہنچے تو تہی اسکو ختم نہ کر سکے اور اسکا
 کچھ وہ درخت باندی میں رفیع الشان ہو کہ نادر ہم رخیار کے یہ بھیہے کہانی اسکا
 ہرگز نہیں گمان ہوا کہ کسی نے وہاں سے آگے یا نے کی طاقت میں یا نے زینت میں
 بھی ہمارے ہی حضرت علیؑ اور علیہ وسلم کے سے میں کی ہر قسمی سبب خداوند ارادہ نہ
 نے آپؐ کو عرض برین پر بلایا تو اُس سردار سے ہو کر اس طرف آپؐ سے گذر فرمایا
 رونقہ انجا اب اس میں ہو کہ جب آپؐ کو سدرۃ المنتہی سے آگے بڑھنے کی بہت آئی تو حضرت
 جبریلؑ نے آپؐ سے یہ کہ فرمائی کہ ابھی اس اب بن کا مچھپے کہ آپؐ آگے ہو جسے فرمایا کہ
 میں نے پہلو عرض کیا یا محمدؐ قَدْ اَتَاكَ اَلْحَرَمُ حَتَّىٰ اَللّٰهُ بِرَدِّعْنِي اِسْمَیْیَلُ مَسْلُوبِہ
 وطم آپؐ آگے ہر وقت اس واسطے کہ آپؐ جسے بزرگ زید وہاں اس قتلے کے نزدیک
 آپؐ فرماتے ہیں کہ پھر میں وہاں سے آگے چلا اور جبریلؑ نے یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ نے
 جسے ایک پردہ زینت تک پہنچایا اور میں نے اُس پردہ کو عرض میں سے متصل
 پایا پھر جب جبریلؑ نے اُس پردہ کو ہٹایا تو اُس کے اندر سے یہ عجب پایا کہ کون ہو کہا
 کہ میں ہوں جبریلؑ امین اور میرے ساتھ ہیں محمدؐ صلیب رب العالمین یہ سن کر ترستے
 نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَکْبَرُ یہ کہ اندر سے خطاب آیا صَدَقَ عَبْدِیْ اَمَّا اَلْاَکْبَرُ
 یعنی سح کہا میرے بندے نے میں بہت بُرا ہوں میں بہت بُرا سا ہوں فرشتے نے کہا
 اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ نہیں کوئی معبود برحق سوائے اللہ تعالیٰ
 کے پھر اندر سے آواز آئی صَدَقَ عَبْدِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا یعنی سح کہا
 میرے بندے نے میں ہوں معبود نہیں کوئی معبود مگر میں پھر فرشتے نے کہا اَشْهَدُ اَنْ

مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللّٰهُ یعنی کہ ازی و تباہوں میں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول
 ہیں اللہ تعالیٰ کے پھر پر دست سے آواز آئی صدق عیدیٰ اَنَا اَزَّ سَائِدٍ فَخُتْدًا
 یعنی سح کہا تو نے اور بندے میرے میں تہ نے بیجا ہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیر
 فرشتے نے کہا سحّی عَلَی الْعَلَوۃِ سحّی عَلَی الْفَلَاحِ یعنی آؤ نماز کو آؤ فلاح کو پھر اندر
 سے آواز آئی صدق عیدیٰ وَ دَعَا لَی عِبَادَی یعنی سحّی کہا میرے بندے
 نے اور بلایا میری طرف سے بندوں کو آپ فرماتے ہیں کہ پھر فرشتے نے پردے
 سے ہاتھ نکال کر مجھے اٹھالیا اور جبریل دین رہ گئے اسوقت میں نے کہا کہ جبریل
 ایسے سفر میں مجھے تنہا چھوڑتے ہو اور میری رفاقت سے شرمناک ہوتے ہو حضرت جبریل
 نے کہا یَا مُحَمَّدُ وَمَا مَثَلُ الْاَلَا کَمَا مَقَامُ مَعْلُوۃٍ یعنی اے محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم ہم میں سے ہر ایک کے لیے ایک جگہ مقرر ہے کہ وہاں سے تیرا در نہیں جھکتا
 اور ایک قدم بھی آگے نہیں رکھ سکتا اگر میں یہاں سے اپنا ایک قدم بھی بڑھاؤں
 تو فروغ نبوی الہی سے فوراً جل جاؤں میں فقط آبساری کی حرمت و اہمیت سے
 آج اسوقت یہاں آیا ورنہ سدرۃ المنتہی سے ایک قدم بھی آگے بڑھانے کا کبھی
 حکم نہیں پایا پھر آپ نے جبریل سے اس فرشتے کا نام استفسار کیا انہوں نے بقسم یہ جواب دیا
 یا نبی اللہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلقت آسمانی میں برامتہ دیا ہے مگر میں نہیں بفر آج کے
 کبھی اس فرشتے کو مشاہدہ نہیں کیا ہے روایت ہے کہ جب جبریل علیہ السلام حضرت
 خیر الام کی رفاقت سے رُکے اور اس مقام سے آگے نہ بڑھ سکے تو آپ نے فرمایا
 کہ اے جبریل کیا تمہیں کوئی حاجت ہو عرض کیا ہاں یہ التجا سبحان احدیث ہو کہ
 قیامت کے روز اپنے بازو پر مڑاؤں اور پھر سے آپ کی ہمت کو باسانی

بار اُتار دینا اور ایک سو رویت میں ہر کہ جب آپ سدرۃ المنتہی سے اُٹے تھے تو حضرت
 جبریل علیہ السلام انہیں آپ کی پیچھے چلے یہاں تک کہ جب آپ کو امد قنالی سے
 ایک دس گے حجاب تک پہنچا یا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اُس پر دے کو
 ہلایا اندر سے آواز آئی کہ کون ہے کہ میں ہوں جبریل اور میرے سامعہ میں محمد حبیب
 رب اُجیل یہ سُر اُتے اپنا ہاتھ پر دے سے نکال کر تھے اُٹھا لیا اور باوجود اسکے
 کہ اُس پر دے کا طول اور موٹاپا یا سو برس کی راہ تھا مگر طرفۃ العین میں اپنے بازو
 مجھے اُٹھا لیا پھر اُس فرشتے نے ایک بل میں مجھے مونی کے پر دے پر پہنچایا اور اُس
 پر دے کو ہلایا اُسکے اندر سے بھی ہو گیا یا کہ کون ہر اُسے جواب دیا کہ میں
 فلان فرشتہ ہوں محافط حجاب زرب کا اور میرے سامعہ میں محمد حبیب رب کا میرا
 فرشتے نے بھی پر دے کے نیچے سے ہاتھ نکالی کر تھے اُٹھا لیا اور ایک بل میں اپنے پاس
 بٹھالیا آپ فرماتے ہیں کہ اسی طرح گذرتا تھا میں ایک پر دے سے دوسرے پر دے
 تک حتیٰ کہ گذر میں ستر پر دون سے اور ہر ایک پر دے سے دوسرے پر دے تک
 پانسو برس کی راہ کا فاصلہ تھا اور انہیں ہر ایک کا دل اور موٹاپے کا بھی اسی قدر
 برسوں کی راہ کا فاصلہ تھا آپ فرماتے ہیں پھر وہاں سے رفعت بنیاد وہ مجھے اپنے
 اوپر بٹھا کر لے اُڑا ایک آن میں مجھے عرش معلیٰ پر میرے رب کے پاس پہنچایا اور
 وہ رفعت اسار روشن اور تابندہ تھا کہ آفتاب سے زیادہ تابان اور درخشندہ تھا
 اور رفعت ایک بچھونے عالی منزلت کا نام ہوا مورخہ امہ انہی کا سپرد اسکے کام کو
 آپ فرماتے ہیں کہ اُس رفعت کے نور میں میں نے نہایت شرافتی کہ شہر نگاہ دیکھی
 تھی اپنی مینائی میں بہت زیادہ بھارت نظر آئی چنانچہ اُس بھارت میں ایک

راز غنیمت سمجھے ایسا نظر آیا کہ اُسکی وصف کے بیان سے میں نے زبان کو قاصر پایا بعد ازاں
عرشِ معلیٰ سے ایک قطرہ نیر میرے نزدیک آیا میں نے جب اُسے زبان پر رکھا تو عجیب
درغیبِ حلاوت اور ذائقہ پایا واقعی ایسی حلاوت اور لطافت کبھی میری زبان پر نہ آئی تھی
اور نہ میں نے کبھی کسی چیز کے کھانے پر ایسی کیفیت پائی تھی اور اُسی قطرہ نورانی کا
میرے دل پر ایسا اثر نکال ہوا کہ جس سے مجھے علمِ اولین و آخرین کا حاصل ہوا بعد ازاں
جناب باری تعالیٰ سے اُذنِ مبینی کا خطاب آیا اور میں نے حسبِ الارشاد رب العباد
عرشِ معلیٰ کی جانب قدم بڑھایا ہر بار جب میں قدم آگے بڑھاتا تھا تو جناب
احدیت سے خطاب اُذنِ مبینی کا یا نا تھا یہاں تک کہ ہزار بار اسی خطاب سے
جناب باری نے مجھے یاد فرمایا حتیٰ کہ قابِ قوسین کے مرتبہ پر پہنچا یا یعنی حق تعالیٰ
نے آپ کو ایسے تقرب کا مقام عطا فرمایا کہ آپ نے اپنے درمیان اور خداوند تعالیٰ کے درمیان
کمان یا اس سے بھی کم فرق پایا جیسا کہ اسمِ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے ثُمَّ دَسَّ
فَسَدَّ فَتَكَانَ قَابِ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی یعنی پھر نزدیک ہوا میں پھر بہت
نزدیک ہوا میں سو تھا فرق درمیان میرے اور میرے رب کے مقدار دو گونہ کمان
یا اس سے بھی کم اور پھر جب اُذنِ مبینی کا خطاب آتا تھا اور آپ بموجب ارشاد
رب العباد کے اپنا قدم آگے بڑھاتے تھے تو ہر بار مرتبہ مراتبِ اعلیٰ میں ترقی بدرجہ
پاتے تھے یہاں تک کہ مشیتِ ایزدی نے آپ کو ایسی جگہ پر پہنچایا کہ کسی نے مخلوقات
انہی سے اس عہد کو نہ پایا اور اس وقت کسی نے نہ جانا کہ قدم گاہ آپ کے کمان میں در
قدم نے نہ جانا کہ نفسِ کمان ہی اور دل نے نہ جانا کہ جانِ کمان ہی اور جان نے نہ جانا
کہ سرِ کمان ہی یہ مقام نہایت مرتب شاہدات سے ہو اور غالب معلوم کائنات سے

اور قاب قوسین اور ادنیٰ یہ ایک مرتبہ ہو کہ مخلوقات اُنہی سے آج تک کسی کا فہم و ادراک
وہاں تک نہیں پہنچ سکا ہے چنانچہ روایت ہو کہ کوئی صاحب شیخ حسن نور علی رحمۃ اللہ
علیہ سے قاب قوسین کے معنی پوچھتے آئے آپ اُسکے جواب میں یہ کلمہ زبان مبارک پر لائے
لَمْ يَمْتَعْنِيهِ وَجْهٌ يُرَىٰ لَمْ يَمْتَعْنِيهِ نَفْسٌ نَفْسٌ يَعْنِي جِبْرِيلُ کہ فرشتے میں ہی اُسکے معنی سے
واقف نہیں تو نوری کون اگر صحیح مالک کے مستدرک میں بروایت حضرت عباس رضی اللہ عنہما
عنہ آیا ہے کہ شب معراج میں اسد جل جلالہ نے آپ کو اپنے دیدار فرشتہ انار سے بھی شرف
فرمایا ہے اور اپنا کلام بے وساطت غیرے آپ کو سنایا اور آپ کے عرض و معروض کے
جواب میں آپ کو المشافہہ فرما فرمایا پھر آپ وہاں بارشاد جناب رب البہاد
بہشت میں تشریف لائے اور وہاں کے خور و قصور اور غلمان و دلدان اور شجر و نسوان
جملہ نعمات و کیفیات بخوبی ملاحظہ فرمائے پھر حکم آیا اے حبیب تمہارے دوستوں کے واسطے
جو مکانات اور درجات میں نے بہشت میں بنائے وہ تم نے ملاحظہ فرمائے اب ذرا اپنے
دشمنوں کی عقوبت گاہ ملاحظہ فرمائے اُسے بھی دیکھتے جاتے پھر جب آپ نے دوزخ کے
دروازے پر قدم نہج فرمایا تو وہاں ایک فرشتہ نہایت چہرے میں غضبناک صورت کشیدہ
قامت نظر آیا اُس نے آپ کو دیکھتے ہی سلام کیا آپ نے اُسکے سلام کا جواب دیا پھر حضرت
جبریل نے کہا یا حضرت اس فرشتے کا مالک نام ہے اسی کے سپرد دوزخ کا کام ہے
آپ نے مالک سے دوزخ کے دیکھنے کو فرمایا وہ فوراً آپ کا حکم بجالایا اور جھوٹی
انگلی کی پور کے برابر جیسے ہی دوزخ کا دروازہ کھولا ویسے ہی اُس میں سے ایک آواز
ایسی جوش و خروش کے ساتھ آئی کہ آپ نے کمال درجہ تک ہیبت و وحشت اپنے
دل مبارک میں پائی آپ فرماتے ہیں کہ اُس میں آواز زفر و شوق کی سنی جاتی تھی اور

آگ اٹکی نہایت تاریکی کے ساتھ برابر شعلے مارتی آگے کو چلی آتی تھی خیرا خیرا پڑتے ہیں
 فَانْقَعَتْ حَاشِي خَفَّتْ اِنْتَهَا سَاحِلًا بِعِيقِ بِلْدَنٍ بَلَدٌ هُوَ اَكْبَرُ اَنْبِيَاك
 کہ گمان کیا میں نے کہ مجھے پاڑے گی آپ نے حضرت جبریل سے کہا کہ مالک سے کہو کہ آپ
 اٹکی جگہ پر لوٹاؤ کہ میں اس کے دیکھنے کی طاقت نہیں پاتا ہوں اور اس کے شعلہ سے
 پر غضب سے وحشت کسانا ہوں وَخَلَّ حَمَلًا لَهٗ الْوَيْبَةُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اَللّٰمُ اَجِبْنَا
 جِنِّ الشَّارِخِ وَنَدِّ اِلٰیہِ دُورِخِ مِیْنِ سَاثِ بَلْقِہِ دُورِخِ نِبَاہِہِ ہِنِ دُورِخِ اِیْکِ بَلْقِہِ
 میں ہے وہیں نگرین کیا وہیں دُورِخِ کے محل جدا گانہ طور پر انواع عذاب و عقاب کے ساتھ
 قرار پائے ہیں خیرا خیرا تو اوراقِ جوہ سے پیچے ہو یا وہ اسکا نام ہی یہ طبقہ حاصلِ نطق
 کا مقام ہے دوسرے طبقے کا نام ہے پشتر کون کا مقام ہے تیسرے طبقے کا نام ہے
 قرار پایا ہے یہ طبقہ نگر و ان کے حصے میں آیا ہے اسی طرح سیم و مقر و عجم و جنم ساتون طبقوں
 کا نام ہے کسی میں ہو دیون اور کسی میں نسرانہون اور کسی میں آتش پرستون کا مقام
 قرار پایا ہے ہر ایک طبقہ ایک دوسرے سے شدت و حرارت میں کسی قدر کم ہونا چاہیے اور
 اوپر کا طبقہ کہ سختی اور شدت میں سب سے کم ہو وہ گنگار میں اس مہت کے نام قرار
 پایا ہے لیکن باوجود تعین شدت کے اس میں بھی شتر ہزار دریا یا بیدار ایسے جوش و
 خروش سے بہتے ہیں کہ اگر اُپری سے ایک ذری سی آواز دینا میں آئے تو ساری خلقت
 ہلاک ہو جائے اور اگر اُپری سے ایک چنگاری دینا میں آئے تو ساتون طبقے زمین کے
 توڑ کر بحرِ دُورِخِ میں چلی جائے آپ نے مالک سے پوچھا کہ یہ طبقہ کس خلقت کے واسطے بنا ہے
 یعنی کس امت گنگار کے حصے میں آیا ہے پس انہوں نے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا حضرت
 جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالک سببِ شرم کے عرض نہیں

کر سکتا ہے آپ نے فرمایا شاید یہ طبقہ میری ہست گنہگار کا حصہ ہوا اگر کہے اور کہہ گیا
 کہ فی حقیقت یہ طبقہ آپ ہی کی ہست گنہگار کے لیے بنایا ہے یعنی جو لوگ گناہ کر کے تھے تو
 مرینگے ایمین جنہیں کہہ رہے کہ فرمایا ہے آپ اپنی ہست کو خوب وعظ و نصیحت فرمائیے اور
 جناب ارحم الراحمین سے انکی مغفرت کی دعا زبان پر لائیے والا قیامت کے دن عند آپ
 میں تخفیف محال ہے اگر میں اُس روز کسی طرح کی رعایت چاہوں تو کیا مجال ہے بیستہ سی
 آپ کو بے اختیار رقت آئی اور کہاں گریہ و زاری جناب باری میں اپنی ہست کی مغفرت
 کے واسطے مناجات فرمائی کہ خداوند! جبکہ دوزخ کی یہ شدت اور جرات ہے جسکے دیکھنے
 سے زائل میری تاب و طاقت ہے پھر جو لوگ میری ہست سے ایمین پڑینگے وہ کیوں کر ان
 عذابوں کو سہینگے تو نے مجھے رحمۃ اللعالمین کا خطاب دیا ہے اور مجھے اس ہست کا پیشوا
 کیا ہے میری شرم و آبرو تیرے ماتھے ہے میری ہست ہر جگہ میرے ساتھ ہے میں ہرگز اسوقت
 تک بہشت میں نہ جاؤں گا جب تک کہ اپنی ساری ہست کے ساتھ لیجانے کا حکم نہ پائوں گا
 حکم آیا کہ آپ ہندو رنج و غم کو اپنے دل میں راہ نہ دیجیے اور میری رحمت کا حال اپنی
 ہست کی نسبت ذرا مالاک سے دریافت کیجیے چنانچہ مالاک نے آپ سے عرض کیا کہ
 سید ان حشر میں کچھ لوگ ایسے آئینگے کہ کار گزارانِ قضا و قدر انکو سراپا گناہوں میں آلودہ
 پائینگے لیکن وہ لوگ بسم اللہ کا دم بھرتے ہونگے یعنی کوئی کام بدون بسم اللہ کے نہ
 کرتے ہونگے جبکہ انھیں دوزخ میں لیجا ئینگے تو وہ حسب عادت بسم اللہ کا ورد اپنی زبان
 پر لائینگے یعنی دوزخ میں جس مقام پر پہنچینگے تو وہاں بھی بسم اللہ کہے اپنا پاؤں
 رکھینگے وہ مقام دوزخ کا سردہو یا سگا اور آگ کا اثر انکے بدن پر مطلق نہ آئیگا خطا
 اتی ہو گا کہ اسی دوزخ تجھے کیا ہوا ہے کہ تیری تیزی اپنا اثر نہیں کرتی ہے اور

کر می کے خون پیسی سردی پر دوزخ عرض کرے گی کہ خداوند ایہ لوگ بسم اللہ کیلئے
 مجھ میں آئے ہیں تیرے نام پاک کی عظمت و برکت نے انکے گناہ چھپائے ہیں میں ناچار
 بیون میری کیا مجال کہ جہان تیر نام پاک آئے پھر دیا ان میرا شہ جائے خداوند رحیم اپنے
 انصاف عظیم سے فرمایا کہ مجھ سے انکے گناہ معاف فرمائے یہ لوگ بسم اللہ کی برکت سے غضب سے
 نیک رہا جسی رحمت کے جہان میں آئے اور کچھ لوگ ہونگے کہ ان سے بھی حد سے زیادہ گناہ عمل میں
 آئے تھے مگر نور ایمان آئے یہ دونوں اور کلمہ کا ذکر ان کی زبانوں پر اور اللہ تعالیٰ کے نام کے
 تبارک کی انگلیوں پر پائے جائیں گے جو قوت دوزخ میں پڑینگے ہر طرف سے شعلہ بے تھین
 اور پلٹنے کی لہیاں تیرا ایمان کی برکت سے اور کلمہ طیب کی کثرت سے آگ کا اثر نہیں بن جائیگا جہاں
 اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ حکم آئیگا کہ یہ کیا معاملہ ہو کیسا ساختم ہو آگ عرض کرے گی کہ اے
 خداوند عالم تو دنا سے آ رہا ہے انکے دلوں میں نور ایمان اور تیری وعدہ نیت کا ان کی زبانوں
 پر آ رہا ہے میں انکو کیونکر چلاؤں یا انکے نزدیک جاؤں اور حق تعالیٰ جل شانہ اور خدا
 فرمایا کہ میں نے اپنی رحمت سے انکے گناہوں کو معاف کیا اور سارا قصور بخش دیا
 اور جن لوگوں کے دلوں میں گندم یا رالی کے برابر بھی نور ایمان پایا جائیگا اور
 انھوں نے شرک و کفر نہ کیا ہو گا وہ آپ کی شفاعت سے بخشے جائیں گے اور عذاب
 دوزخ سے نجات پائیں گے بہر حال آپ خاطر جمع فرمائیے کچھ اندیشہ امت کی طرف سے
 دل مبارک میں نہ لائیے جب حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ سے یہ وعدہ فرمائے تو آپ
 وہاں سے رخصت ہوئے اور طرفہ العین میں بسواری راق یا حضرت جبریل علیہ السلام
 کے بیرون پر اپنی دولت سر میں تشریف لائے اب دیکھیے کہ آپ نے کس کو کمال سال
 کا سفر کیا مگر خداوند تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آپ کو آپ کے مکان پر اتنے عرصہ میں

پیونجا دیا کہ آپ نے اپنے حجہ مبارک کی زینت بنی پائی اور بہتر تر جہ پر گرمی بھی بہ طرح
 نظر آئی و منو کا پانی بھی اسی طرح بہتا تھا تو یہ ایک لمحہ کا عرصہ بھی نہ رہا تھا بسبب ہم کو
 آپ نے معراج شریف کا حال بیان فرمایا تو شے ہی حضرت ابو ہریرہؓ نے رضی اللہ عنہ
 کی زبان مبارک پر یہ سناختہ صداقت بار رسول اللہ کا حرف آنا اُن کی گھٹتے میں حضرت
 ابو بکرؓ یہ مرتبہ پایا کہ بارگاہِ ایزدی سے اُنکی نشان بین صدیق اکبر کا خطاب آیا جو چل
 اسپر یقین نہ لایا اُسی ہی باد اشی میں زندق کا طوق اُسکے گلے میں پڑنا یا اسے پیچیدگان
 با ایمان مثل حضرت ابو بکر صدیقؓ کے آپ کی معراج پر یقین لانا گوارہ نہ دینا جن کے ساتھ
 اور جو شخص اس سے انکار کرے گا وہ زندیقوں کے گردہ میں جلیکے جائے گا مسلمانوں کو چاہیے
 صدقِ دل سے آپ کی معراج شریف پر یقین لائیں اور نہ انی باطل کو دل میں اد
 دے کہ اس معاملہ کو دور از قیاس سمجھ کر گمراہ نہ بن جائیں خداوند تعالیٰ نے اپنے بندہ کا
 خاص کو یہ قدرت عطا فرمائی کہ وہ انھوں نے اپنے توفیق باطنی اور رحمت کے دروازے
 لوگوں کو طرفہ العین میں مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق میں ایسا سرگردانی ہوئے
 اولیائے اللہ کے ایسے خوارقِ عادت اور کرامات وقوع میں آئے ہیں اور جن لوگوں
 نے چشمِ خود دیکھا جو وہ جلتے ہیں یا بزرگانِ دین کے ملفوظات ہیں ایسے حالات
 لکھے پائے ہیں میں جب اولیاء اللہ کا یہ حال دیکھوں تو خداوند تعالیٰ نے اپنے حبیب کو
 اسی جسم و جان کے ساتھ آسمانوں پر بلایا اور عرشِ بین پر پہنچا اور وہ تمام نامے ملکوت
 کی سیر کر کے ایک آن میں آپ کے مکان پر واپس لایا تو کیا محال ہے چنانچہ راقم
 ائم نے معراج شریف کی تصدیق اثبات پر ایک اردو میں ضخائش کی کرامت اپنے حضرت
 والد ماجد پیر محمد شہدِ مقرب بارگاہِ ربانی حضرت مولانا شاہ محمد حمدانی صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کی زبان فیض ترجمان سے سننی فرماتے تھے حکایت یہ ہے کہ ایک حساب
کمال کا یہ حال تھا کہ چار بیسے روز کی گھانسی چھل کر بازار میں لاتے تھے اور اسے
فروخت کر کے دو بیسے دہن اندر اسد تقسیم کر دیتے اور دو بیسے کا آؤ قہ خرید لاتے اور
اس میں مع اہل و عیال بسر فرماتے تھے کہ اسی حالت کے ساتھ جب انھوں نے دنیا سے
سٹھ مورا تو اپنا یادگار ایک فرزند سنی سن چھوڑا جب وہ لڑکا سن تیز کو پہنچا تو ایک
روز اپنی ماں سے اپنے باپ کی پیشے اور سب اوقات کا حال استفسار کیا اس نے کیفیت و
گونہ بیان کر دیا جب اس نے اپنے باپ کا یہ حال سُن پایا تو سکویہ بنیہ اور طریقہ بہت
پسنے آیا پھر اسی روز سے اس نے بھی اختیار کیا کہ چار بیسے روز کی گھانسی بازار میں چکر دو بیسے
دہن راہ خدا بن جتا ہوں کو دیکھتا تھا اور دو بیسے میں اپنا اور اپنی ماں کا آؤ قہ خرید
لے آتا تھا ایک روز حسب معمول جب وہ گھانسی چھل کر شہر کے کنارے آیا اور گھانا کر
دریا کے کنارے جوب شہر واقع تھا رکھا اور مٹھ مٹھ دھونے کا قصد اپنے دل میں لایا
ہنوز مٹھ پائون دھونے کی نوبت نہ آئی تھی کہ دفعۃً سامنے سے ایک فقیر صاحب
آئے اور یہ کلمہ پڑھ کر لائے کہ اے بڑے کچھ تماشا دیکھو گا کہ ماں فرمایا کہ انھیں بند کر کے
اسے بند کر لیں پھر اس آن واحد میں کہا کہ گھول دے اس نے جب تکمیل کھول کر نظر اٹھائی
تو عجیب کیفیت دیکھنے میں آئی یعنی دیکھا کہ نہ وہ شہر نہ وہ بھڑ نہ وہ دہر نہ وہ بھڑ نہ
وہ اپنا دین دیار ہی اور ہی ایک شہر نہایت طہدار اور کمال تحسب و عجب نظر اڑھا رہا کہ
حالانکہ اپنے دیس و دیار دوست و غیار کے نام و نشان کو اس جگہ بالکل غیبت نابود پایا
گراُس درویش صاحب کمال محبتہ خصال کو اپنے ساتھ موجود پایا پھر تھوڑی دیر کے بعد
ایک سواری بڑی بیماری اور کمال شان و شوکت کے ساتھ سامنے آئی نظر آئی جب

تزیب پہنچی تو شاہ صاحب نے اڑکے سے یہ بات ارشاد فرمائی کہ یہ سواری بادشاہ کی ہر باب
 تو اسکے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ آپ جو تہ جو زیبیجی وہ لیجیے اور اپنی بیٹی کا عقد میرے
 ساتھ کر دیجیے و اگر آپ اس درخواست سے انکار فرمائیے گا تو میری تخت سلطنت پر جانے نہ پائیے گا
 اور ارشاد کیا کہ بے تکلف بادشاہ کے پاس چلا جانا اور کسی طرح کا دغہ دغا اور اندیشہ
 اپنے دل میں نہ لانا اور توب کو دیکھنا جائیگا اور تجھے کوئی نہ دیکھ جائیگا یہ دیکھا سچا رہ
 گھسیار وطن سے چھوٹا مصیبت کا مارا دوست و جواب سے دور ناچار و مجبور اُسی طرح
 تنگ سر بہنہ یا خاک آلودہ ایک سڑانگوٹا باندھے بادشاہ کے حضور میں اسکی بیٹی کے
 ساتھ اپنے عقد نکاح کی درخواست دینے چلا اور بیڑہ رکھو چوکڑا ہوا بادشاہ تک
 پہونچا لوگوں کو سخت حیرت تھی کہ ہو چوکی آواز برابر سنی جاتی ہے مگر کئے واسے کی صورت
 نظر نہیں آتی ہر غرض کہ اُس اڑکے نے بادشاہ کی سواری کو روک رکھا کہ بادشاہ سلامت
 اپنی بیٹی کا تہ جو تہ زیبیجی وہ مجھے لیجیے اور اسکا عقد میرے ساتھ کر دیجیے و اگر اس درخواست
 سے انکار کیجیے تو زہار سلطنت کا نام نہ لیجیے بادشاہ اس درخواست کے سنتے ہی گھبرا گیا اور
 نہایت حیرت سے خوں و دہشت کیا گیا اس واسطے کہ اُس شخص کی فقط آواز سنی جاتی تھی
 صورت نہ نہیں آتی تھی پھر اُسی وقت وزیر کو بلایا اور اس بارے میں اُس سے مشورہ طلب
 فرمایا چونکہ وزیر باتیں رادرم و ہوشیار تجربہ کار تھا اُسے دور اندیشی کی راہ سے کہا کہ یہ شخص
 جو طالب نکاح ہے اس سے انکار کرنے میں تو کسی طرح نہیں صلاح ہو اور بدوین دریافت
 حال کے نکاح کر دینا بھی محال ہے معلوم نہیں کہ یہ کوئی دیو ہے یا جن یا انسان یا غول یا بابان
 یا کون ہی کا جنجال ہے لہذا یہ صلاح ہے اسی میں صلاح ہے کہ آپ ایک جوڑی لعل کی اس سے
 طلب کیجیے اور یہی تہ شاہزادی کا مقرر کر دیجیے اور اُس سے یہ شرط کر دیجیے کہ اگر تو ایک

جوڑی نعل کی لائیگا تو تیر نکاح بلا غرض شاہزادی کے ساتھ کر دیا بایں گاہ و اگر نعل کا لانا
تیرے اسکان سے خارج ہو تو یہی شرط عقد نعل میں طالع تو یعنی اگر نعل کا لانا تو تیرے گزرتے
ساتھ نکاح نہ کیا جائیگا چنانچہ جب بادشاہ نے اس شرط کو اُس سے فرمایا تو بایں تیرا ساتھ
کے پاس آیا اور جو بادشاہ نے کہا تھا وہ عرض کر دیا یہ سنکر شاہ صاحب نے ایک تھکڑی
زمین سے اٹھا کر ٹیپ کر لکھا اور اُس کے کوہے کر یہ حکم دیا کہ اس شہر کے کنارے ایک دریا
یہ ٹھیکری زمین بجا کر چھینک دینا اور جو ٹیپ زمین سے برآمد ہو اُسے لینا اور پھر جلد بہار
پاس آئیں اپنی نایبت دیر نہ ٹکانا عرض نہ رکھا ٹھیکری لیکر دریا پر گیا اور ٹکڑے لاندھے چھینکے یا ٹھیکری
دیر گذری تھی کہ ایک صند قہر دیا سے برآمد ہوا اور ہتھاروا کے نزدیک آیا جب
اسے وہ صند قہر پایا تو اُسے لیکر شاہ صاحب کے پاس آیا آپ نے فرمایا کہ اسے بادشاہ کے
پاس کے لیجا اور اُس سے کہہ کہ اپنی فرمائش لیجیے اور حسب وعدہ عقد کر دیجیے پھر وہ
لو کا صند قہر لے کر بادشاہ کے پاس گیا اور کہا لیجیے آپ کی فرمائش حاضر ہو ملا ختم لیجیے
بادشاہ نے جب اُس صند قہر کو لے کر کھلوا یا تو اُسے لعلوں سے بلب پایا حالانکہ بادشاہ
ایسی چیز پائی کہ کئی سلطنتوں کی قیمت اتھرائی مگر ساتھی اُسکے اس خیال میں ہوا کہ اگر
شاہزادی کو اُسے عقد میں دین تو اُسکی جان کا تھوڑا حلوں و اگر انکار کروں تو معلوم نہیں
کس بلا میں پڑوں آخر کار یہی صلاح قرار پائی کہ جس طور سے ہونکاح کر دیجیے اور شاہزادی کی
زندگی سے تھوڑا حلو لیجیے اس واسطے کہ انکار سے تمام خاندان کی بربادی کا گمان نہ معلوم
نہیں کہ یہ کوئی بلا ہی یا انسان ہی آخر یہی تجویز کر کے اُس سے کہدیا کہ اب ایک مہینے کے
بعد رات لیکر آئیے گا اور بعد عقد نکاح شاہزادی کو سوار کر لیا جائیگا جب اُس رات نے
بادشاہ سے یہ جواب پایا تو لپٹ کر پھر شاہ صاحب کے پاس آیا اور سب مالی بیان کیا

آپ سنکر چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا حتیٰ کہ جب ایک مہینہ گزرا اور عقد نکاح کی
 تاریخ قریب آئی تو ایک روز شاہ صاحب نے پھر اس لڑکے سے یہ بات فرمائی کہ اس لڑکے کچھ
 تماشا دکھئے گا کہ اہل ان فرمایا تمہیں بند کرنے اُسے بند کر لیں پھر اُسی دم فرمایا کہ کھول دے اب
 یہ تمہیں کھول کر کیا دیکھتا ہے کہ اُس جگہ ایک مکان عالی شان سامان شانہ سے سجا ہوا موجود
 مگر آدمی اور آدم زاد کا نام و نشان انہیں مفقود ہے پھر شاہ صاحب نے فرمایا کہ لو بیٹا یہ مکان تمہیں
 خدا نے دیا ہے مخصوص تمہارے واسطے طیار کیا ہے بعد اسکے جب عقد نکاح کا روز آیا تو آپ نے
 فرمایا کہ اب جاؤ اور شاہزادی کے ساتھ نکاح کر کے اسی مکان میں آؤ اب سنیے باوجودیکہ
 شاہ صاحب نے مکان عالی شان سامان شانہ کے ساتھ انہی کشف و کرامات سے ایسا
 طیار کر دیا کہ حقیقت وہ مکان رفعت و شان میں عمارات شاہی پر بھی فوق ایسا مگر اُس
 لڑکے کو اُسی طرح نگے پاؤں پر بہنہ سر وہی شہر انگوٹا بندھا ہوا بحالت اتہر بادشاہ کی دختر
 کے ساتھ عقد کرنے کو روانہ فرمایا اور اس پر طرہ یہ ہوا کہ اُس روز یہ حکم لگایا کہ آج جب لوگ تھے
 دیکھینگے اور توجہی سب کو دیکھے گا اور توجہ اندر نشہ اپنے دل میں نہ لانا اور بے تکلف و شہابی
 چلا جانا اور بادشاہ سے کہنا کہ بوجہ وعدے کے میرا عقد اپنی دختر سے کر دیجئے اور اب کوئی
 حیلہ حوالہ نہ دیجئے میں ہی وہ عند قیہ معلون کا لایا تھا میرے ہی ہاتھ سے آپ نے اُس عین بیہوش
 پایا تھا غمکہ پر سب باتیں تلقین کر کے اُس کو روانہ کیا اُسے دولت خانہ شاہی کا رہتہ لیا اُنکا
 راہ میں جو اسے ملتا تھا اُس سے یہ کہتا تھا کہ میں بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ عقد کرنے
 جاتا ہوں اسی ارادے سے آتا ہوں سنکر کوئی اُسے دیوانہ بنا تا تھا کوئی لات دیکھو
 لکھتا تھا حتیٰ کہ اسی نوبت سے دروازہ شاہی تک پہنچا بادشاہ نے اُسکے آنے کی خبر
 پا کر اُسے ایک مکان میں ملحدہ بلایا اور معلون کے لانے کا حال بطور امتحان سنسنا فرمایا

جب اُسے جواب شافی پایا تو اُسی وقت قاضی کو بلا کر کلانہ دہے کا حکم دیا اور
 اہلکاروں کو بلا کر فرمایا کہ طرفدار کی جانب سے کسی غدر کا جملہ کر کے نزع سامان اور شہر
 کا موقوف کیا جائے مگر اس بار پہلے سے کوئی وقعت نہ ہونے پائے اور شاہزادی کو ہندوستان
 ایک ڈولہ میں سوار کر کے اُسکے ہمراہ کر دیا اور اُسکے غم مفارقت و حجاز کا درخ اپنے
 دل پر لے لیا اور دو چار ہر کار سے شہزادی کے پیچھے لگا دیے کہ تم سبھی نہ رہا اور ہم پر
 یہاں آکر ہم سے کتنا آخروہ دیکھا شاہزادی کو نے کر شاہ صاحب کے پاس آیا آپ نے اُسے
 فرمایا کہ اسی مکان میں اسکو لیجا اور اُسکے ساتھ ہم بسری کا خطا تھا مگر اس بات کا خیال رکھنا
 کہ جب وقت ہم پکار میں تو فوراً ہمارے پاس چلے آنا اس بات کو بھول نہ جانا غرض کہ وہ لڑکا
 شاہزادی کو اُس مکان میں لایا اور ہم بسری ہوئے کی نیت سے اُسکے پاس آیا تو باوجود وہ لڑکا
 خاک آلودہ برہنہ بدن تھا لہذا شاہزادی کو اُسکی صحبت سے کوہیت آئی لیکن اُسکی صورت
 دیکھتے ہی اُسکی محبت اپنے دل میں پائی محض وہ لڑکا شاہزادی کے پاس بیٹھا اور سر دہی
 کمانے لگا تو اُسے شاہزادی کے دوشائے کو اپنی طرف نہ کھینچا شاہزادی نے دوشائے کو
 چھوڑ دیا اُسے اڑھایا ہنوز اسکو شاہزادی سے مخاصب ہونے کی نوبت نہ آئی تھی کہ شاہ صاحب
 نے اسکو پکارا یہ فوراً وہاں سے اُٹھ دوں اُسی حالت مضطرب میں شاہزادی کے پانوں کا
 ایک جوتا اور دین دو شالہ اُسکے بدن پہ لٹا ہوا چلا آیا اُسکے پہنچنے ہی شاہ صاحب نے
 فرمایا کہ اسی طرح کے کچھ دیکھیے گا کہ امان فرمایا آگین بند کرے اُسے بند کر لیں پھر ایک
 آن واحد میں فرمایا کہ کھول دے اُسے کھول دین اب دیکھنا تو وہ سکان ہر نہ وہ
 نشان ہر نہ وہ آبادی ہر نہ وہ شاہزادی ہر نہ اُن شاہ صاحب کا تیار ہی ہی ایسا قدر
 شہر دی گھر دی گھاس کا گٹھا بچسہ دریا کے کنارے رکھا ہی پہلے دیکھ کر اُسے جلد ہی

اُس دوشائے کو اور جوتی کی پورانی کو لیکر اُسے گھانٹنے لگے مین چھاپا دیا اور فوراً اپنے گھر گیا
 رہا ستلایا اور اپنے دل میں بتا جاتا تھا کہ اس سفر میں مجھے کئی مہینے کاغذ لکھنا پڑے گا اور خدا جانے اس
 شخص کی ماں مگر گئی یا زندہ ہو غرض کہ اسی خیال میں جب گھر آیا تو ان کو زندہ پایا ایک زبان
 نے اسے دیکھ کر کہا کہ اے بیٹا آج کیوں اس قدر جلدی چلا آیا شاید تو نے حج رخصتی کی ہے
 میں کچھ کسل پایا اس نے اُس گٹھے کو سر سے اتارا اور وہ دوشالہ اور جوتا اُس میں سے نکال کر
 ماں کے سامنے لایا اور اُسکو مفصل حال اپنا سنایا اُسکی ماں کیفیت سن کر نہایت متعجب
 میں آئی اور اس کے بیان پر یقین کامل نہ لائی اور یہ بھی کہ شاید اُسکی نیت میں کچھ فتور آیا ہو
 اس نے یہ دوشالہ اور جوتا کسی امیر کا چوراہا پر جو اُسکی ماں سے ملے گا کہ خبردار اسے اس بات سے
 بھلائی کے سامنے نہ آئے اور ہرگز اسکا تذکرہ اپنی زبان پر نہ لائے نہ دیکر یا پھر اُس جوتی اور
 دوشالہ کو چھپا کر رکھ دیا اور اپنے دل میں بڑا اذیتہ لیا کہ اچھے بھلے کا انجام کیا ہوتا ہے
 از دست رفتہ ہو رہی ہے یہ لڑکا غرت کھو گیا یہاں کا تو یہ لڑکا تو یہ اب دروازے کی کھینچ سے
 کہ جیسے ہی شاہ صاحب نے اسے لڑکے کو بلایا اور اُنھیں بدلتے ہوئے دیکھا تو اس نے دوشالہ
 اور جوتا سب غائب ہو گیا اور کہیں اُسکا نام و نشان نہ مل سکا نہ اپنے گھر پر نہ کوئی روئے
 شہزادی کو تو افانک پر اوستے پایا پر حاکم سے یہ خبر بادشاہ کو پہنچائی اس نے
 یہ خبر پائی ویسے ہی خود وہاں درگزار آیا اور شہزادی کو سوار کر کے مکان پر پہنچایا
 مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب شاہ شہزادی نے بند گدے سے چند عہدہ سے اپنے شوہر کے
 محبت کا غلبہ اپنے دل میں پایا تو خود و نوش سے مایوس ہوا یا جب لوگوں نے سبب
 اسکا باہر ر استفسار کیا تو اس نے یہ جواب دیا کہ اگر میں بادشاہ سے اجازت پاؤں
 تو اپنے شوہر کی تلاش میں جاؤں اور بدون میرے گئے اُسکا مایوس نادشوار سے

لہذا کسی اور کا جانا محض بیکار ہی بادشاہ نے مجبوری سفر کی اجازت دی اسے سامان
 سفر درست کر کے منزل مراد کی راہ لی اور پہلی ہی منزل سے یہ انتظام کیا کہ جس مقام پر
 شب کو قیام ہوتا تھا وہاں سنا دی کرادی تھی کہ جس کسی کو کوئی قصہ یا کہانی آتی ہو وہ
 بیان کرے اس لئے اور اسکے سلسلہ انعام میں پانچ روپیہ نقد اور ایک شالی رومال بچائے سیر
 منزل و منزل اور مقام در مقام قصے کہانی سنتی جاتی تھی مگر کہیں اپنے مطلب کا سرغ نہ پاتی
 حتیٰ کہ جب کئی مہینے کے بعد اپنے شوہر کے شہر میں آئی تو وہاں بھی بدستور سنا دی
 پھر آئی جب شام کو در کا گھانسن بیکار اپنے گھر آیا تو اُنکی ماں نے کہا کہ اے بیٹا آج کوئی
 شاہزادہ بیان آیا ہے اور اسے اس قصہ کا ڈھنڈھور اُتھوایا ہے اگر تجھے کوئی کہانی
 باقی ہے آتا ہو تو جاو۔ اُسکو سنا کر پانچ روپے اور رومال شالی لے آئے شکر وہ در کا
 شاہزادی کے فروگاہ پرایا اور اپنا ذاتی قصہ اول سے آخر تک اُسکو سنا یا شاہزادی نے
 اسکی صورت دیکھتے ہی اسکی محبت کا غلبہ اپنے دل میں پایا جب یہ قصہ سنا تو ادبھی یقین
 کامل اپنے شوہر کے ہونے پر آیا پھر فرمایا کہ اگر وہ جوتا اور دوشا کہ میں دیکھاؤں گے تو زیادہ
 انعام پاؤں گے یہ سنکر وہ لڑکا اپنے مکان پر آیا اور وہ جوتا اور دوشا لے جایا کہ شاہزادی کو دکھایا
 اسے دیکھتے ہی اپنے دوشا کو پہچانا اور اپنے شوہر کے ہونے پر ویسے ہی یقین مانا پھر
 جب اُسے اپنی بيمرادی تو اُمی وقت اپنے شوہر کو غسل دلا کر پوشاک شامانہ پہنوا
 اور اُس سے کہا کہ میں وہی تمھاری خنرادی ہوں کہ جس کے ساتھ تم نے ایک منہ قیہ بھر لیا
 کے تہ پر نکاح کیا تھا اور پھر اُس کے بعد اپنی سفارت کا درغ میرے دل پر دیا تھا
 احمد کہ آج اسد جل شانہ نے مجھے کشتان کشتان بیان ہو بخایا اور میں نے اپنا
 مطلب دل بیا آج مسلمانو بڑا نازک مقام ہو راسخ الاعتقاد دی کے ساتھ ایمان کا

تاکم رکھنا ایسے ہی مقام پر کام ہو ذرا بغور دیکھو اور سمجھو کہ جب خاصانِ خدا کے ہوت تھے
 میں یہ طاقت ہو کہ بندگانِ خدا کو طرفۃ العین میں مہینوں کی راہ پر پہنچائیں اور انوارِ
 طرح کے سیر و تماشے دکھا کر پھر ایک پل میں اُس جگہ واپس لائیں تو خدا سے دو جہان کہ
 جسکی شان کن فکان ہو اور وہ اپنی قدرت و حکمت میں غالب اور مالک کون و مکان
 ہو اگر اُس نے اپنے حبیب کو زمین سے آسمانوں پر بلایا اور طرفۃ العین میں عرش برین
 پر پہنچایا اور ملک و ملکوت و جبروت و لاہوت کی سیر کر کے پھر ایک آن میں آپ کے
 مکان پر پہنچایا تو کیا بعید ہے

اب ذکر ہے آپ کا اپنے وطن مائوف مکہ معظمہ سے ہجرت فرمانے کا بعضی
 بنیت اقامت مدینہ امینہ میں تشریف لیجانے کا

اب واضح ہو کہ جو قبائل عرب موسمِ حج میں واسطے اداس حج کے آتے تھے تو آپ
 انہیں دعوتِ اسلام فرماتے تھے پس چونکہ سعادتِ ابدی و دولتِ سرمدی تشریف سے انصار
 مدینہ پر سکینہ کے حصے میں آئی تھی اور اُن کے آبا و اجداد نے کئی سو برس پیشتر سے بنیتِ حصول
 ایمان یا پیغمبرِ آخر زمان قبیلہ جمیری نواحی میں سے مدینہ طیبہ میں آکر سکونت اختیار فرمائی تھی
 چنانچہ نبوت کے گیارہویں سال جب قومِ انصار کو حسبِ معمول واسطے اداس حج کے
 مکہ معظمہ میں آنے کی نوبت آئی تو آپ نے اُن لوگوں کو دعوتِ اسلام فرمائی اب واضح ہو کہ
 قومِ یہود انصار سے ہمیشہ مغلوب رہتی تھی چنانچہ اسی وجہ سے اکثر یہ کہتے تھے کہ جب
 نبی آخر زمان اس جہان میں تشریف لائینگے تو ہم اُن کے حضور میں جائینگے اور اپنے تین بھائی
 امان میں دینگے اور اُن کے ہمراہ ہو کر تمہیں قتل کر کے تم سے اپنا عوض خاطر خواہ لینگے چنانچہ
 انصار کو یہ گفتار یہود کی یاد دہی پس انکہ بروقت دعوتِ اسلام فرمانے کے

یہ خیالی ہو کہ شاید یہود کو تیس پیغمبر کے مبعوث ہونے کا کمان پر دہینی نبی آخر زمان ہو
 پس اسی خیالی پر کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہود پر خبر پا کر ہم سے بیشتر آپ کے حضور ہر جاضرہ و کر
 شرف باسلام ہر جائیں اور ہم اس دولت و سعادت سے بے بہرہ اور ناکام رہ جائیں
 انہیں سے پہلے ہی سال چھ آدمی شرف باسلام ہوئے دولت ایمان کے بہرہ یار کا کام ہوگا
 اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ سال آئندہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ہم یہاں میرا ٹنگے اور اب
 ہم مدینہ میں جا کر آپ کی نبوت کا چرچہ گھر گھر پہنچائیں گے۔ اُسے یہاں ہی وقوع میں آیا
 کہ انھوں نے مدینہ میں جا کر گھر میں آپ کی نبوت کا چرچہ چیلایا پھر دوسرے سال ان
 چھ آدمیوں میں سے پانچ آدمی آپ کی خدمت بابرکت میں آئے اور سات آدمی اور سے
 اپنے ہمراہ لائے وہ مسیح بنی آپ کے دست بیا ب پر بیت کر کے ایمان لائے اور آپ نے
 ان سب کو طریق اسلام تلقین فرمائے پھر انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم اپنے یاروں میں سے کسی کو ہمارے ساتھ رکھیے اور انھیں ہم لوگوں کے رشد و ہدایت کا
 حکم دیجیے چنانچہ آپ نے معصوب بن غیر کو اپنے ہمراہ کر دیا یا انھوں نے وہاں ہمارے تلقین کلام
 حضرت ملک الامام و شرائع دین اسلام کو خوب شائع کیا اور اکثر اخبار انصار کے فیضانِ حیات
 و تلقین و ہدایت سے راہِ راست پر آئے اور کمالِ صدق و یقین کے ساتھ حضرت کی نبوت
 و رسالت پر ایمان لائے بعد ازاں تیس سال شرف آدمی شرفاے انصار سے آپ کے حضور میں
 آئے اور سب داخل ملت اسلام ہو کر بصدق دل آپ پر ایمان لائے اور بالاتفاق یہود
 اس بات پر مستحکم کیا کہ جب آپ مدینہ کو تشریف لائیں گے تو ہم سب آپ کی خدمتِ نگرہی
 بدل دیں گے اور جو دشمن آپ سے لڑائی کا قصد کریگا ہم آپ کے شریک ہو کر
 اس سے لڑیں گے اور کسی طرح کا قصور یا بنازی میں نہ کریں گے لہذا جب آپ نے ان ایمان مندوں کو

اُنکے قول و اقرار پر خوب مضبوط و مستحکم پایا کرتے تھے۔ اپنے صحابہ طیبات کو حکم ہجرت کا
 دیا یا جب آپ نے یہ حکم دیا تو صحابہ نے باری باری سے فتویہ بیان کیا، میری روانہ فرما کر شروع کیا
 حتیٰ کہ عالی شان حضرت عمار بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کا جب وقت آیا تو آپ
 تشریف حاصل کر کے در کعبہ پر آ گئے اور غلط خواہ طوطیوں کا کھانا کھا لائے اور ہرجااعت کفار کی
 مخالفت میں دیکر فرمایا کہ خراب ہوں، وہ لوگ جو تھوڑے دن کی پرستش کرتے ہیں اور اپنی فحاشات
 اور افسوسناک اعمال سے منہ موڑ کر دین حق کو جھٹک کر ترک و ترک کرنے پر مڑتے ہیں اور با دوز
 حبیب ایک نمرہ اس مضمون پر بار اٹھاتے جو شخص اپنی جہاد کو رائیگاں دینا اور اولاد کو شتم کرنا
 چاہتا ہو وہ میرے سامنے بہادری اور بہادری کے گھاٹ پر آئے اور سری سیلت بران
 کی بارگاہ کا رخ نہ کیا، بلکہ آپ کے رعب و دیر و دہشت سے نہ کوئی آپ کے مقابلہ پر آیا اور
 یہ کسی نے آپ کی جانب ایک قدم بڑھایا پھر آپ بھی دھماکا دیا، ہوسے چند روز میں داخل
 مدینہ ہو کر مکہ کا نشانہ ہوئے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد بجز حضرت ابوبکر صدیق اور علی رضی
 اللہ عنہما کے گروہ اسلام یعنی خدا مان حضرت خیر الانام سے کعبہ میں کوئی شخص باقی نہیں رہا
 اور اس حال میں جب حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی ہجرت کے بارہ میں آپ سے استفسار
 کیا تو آپ نے انکو یہ فرودہ دیا کہ میں تمہیں اپنی رفاقت میں لپیٹوں گا اگر تم بھی چلے جاؤ گے تو
 کیا میں سفر میں تمہارا ہونگا جب آپ نے یہ فرودہ سنایا تو حضرت صدیق اکبر کمال فرط
 خوشی سے رشک برپا ہوئے اور نہایت درجہ اپنی طبیعت کو خوش و مخطوط پایا پھر جب
 منامہ آنحضرت کی ذات بابرکات کی ہجرت خاص کا فریب آیا تو ایک روز کفار قریش
 درمہندہ میں کہ ایک مکان متصل خانہ کعبہ کے ہر مشورت کے واسطے مجتمع ہوئے ابلیس
 لعین موقع پا کر ایک پیر مرد کی صورت بنکر اس مجمع میں آیا اور اپنے تئیں رہنے والا

نجد کا بنا یا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اصطلاح شعرا میں ابلیس کو شیخ نجدی کہتے ہیں بہر حال
 اسوقت اس نابکار کا آنا کفار کو سخت ناگوار ہوا مگر جبکہ شیطان نے کہا کہ میں تمہارے
 اس معاملہ سے خوب واقف اور خبردار ہوں اور اس کام میں بدل و جان بھار معین
 ہو دو گا ہوں کفار شیطان کی یہ گفتار سن کر کمال درجہ خوش و مسرور ہوئے اور اُنکی اس
 شرکت سے ارباب شکر و عجب کفار نابکار آپ کے بارہ میں ہم مشورہ ہوئے تو پہلے
 انہیں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے ایسی جگہ پر قید کر دو کہ
 جہاں کوئی شخص اُنکے پاس جانے نہ پائے تاکہ انکا کلام کسی کی سماعت میں نہ آئے
 نہ پائے اس واسطے کہ انکی سحریانی میں ہر شخص محو ہوتا ہے، بخود ہو کر اپنے دین و آئین
 مانع سے کھوتا ہے شیخ نجدی کو یہ رائے پسند نہ آئی پھر اور ایک شخص نے یہ راہ بتائی
 کہ کسی تدبیر سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں سے نکال دو جب وہ یہاں سے چلے
 جائیں گے تو ہر جم سب اُنکے فتنہ و شر سے اس پائین گئے یہ صلاح بھی شیطان کو پسند
 نہ آئی اسکے بعد ابو جہل لعین نے یہ تدبیر بتائی کہ ہر قبیلہ قریش میں سے ایک ایک شخص
 تیز و چالاک منتخب کیا جائے اور جب شب کا وقت آئے تو سب مجتمع ہو کر محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کے مکان میں داخل ہوئے اور اُنکو قتل کر کے اس شر و فساد کو مٹائیں ابلیس نے اس صلاح
 کو نہایت پسند کیا اور اس قصد پر غم باخزم کر کے مشورہ کو ختم کر دیا جب یہ صلاح قرار پائی
 تو پاکیزہ و دُرگوار نے کفار بد اطوار کے مشورہ سے فوراً آپ کو خبر دے کر یہ آیت شریفہ نازل فرمائی
 وَإِذْ يَكِيدُ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يُجْعَلُوا لَكَ ذَرْبًا وَمَا يُثْبِتُونَ وَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَفَرُوا
 الْمَسْكِينِ اور حکم ہوا کہ یہاں سے مدینہ کو ہجرت کر جائیے اور وہاں کے لوگوں کو خبر
 دہریت فرمائیے آپ یہ حکم پا کر اُسی روز دوپہر کے وقت حضرت ابو بکر صدیق کے

مکان پر تشریف لائے اور فرمایا کہ اے صدیق اس سفر خاص میں تمہیں میرے رفیق ہو
واضح ہو کہ جہاں بہت سے دلائل حضرت صدیق کے فضائل کے تمامی است پرورد ہوتے
ہیں مجملہ ان کے ایک یہ بھی آپ کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ ایسے وقت نازک میں حضرت
کی رفاقت خاص کی خدمت آپ ہی کو نہ تو آئی جز آپ کے اور کسی نے یہ دلاست نہ
پائی واقعی مجھے اور غور کرنے کا یہ مقام ہے اسی آپ کی فضیلت میں کیا کلام ہے ختم اللہ
عَلٰی تَاوِیْعِهِمْ وَعَلٰی تَقْوٰیہُمْ وَعَلٰی اَنْصَابِہُمْ کَا مَعَالِہِ اُوْہِیْ سَلَامًا تُوْجَاہِ
انصاف اور مقام غور ہو غرض کہ حضرت صدیق نے عرض کیا کہ میں نے دو اونیسیان کیا
سفر کے واسطے خریدی ہیں آپ نے فرمایا کہ انہیں سے ایک اونیسیا مجھے دو اور اسی قیمت
مجھے لو عرض کیا کہ یا رسول اللہ تو نہیں لیجئے آپ کی نذر ہی قبول کیجئے فرمایا کہ یہ اونیسیا
ہم یوں نہ لینگے مصلحتاً اسکی قیمت ضرور دینگے عرض کیا حضور کو اختیار ہے بندہ سب
طرح حاضر اور تا بعد از یہ حالانکہ آپ حضرت ابو بکر کا مال خاص و بیادہی مال سمجھا جاتا مال
صرف فراتے تھے کسی بیع کا تکلف دل مبارک میں نہ لاتے تھے لگ بگ بال کار اس انکار
کا یہ تھا کہ اس نعمت عظمیٰ میں اپنے ہی مال بالذات کو صرف کیجئے اور کسی کا مال اس کام
کے واسطے نہ لیجئے واضح ہو کہ اُس اونیسیا کا نام قصویٰ اور بعض روایت میں جذعہ
تھا مختصر آپ شب کو اپنے مجلس اس کے اندر تشریف رکھتے تھے کہ کفار نا بجا گار نہ متحج ہو کر
آپ کے دروازہ مبارک کو گھیر لیا آپ نے اُس حال سے مطلع ہو کر حضرت علی رضی کو حکم
دیا کہ تم میری چادر لو اور اُسے اوڑھ کر میرے بستر پر لیٹ رہو کفار سے کچھ خوف نہ کھانا
ہرگز کچھ فریب میں نہ پہنچا بیٹے زنا کی طرح کا اندیشہ اپنے دل میں نہ لانا اور جو
امانتیں لوگوں کی آپ کے پاس تھیں وہ حضرت امیر کو دے کر فرمایا کہ انہیں اسے

مالکوں کے پاس پہنچا دینا اور جلد مرنے کا ارہسہ لینا بعد اسکے یہی نصیحت ہو کر
 حوالہ خیر کر کے وہیں چھوڑ دیا اور انھوں نے بلاترود بموجب وصیت حضرت کے بستر مبارک
 پر لیت کر دے شریف کو اوڑھ لیا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ سے
 برآمد ہوئے اور ایک شمشعی خاک پر سورہ یسین فَاغْتَبِیْ هُمْ فَهُمْ لَیْسُ خُنْ بِرِجْرِکِ
 کفار نہ بخاری کی طرف پھینک ماری اور وہ خاک یا کچھ جناب باری ہر ایک ماری کے
 شمشعہ اور انھوں پر جا کر اس طرح سے طاری ہوئی کہ ہر ایک کا فرق کی عبارت آپ کی نظر
 سے قطعاً غاری ہوئی اور آپ وہاں سے بے تکلف حضرت ابو بکر کے کھڑے شریف لائے اور
 وزیر آزار اور اہدیت کر کے اور اپنی وقت کہ وہ شب و دشمنیہ اور تائبان باغی کی بھی
 حضرت صدیق کو ہمراہ لے کر جانب مدینہ منورہ قدم مبارک بڑھائے اور وہ سب ابو بکر کے
 یا نبی ہزار و پینچھ سو تھہرا دیا اور کمالی شہر سے آج کے ہزار و سہ ہجرت اقصیا کیا تھہرا
 دینے گذری تھی کہ شیطان لعین مجمع کفارین آیا اور پوچھا کہ تم کیوں اس مکان کو
 گھمبے کرتے ہو اور ہر وقت بے محل سو اسطے اس دربار میں رہو کہ اگر مجھ پر اللہ علیہ
 وسلم کو گرفتار کر کے قتل کرنے کا ارادہ ہو شیطان نے کہا کہ بے توجہ ہمارے خیالی نام
 اور گمان سے ناگہان سو اسطے کہ وہ تھا کہ سرور ان پر خاک ڈالی کر کل گئے
 کفار شیطان کی اس گفتار پر یقین نہ لائے اور سب کے سب بے محابا آپ کے
 مجلس اس کے اندر در آئے وہاں یہ معاملہ نظر آیا کہ حضرت علی شیر خدا کو آپ کے بستر پر لیٹے
 یا پھر کمال مایوسی کے ساتھ حضرت امیر سے آپ کا حال پتہ کیا آپ نے ان علی کا
 اظہار کیا آخر کو سب کفار و مان سے نام و پھرے اور آپ کی تلاش میں غول ہوئے گئے
 کہ جو کفار شمشعہ ہو کر آپ کے در دولت پر آئے تھے انہیں بے عزت حکیم بن ہزام کے اور سب

بر در غزوہ بدر پہلے شہر ہوئے اور حکیم بن حزام انجام نو ایمان لاکر زندہ اصحاب عالی جنابین
 داخل ہوئے اور آپ کی فیضانِ صحبت بابرکت سے مراتب عالیہ کو یا کر ٹسے کا لہجہ ہوا اور
 ایک سو تین برس کی عمر کو پہنچے سائبر بن بحالت کفر گذرے تھے اور سائبر بن ایمان لائے
 کے بعد زندہ رہے انھوں نے آپ سے بروقت رو انگی سفر پائے مبارک سے جو ناما رڈ اٹھا اور گلیوں
 سے رفتار فرماتے تھے تاکہ کفار آپ کے رستار کا نشان نہ پائیں اور مایوس ہو کر لوٹ
 جاوے حضرت ابو بکر صدیق نے آپ کی اس تکلیف کو گوارا نہ کیا اور آپ کو اپنے کاندر
 پر سوار کر کے غارِ ثور تک پہنچا دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ذرا توقف فرمائیے بیشتر
 غار کے اندر جا کر اُسے صاف کر ڈالوں تب آپ تشریف لائیے پھر حضرت صدیق غار کے
 اندر تشریف لے گئے اور اُسے صاف کیا اور اپنی چادر کو بھاڑ کر جھدر سورخ اُسکے اندر
 تھے اُن سب کو بند کر دیا اتفاق سے ایک سورخ باقی رہ گیا اُس میں آپ نے بہ نیت
 حفاظت اپنے پاؤں کا انگوٹھا دیدیا اور حضرت کو اُسکے اندر بلا لیا جب آپ نے اُسکے اندر
 پہنچکر راحت پائی تو حضرت ابو بکر کے زانو پر مبارک رکھ کر حالت نوم میں استراحت
 فرمائی جس سورخ میں حضرت ابو بکر نے اپنا پاؤں دیا تھا اُس میں ایک سانپ بیٹھا تھا
 اُس نے اپنے پاؤں میں کانٹا اٹھوئے نے بخیال استراحت حضرت کے دم نہ مارا لیکن بوجہ شد
 رہر مار کے بے اختیار حضرت ابو بکر کی انگوٹھ سے آنسو نکل پڑے اور حضرت کے رخسار مبارک پر گئے
 آپ بیدار ہوئے حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ یا حضرت سانپ نے مجھے کانٹا یہ سُستہ ہی اپنے
 اپنا لعاب دین مبارک اُس زخم پر لگا دیا وہ فوراً اچھا ہو گیا الغرض جو وقت آپ غار کے
 اندر تشریف لے گئے تو اُسی وقت مکرئی نے حاضر ہو کر غار کے ٹھنڈے پر اپنا جالا پور دیا اور
 گوز کے ایک جوڑے جنگلی نے انڈے دے کر سینا شروع کیا صبح کو کفار تلاش

کرتے ہوئے لب غارتگ یونچے اور اس طرح تہ جا کر کھڑے ہوئے کہ حضرت ابو بکر کو ان کے
 پانچوں نظریں پڑے یہ حال دیکھ کر حضرت ابو بکر بیت گھبرائے اور حضرت کی جانب سے کمال
 خزن و ملال اپنے دل میں لائے حضرت نے ارشاد فرمایا لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا
 یعنی رنج مت کرو کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے دونوں کے ساتھ ہے آخر کازہ
 کفار نے غار کے منہ پر لکڑی کے جلے اور کبوتر کے انڈے کو پایا تو ان کے اندر آپ کے چھوٹے
 کسی کو یقین نہ آیا اور اس کے علاوہ پھر وہاں سے آگے کہیں نشان قدم بھی نہ پائے لہذا
 کمال استعجاب و حیرت کے ساتھ مایوس ہو کر شہر مکہ کو واپس آئے سبحان اللہ اللہ تعالیٰ جل شانہ
 نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کے واسطے اپنی قدرت کاملہ و حکمت باریہ
 سے ایک آن و احد بین وہ سامان بھیاد فرمایا کہ کفار نہ جاننا کہ کفار نہ جاننا کہ کفار
 کچھ نہ بن آیا ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ ایسے اوقات میں اس طور پر حق خدمت گزاری ہو
 جان تباری بجالانا انہیں حضرات کا کام ہے کہ حضرت علی شیر خدا محلِ خوف جان میں بجائے
 آپ کے آپ کے بستر پر بیٹھے اور حق جان تباری کا بے تکلف اور فرمایا اور ایسی جاسے
 اندیش ناک پر کچھ بھی خوف اپنی جان کا نہ آیا اور حال فضیلت اشتعال حضرت ابو بکر کا بخوبی
 عیاں ہوا کچھ بیان ہے کہ آپ سے اس سفر ہجرت میں ایسی خدمت گزاری ہو جان تباری
 وقوع میں آئی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آیت شریفہ اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ
 مَعَنَا اتفاق آپ ہی کی شان میں نازل فرمائی مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے حضرت
 ابو بکر صدیق کی فضیلت پر کیا زور و شور کی حکایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر ابو بکر میرے تمام عمر کے اعمال مماثلہ لے لیں اور ان کے عوض
 میں اپنے ایک رات اور ایک دن کے اعمال حسد مجھے دیدیں تو میں بخوشی رضی ہوں

بعد اس ارشاد کے قصہ شبِ ہجرت کا اور سانپ کے کاٹنے کا سب کو سنایا اور فرمایا: "وہ دن ہے کہ جنابِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد اکثر لوگ ایمان دینے کے طریقِ اسلام سے منحرف ہو کر حالتِ ارتداد میں گرفتار ہوئے اور کچھ لوگ اداۓ زکوٰۃ سے برسرِ انکار آئے لیکن خدا جبرائیل علیہ السلام کے خیر دے اور بکر کو کہ ایک دن ٹھوٹا ایسی کوشش میں فرمایا کہ دونوں فریق سے حالتِ انکار و ارتداد رفع ہوئی اور ہر نوے روفیِ اسلام میں ہجرتی اسکاصل تین شبانہ روز آپ غارِ ثور میں تشریف فرما ہے عامر بن نبیرہ حضرت ابو بکر کے غلام آزاد و غار کے متصل بکر، ان چراتے تھے اور انکا دودھ آنحضرت اور ابو بکر کو ملا جاتے تھے اور حضرت عبداللہ بن ابی بکر صدیق شب کو غارِ ثور میں آپ کے پاس آتے تھے اور محلِ کفار کے ارادے اور مشورہ کا آپ سے بیان کر جاتے تھے پھر بعد گزرنے تین دن کے صبح کو عبداللہ بن ارقطہ دونوں اونٹنی دمان لائے اور عامر بن نبیرہ بھی آئے پھر ایک لاشی برکہ جیسا قصوہ نام تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور پس پشت حضرت ابو بکر کو بٹھالیا اور دوسری اونٹنی پر عامر بن نبیرہ اور عبداللہ بن ارقطہ کو سوار ہونے کا حکم دیا غرض کہ منازل و مراحل طے کرتے ہوئے ایک دن امِ معبد کے خیمہ پر کہ وہ عورتِ شریفہ عرب تھی اور خیمہ اسکا آٹھ سو راہِ مینہ میں نصب تھا پہنچے آپ نے امِ معبد سے گوتے و خبرے بقیعت طلب کیے مگر چونکہ موجود نہ ملے ایک بکری لا کر گوشہٴ خیمہ میں لٹا دی آپ نے امِ معبد سے ارشاد کیا کہ اگر کو تو اس بکری کا دودھ دوہ لین اور ہم نوش کریں اور تمکو بھی دین اُسے کہا کہ یہ بکری محض بے دورمہر اور حالتِ لاغری میں ایسی گرفتار ہے کہ چراگاۃ تک جانے سے ناچار ہوئی آپ نے ارشاد کیا کہ اس بحث سے ہمیں کیا سود و کار ہو رہی ہے لینے کی اجازت تم سے درکار ہے پھر جیسے ہی امِ معبد کی زبان پر حجتِ اجازت آیا

و ایسے ہی آپ نے بکری کے تھنوں کو ماتم لگایا آپ کے دست مبارک کی کبست سے اس
 بکری کے تھن دودھ سے ایسے بھر گئے کہ دیکھنے والے کمال استعجاب اپنے ان ہینے لگے
 پھر آپ نے اپنے ہی دست مبارک سے دو ہناتر دے کر کیا ایک بڑے برتن کو کریمین خوش
 آدمی خوب آسودہ ہو کر یہیں دودھ سے بھر دیا پہلے آپ نے ام معید کو بلایا اپنے خوب
 سیر ہو کر پیا عجب حلاوت و فزہ اس دودھ میں آیا پھر آپ نے اپنے ہمراہیوں کو خوب
 سیر ہو کر لایا بعدہ آپ نے نوش فرمایا پھر آپ نے اس دودھ کے برتن کو بھرا دیا اور پھر دمان
 مدنیہ طیبہ کا رستہ لیا موہب لدینہ میں ہر قوم پر کہ وہ بکری ام معید کی کہ جسے آپ نے
 دو ماٹھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک معیتی اور دودھ دیتی ہی یہاں تک
 کہ زمانہ مادہ میں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک بہت بڑا فحشا تھا مساج
 و شام دونوں وقت دودھ بکثرت دیتی تھی اور پردہ زمین پر کہیں دودھ کا نام نہ تھا آپ کے
 تشریف لیجانے کے بعد ابو سعید ام معید کا شوہر جب گھر میں آیا تو دودھ بکثرت دیکھا اپنی
 بی بی سے پوچھا کہ یہ دودھ تو نے کہاں سے پالیا ہے کہا کہ بھی ایک مردانہ صورت نیک سیر
 یہاں آیا اور اس لاغر بے دودھ کی بکری سے بقدر بکثرت دودھ اپنے ماتم سے دے دیا کہ ہم
 سب اور اپنے ہمراہیوں کو خوب سیر ہو کر بلایا پھر اس برتن کو دودھ سے بھر دیا اور چلا گیا
 ابو سعید نے یہ سن کر کہا و اللہ یہ شخص یقیناً وہی تھا کہ جبکو قریش ڈھونڈ رہے تھے پھر تے بہن
 ہر سو اس کی جستجو کرتے ہیں اگر میں اس وقت موجود ہوتا تو ہر ایمان لانا اور اس کے ہمراہ جانا
 پھر تھوڑے عرصہ کے بعد ابو سعید مع اپنی زوجہ ام معید آپ کے اشتیاق میں دمان کا ہناتر چلا
 مرتے میں آئے اور بعد قیامت سے مسلمان ہو کر آپ پر ایمان لائے تو ضحیٰ ہر کہنا زانہا نے
 اس مضمون کا اشتہار دیا تھا کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زنا کر لایا گوارہ اس کے

صلے میں سوار ہوئے انعام پائیگا اور جو کوئی ابو بکر کو لایگا وہ بھی اسی قدر انعام پائیگا اور جو
کوئی ان دونوں کو گرفتار کرے یا ہتھیار کرے دو سو روٹ انعام پائیگا چنانچہ سراقہ بن مالک بن قیس
کہ ایک شخص سردار بن ہرست سے تھا اور دینے کو راہ میں ایک جھیل کے کنارے رہتا تھا جب
اس نے مضمون ہتھار کنارے خبر پائی تو طبع دنیوی اسکے دل میں سمائی جب اُسے سنا کہ
چند لوگ اونٹوں پر سوار بھی اس راہ سے گذرے ہیں تو اس نے فوراً اپنا گھوڑا تیار کر لیا
اور سلاخوں سے مسلح ہو کر گھوڑا دوڑانا ہوا آپ کے نزدیک آیا حضرت ابو بکر نے اُسے دیکھ کر
عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک سوار آپہنچا آپ نے اُس کے حق میں بد دعا کی اس دعا سے
مل شانہ نے اُس کو فوراً پیرادی کہ اُس کے گھوڑے کو ناسلم زمین میں دھنسا دیا سراقہ نے پنا
حال دیکھ کر آپ کے حضور میں عرض کیا کہ یا حنیف میں اس بات پر یقین لایا کہ آپ ہی کی دعا
خدا نے میرے گھوڑے کو زمین میں دھنسا دیا اب میں امیدوار ہوں کہ آپ میرے واسطے دعا
نجات کیجیے اور مجھے یہ وعدہ لیجیے کہ میں پیرتے وقت اُن راہ میں جس کسی سے ملو گا اُس
سے یہ کہو گا کہ میں آپ کو تلاش کرتا ہوں کہ میں سراقہ یا یا ہر حال جب یہ عاجزی اُس سے
دفعہ میں آئی تو آپ نے اُس کی راہ میں اُسے واسطے دعا فرمائی سراقہ کہتے ہیں کہ جب آپ کی
دعا سے زمین نے میرے گھوڑے کو چھوڑ دیا تو اُس وقت میں نے اپنے دل میں خیال کیا
کہ بیشک جو شخص آپ کے مقابلہ پائیگا وہ بھی سرسبز و قیاب ہو کر نہ جائیگا بائیں خیال میں
یہ عرض کیا کہ یا حضرت ایک امان نامہ مجھے لکھ دیجیے کہ جب اللہ تعالیٰ آپ کو حریفوں پر غالب
فرمائے تو یہ امان نامہ میرے کام آئے آپ نے عامر بن قیسہ کو حکم دیا اُنھوں نے
آپ کی جانب سے ایک امان نامہ سراقہ کو لکھ دیا اگرچہ سراقہ اُس وقت ایمان
نہیں لائے مگر خیر روز کے بعد مشرف بایمان ہو کر زمرہ اصحاب عالی جناب میں

اور آئے آخر کا جب حضرت رسول اللہ مدینہ امینہ کے متصل یہودیہ توجہ سے یہاں پر یہ
 بن انجیب اسلمی مع شہسواروں کے آپ کے آپ کے آپ کے پوچھا کہ کون ہو گیا کہ ان
 پر یہ بن انجیب اسلمی ہوں جب بریدہ نے اپنا نام بتایا تو آپ نے بطور تعجب کے براہِ شام
 فرمایا کہ تیرا امومت یعنی خدایا اور تیرا کلام ہمارا اور قبیلہ کا نام اسلمی ہے آپ نے
 ارشاد کیا کہ سائننا یعنی سلامت رہے ہم پھر ارشاد کیا کہ قبیلہ اسلمی میں اس قوم سے پہلے
 عرض کیا کہ نبی ہم سے فرمایا کہ خروجِ سفینات یعنی فلاح ہے اور اس قوم کے
 اور بریدہ یاب ہوا تو ایمان کے طعنت و انوائت جب آپ نے یہ کیا کہ ان کے مال کے بار بار
 تو بریدہ باوجود کہ تعجب برداشتے تھے لیکن نہ ہر ایمان خود خود آپ پر ایمان لائے
 اور آپ کا جمال باکمال دیکھ کر آپ کے عشق و محبت میں ایسے گرفتار ہوئے کہ حال
 مال سے آپ پر فدا اور فدا ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے
 جلوس کے لیے ایک علیہ ایسا برے نشان ہو کہ جس سے دشمنوں کے دلوں پر عالم اور مایہ
 اسلام کی زیادہ علوے نشان ہو چکر حضرت بریدہ نے اپنی اگلی گویا کہ اگر آپ کے
 نشان بنایا بریدہ کے اس فعل کو آپ نے بہت پسند کیا اور یحییٰ کو نشان بریدہ بنا یا
 بھان اسد آپ کی کبارکت اور کما عظمت تھی کہ بریدہ کا قصد اور کیا نیت تھی کہ
 سرکشی سے آئے اور کس خوبصورتی سے کیسی جلدی آپ پر ایمان لائے یا نہایا ہے کہ
 ایسا ایمان بریدہ ہر روز آپ کی شریف آوری کے انتظار میں ہر راہ کرتے تھے اور تا
 وہ پہر آپ کا انتظار کر کے پھر مدینہ کو واپس جاتے تھے چنانچہ ہر روز شریف آوری جب لوگ
 جب دستورِ حضور کے انتقال کو آئے اور تا وہ پہر رہے دیکھ کر بڑے حسین نشان آپ کی
 ساری کا ایک یہودی کو کہ وہ ایک بیٹے پر تھا نظر آیا تو وہ اس آواز سے چلا یا

تاکہ ہم ہر وقت آپ کی زیارت بابرکت سے فیض یاب ہوتے اور آپ کے قدم مبارک
 اپنی آنکھوں سے لگانے آخر کار جب آپ اپنی اڈنی پر سوار ہو کر طے تو یہ قبیلے کے لوگ آپ کے
 ہمراہ ہوئے اور ہر ایک شخص ہی عرض کرتا تھا کہ حضور ہمارے ہی محلہ میں قیام فرمائیں
 تاکہ ہر وقت کی ضروری سے ہم بہرہ مند ہو جائیں یہ سن کر آپ نے ارشاد کیا کہ اے بھائیو تمہاری
 اس تقریر دلیہر سے میرا دل بہت خوش و سرور ہے آگاہ ہو کہ اڈنی میری جناب احدیت
 سے مامور ہے جس جگہ یہ از خود میٹھ جائیگی وہیں قیام کرونگا پھر وہاں سے آگے نہ بڑھو گنگا
 آخر سیکم پر دروکار اڈنی چلتے چلتے اُس مقام پر پہنچی جہاں مسجد شریف کا منبر ہی ظاہر ہے کہ وہ
 مقام ساری دنیا سے بہتر اور بوجہ قیام حضرت خیر الانام عظمیٰ اور کبیتین مکمل ہے اور
 حضرت ابوالنصاری کے مکان جنت نشان کے متصل تھا اب جانتا چاہیے کہ حضرت ابوبوب
 حضرت شامول کی اولاد نیک نہاد ہیں تھے اور شامول اُن چار سو علمائے ذی وقار کے
 سردار اور استاد تھے جو کہ لازم اور مصاحب تنج حمیری بادشاہ میں کے تھے اہل سیرت
 ہیں کہ ایک روز بادشاہ موصوف نے اُن چار سو علمائے ساتھ جو کہ ہر وقت اُنکی مصاحبت
 اور ملازمت میں رہتے تھے سرزمین مدینے پر اُس حال میں گذر فرمایا کہ هنوز مدینے کی
 آبادی کا کہیں نشان بھی نہ تھا مگر علمائے مذکور کو کتب توارخ سے معلوم ہو چکا تھا کہ
 یہ سرزمین نورانیں حضرت خاتم النبیین کی ہجرت گاہ ہے اور اس مقام پر سکونت کرنے
 والوں کو دو جہان کی نیاہ ہے باین خیال جب اُس مقام پر آئے وہاں اور سب علما نے
 آنحضرت کی ہجرت گاہ کی ٹھیک پائی تو اُن سبھوں نے اپنے دلوں میں آپ کی محبت کا
 ایسا جوش پایا کہ یہ خود ہو کر اپنی سکونت کے واسطے بادشاہ سے اجازت لی اور ایک
 بستی آباد کر کے وہیں رہنا اختیار فرمایا جب اُن حضرات علمائے اُس سرزمین نورانیں کو

آباد کیا تو اسکا نام نامی مدینہ رکھ دیا چونکہ وہ جاے پاک سرسبز و شاداب اور انما شیرینی
 سے پر آب تھی لہذا اسکی آبادی نے بہت جلدی ترقی پائی آپ کی برکت سے چند روز
 صورت شہر کی نظر آئی بوجہ محبت آنحضرت کے بادشاہ نے بھی چاہا کہ میں بھی یہیں جی اؤں
 اور اب وطن کو نجاؤں مگر خیال بر بادی سلطنت کے مجبور ہو گیا اور اپنی طرف سے ایک
 ایمان نامہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لکھ کر شامول کے سپرد کر دیا اور کہا
 کہ اپنی اولاد کو یہ ایمان نامہ میری طرف سے دیکر وصیت کرنا کہ انہیں سے جو کوئی نئی خزانہ
 حبیب یزدان کو پائے وہ یہ ایمان نامہ میری جانب سے آپ کے حضور میں پہنچائے سچان
 حقیقت اور خلوص نیت اسکا نام ہر عشق و محبت کا دم بھڑا ایسے ہی حضرت کا کام ہوا تو
 اگلا گرجہ میں آپ نے قیام فرمایا تھا وہ مکان اُس بادشاہ نے خاص آپ ہی کے ہم ہم بنوایا تھا
 اور اکبر شامول سے تاحضرت ابوایوب جب کہیں نیت کے انقضاء کا زمانہ آیا تب آپ نے
 مکے سے ہجرت کر کے مدینے میں قدم رنجہ فرمایا بار وقت تشریف آنحضرت کے ابوایوب نے
 سب حال آپ سے عرض کیا اور وہ نامہ کہ انہیں کے گھر میں پشت در پشت چلا آتا تھا
 آپ کے حضور میں بادشاہ مذکور کی طرف سے پہنچا دیا جملہ انصار انھیں شامول کی اور
 میں یہی وجہ ہے کہ اس قوم کے سب لوگ بڑے ستودہ صفات و نیک نمادین جو خدا کراری
 اور جان شاری حضرت خاتم النبیین اور مہاجرین کی انصار سے ظہور میں پائی یہ جان شاری
 اور کسی قوم سے وقوع میں نہیں آئی جس انصار کی دیوبیدیاں تھیں انہیں سے ایک کو ملا
 دے کر آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر کیا اور کہا کہ یا حضرت بیچے جس کسی مہاجر کے پاس
 عورت نہ ہو اُس سے اسکا نکاح کر دیجیے واقعی انھیں حضرات انصار کا یہ کار تھا ورنہ ایسی چیز
 محبوب کے ساتھ شرکت کرنا سخت تر و دشوار تھا بہر حال جب آپ ابوایوب کے گھر میں تشریف لائے

تو آپ نیچے کے درجے میں تھے اور ابوالیوب مع اہل و عیال کو نئے پر رہے مگر شب کو ابوالیوب
اور انکی بی بی ام ایوب کو یہ خیال آیا کہ یہ کام ہم سے بڑی گستاخی اور سوراہی کا وقوع
پایا کہ حضرت نیچے کے درجے میں رہیں اور ہم اوپر واقعی یہ کام نہایت براہ اور تیر ہر جب
اس بارہ میں ابوالیوب سے بہت اصرار وقوع میں آیا تو آپ نے انکی خوشی خاطر کے واسطے
کوٹھے پر بٹھا اختیار فرمایا جس جگہ حضرت کی اونٹنی بیٹھی تھی وہ جگہ دیتیمون کی تھی اور وہ
دونوں نسیم سعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے حضرت ابوبکر کے مال سے دس درم کو آپ نے
وہ زمین خرید فرمائی اور اسی حجرات شریفہ اور جد شریفہ بنوائی حدیث شریفہ میں آیا کہ
کہ آپ نے مسجد شریفہ کی تعمیر میں ایک پتھر اپنے دست مبارک سے رکھ کر حضرت ابوبکر
سے ارشاد کیا کہ اب تم بھی ایک پتھر اپنے ہاتھ سے اس پتھر کے متصل رکھو حضرت عمرؓ
حضرت عثمانؓ سے بھی اسی طرح فرمایا اور ایک سے دوسرے کے ابتدا کیا ایک پتھر رکھو یا
اور ارشاد کیا ھُوَ لَا اَخْلَعُ اَدَمَ بَعْدَیْ یعنی یہ لوگ میرے بعد میرے نائب ہوں گے اور
بجائے کام انکے بہتر اور بصائب ہوں گے

احوال اسلام حضرت عبدالعزیز بن سلام

پس مدینہ طیبہ میں آپ کی تشریف آوری کے بعد عبدالعزیز بن سلام کہ قوم یہود میں
بڑے عالم تھے آپ کی ملازمت کے واسطے آئے اولیٰ سوال اپنی زبان پر لائے کجملہ اُن
سوالات کے ایک یہ سوال یہ تھا کہ قیامت کی پہلی علامت کیا ہو اور پہلی غدا اہل حبشہ
کیا ہو اور دوسرا کوسج سے باپ کی جانب شامت پیدا کرنا ہو اور کس سبب سے ان کی تباہ
ارشاد کیا کہ قیامت کی پہلی علامت ایک آگ ہوگی کہ جب وہ ناشر بار بار بتواریخ اہل
کے حکم سے ملک مشرق میں آئے گی تو وہ ان کے کل باشندگان کو مغرب میں لے جائے

مانک یجائیگی اس آگ کی مفصل کیفیت بیان آخرت میں مولانا رفیع الدین محدث دہلوی
 نے اس طرح لکھی ہے کہ جب وہ آگ ملک مشرق میں آئیگی تو وہاں کے باشندوں کو ملک مغرب
 میں اس طرح مانک یجائیگی کہ جب لوگ اُس آگ کو دیکھیں گے تو خوف کا کردار مانے بھاگنے
 اور وہ آگ اُٹھائیگی کہ جتنی تب وہ لوگ دوڑتے دوڑتے خود ہو کر کسی مقام پر ٹھہر جائیں گے تو
 وہ اگر بھی اُسے غلغلہ ٹھہر رہے گی نہ اُنکے قریب جائیگی اور نہ اُنکو جلائیگی حتیٰ کہ اسی طرح نمر
 ز منقر ملک مغرب میں اُٹھو مانک لائیگی اور جب وہ لوگ وہاں پہنچ جائیں گے تو آپ
 عائب ہو جائیں گی پھر اُنکا کیا کہ جب اہل نیت بہشت میں جائیں گے تو پہلے اُس مچلی کا جگر
 کھنسا ہوا کھلیا جائیگا کہ جو ساری دنیا کی زمین اپنی پشت پر لے کھڑی ہو یعنی تمام زمین کی بنیاد
 اُسی مچلی کی پشت پر پڑی ہو پھر فرمایا کہ جب نطفہ نان کا غالب ہوتا ہو تو پھر نان کی جانب
 مشابہت لانا ہو اور جب نطفہ باپ کا غالب ہوتا ہو تو پھر باپ کی طرف تشبیہ لانا ہو پھر
 عبد الدین سلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیشک آپ کی یہ سچی تقریر ہے کتب سابقہ میں
 یونہی تحریر ہو اور فوراً آپ پر ایمان لائے اور آپ نے طریق اسلام اُنکو تلقین فرمائے
 عبد الدین سلام نے عرض کیا کہ یا حضرت قوم یہود پڑی جھوٹی اور جلسا زین اور کمال
 درجہ افترا پر دراز اگر میرے اسلام سے خبر پائیں گے تو کلمات یہود میری نسبت زبان پر
 لائیں گے اب میں چھپکر بیٹھتا ہوں آپ انھیں بلائے اور قبل ظاہر کرنے میرے اسلام کے
 کچھ حال میرا اُسے استفسار فرمائیے پھر جب یہود آپ کے حضور میں حاضر ہوئے تو آپ نے
 اُسے یہ استفسار فرمایا کہ تم نے اپنی قوم میں عبد الدین سلام کو کیسا پایا کہ اُنکو حذیٰ بنا دیا اُن کو حذیٰ بنا
 دے سیدنا و ابنا سیدنا آپ نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائے اور ہمارا کلمہ پڑھ کر
 ایمان لائے کہ اُنکو ذبا سد وہ کبھی اپنے مذہب سے نہ پھر گیا اور اپنے دین کے خلاف

بہرگز کوئی کام نہ کیا حضرت عبد اللہ بن سلام یہود کا یہ کلام سنکر باہر آئے اور کلمہ شہادت
 نبی زبان پر لائے اے کَلَّا اَلَا اِنَّ اللّٰهَ وَاسْتَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یَسْئَلُکُمْ یہود
 جسے میں آئے اور عبد اللہ بن سلام کی نسبت بت کچھ کلام یہودہ اپنی زبان پر لائے اور کہا
 شہادت و ابن شہادت یہ سنکر عبد اللہ بن سلام نے عرض کیا کہ حضور نے حال یہود کا دیکھ لیا

احوال اسلام حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

واضح ہو کہ حضرت عبد اللہ بن سلام کے اسلام لانے کے بعد حضرت سلمان فارسی بھی کہ
 بیشتر انھوں نے دین مجوس چھوڑ کر دین نصرانی اختیار کیا تھا اور علماء یہود و نصاریٰ کی
 زبانی بے تحقیق پُرسن لیا تھا کہ نبی آخر الزمان کے مین بعوث ہونگے اور پھر وہاں سے ہجرت کر کے
 مدینہ میں آئیں گے اور لوگوں کو دین اسلام کی طرف رشد و ہدایت فرمائیں گے اسی اشتیاق
 میں مدینہ میں نکاح قیام تعاشب و روز نظام تشریف آوری حضرت خیر الانام تھا اور
 انکے ایمان لانے کی مفصل کیفیت اور مدینہ طیبہ میں آکر قیام کرنے کی اصل حقیقت یہ
 کہ خداوند تعالیٰ نے انکو عہد بہت بڑی عطا فرمائی ایک روایت میں ہے کہ چار سو برس
 اور ایک روایت میں ساڑھے تین سو برس اور ایک روایت میں ڈھائی سو برس کی
 عمر انھوں نے پائی اور اس مدت میں بے معاش محض توکل بخدا دین حق کی تلاش میں
 اور حضرت خیر الانام علیہ السلام کی ملازمت کے اشتیاق مالا یطاق میں ہر سو بھرتے
 اور جستجو کرتے رہے چنانچہ معارج النبوت میں بردایت میچھ حضرت عبد اللہ بن عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیا ہے کہ حضرت سلمان بن عثمان فارسی نے اس طرح بیان فرمایا کہ
 کہ میں ایک زمیندار کا بیٹا شہر مرقمہ کے متصل ایک بستی کا رہنے والا کہ نام اس
 مقام کا جیسی تھا میرا باپ تو گریڑا مالدار تھا اور بوجہ فرط محبت کے ایک دم کے

واسطے میرا گھر سے کہیں باہر جانا اُسے از حد ناگوار تھا اسی وجہ سے میں کہیں نہ جاتا اور
 شب و روز آتش پرستی میں مشغول رہتا اتفاق سے ایک روز مجھے میرے باپ نے کھٹواری کے واسطے
 بھیجا اور کہا کہ جلدی چلے آنا بہت دیر نہ لگنا جب میں مکان سے کھیت کی طرف چلا تو آٹناے راہ
 میں رہب کا ایک کینہہ مجھے ملا اُسکے اندر سے کچھ پڑھنے کی آواز سی میرے مکان میں آئی کہ جسکی
 سماعت سے میرے دل نے بہت زحمت پائی پھر جب میں اُس کینہے کی اندر گیا تو دیکھا کہ بہت
 لوگوں کے سامنے بیکل رکھی ہو اور وہ سب باؤز بلند مصروف بہ تلاوت ہیں اور کچھ لوگ نماز
 پڑھتے اور کچھ لوگ مشغول بہ دیگر عبادت ہیں اُن لوگوں کی عبادت کا یہ طریقہ دیکھا کہ میں
 بہت خوش ہوا اور پوچھا کہ یہ کس دین و آئین پر کہا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کا یہ دین متین جو یہ
 سُنتے ہی مجھے اُس دین کی طرف کمال رغبت ہوئی اور آتش پرستی سے نہایت نفرت
 اُس دن صبح سے تا شام میرا دین قیام رہا اور کھیت کو نہ گیا اور اپنے اشتیاق کا مال
 اُس دین کی طرف اُن راہوں سے بیان کیا اور کہا کہ یہ دین تمہارے مجھے پسند آیا
 مگر باپ کی دہشت سے اسکو اختیار نہیں کر سکتا اسکی تدبیر بناؤ اور جلد تر مجھے میرے
 مطلب دلی پہنچاؤ انھوں نے کہا کہ اچھا چندے توقف کر جو وقت کوئی قافلہ ملک
 شام کو جائیگا تو ہم تجھے بلائینگے اور وہاں بھیج کر تنجو تیرے مطلب پر پہنچائینگے پھر شام کے
 وقت جب میں وہاں سے اپنے گھر آیا تو اپنے باپ کو بوجہ اپنے غائب ہوجانے کے نہایت
 غمگین پایا اُس نے مجھے دیکھ کر میرے غائب ہونے کا سبب پتہ نہ کیا میں نے کیفیت دیکھی کہ
 مفصل بیان کر دیا اور کہا کہ اُس دین کی طرف بہت رغبت ہو اور آتش پرستی سے کمال درجہ
 نفرت یہ حال شکر میرا باپ بہت گھبرایا اور جب میلان طبیعت میرا اُس دین کی جانب
 تریا وہ پایا تو میرے بھاگ جانے کے خوف سے مجھے قید کیا اور ایک لنگر میرے

پاٹون میں الیامین نے پوشیدہ اُن رہوون کے پاس کہلا بھیجا کہ جب کوئی قافلہ ملک
 شام کو جائے تو تھیں ضرور اطلاع دینا جس طور سے ہو چکے وہاں پہنچا کر اسکے عوض میں
 ثواب عظیم لینا آخر کار جب قافلہ ملک شام کو چلا تو رہوون نے مجھے خبر دی اس طور سے
 ممکن ہوا میں اُس قافلے میں پہنچا اور بہرہیت اُن رہوون کے پاس کہلا بھیجا کہ شام کو گیا اور
 دریافت کیا کہ یہاں کون سب میں بڑا فاضل ہے یعنی دین نصرانی کی ملتیں ہیں کون
 شخص بڑا کامل ہے لوگوں نے ایک راہب کو بتایا میں اُسکے پاس گیا اور اُسکے سب اعلیٰ ذیہ
 اشقیاق کا مستایا اُسے میرے اتنا س کو قبول کیا اور اپنے حضور میں حاضر رہنے کا حکم دیا وہ
 راہب و غلط تھا لوگوں کو دین نصرانی کی طرف بلاتا تھا اور خیرات کی طرف رغبت سب کو
 دلاتا تھا ہر ایک متمول اُس شہر کا بہت مال و زر غنا تقسیم کرنے کو اُسکے پاس ہوتا مگر وہ برا
 حرص نہیں ہے بلکہ میرے نام تقسیم کر دیتا اور باقی سب آپ نے لیتا تھی کہ سات خیم درہم و
 دینار سے اُسے بھر کے اور بطور خزانہ کے ایک تہ خانہ میں مجتمع کر دیے آخر کو اسی حالت
 میں ایک روز دنیا سے منہ موڑ گیا اور وہ سب درہم و دینار اُسی طرح چھوڑ گیا اُسکے
 انتقال کی خبر پا کر نصرانی لوگ اُسکی تحفہ و کفن کے واسطے آئے اور بہت کچھ سامان اپنے
 ہمراہ لائے مگر میں نے براہِ نفرت اُسکی اس حرکت نامعقول کا سارا حال اُنسے کہہ دیا اور
 تہ خانہ میں لہجا کر وہ سب خزانہ دکھایا جب اس ماجرے سے اُنھوں نے اطلاع پائی تو تپش
 میں سبھوں نے قسم کھائی کہ ہم ہرگز اُسکو دفن نہ کریں گے پھر اُسکو سولی پر بٹھا کر سنگسار
 کیا اور وہ سب مال و زر بلکہ اُسی وقت محتاجون تقسیم کر دیا پھر اُس گنبد میں اُس
 راہب کی جگہ پر ایک عابد بڑا زہد بنا اُسکے فیضانِ محبت سے میں نے بہت کچھ فائدہ
 اور حظ اُٹھایا آخر کو جب اُسکی رحلت کا زمانہ قریب آیا اور میں نے مذکورہ کتب و کتب و کتب

تو کہا کہ تم تو دنیا سے منحصر مورتے ہو مجھے کس پر چھوڑتے ہو اُسے کہا کہ خدا سے لایزال
 میرے خیال میں نہ ابد مطلق فی زمانہ لانا فی ہر گز بجا آوری احکام الہیہ اور ملحقین شرعی
 مانتا ہوں میں ہمہ تن مصروف اور بہت بڑا مادی راہ تھا فی ہر پھر اس زمانہ کے انتقال
 کے بعد میں شہر موصل میں گیا اور اُس زمانہ سے ملا اور کہا کہ فلاں رہا ہے مجھے تیری بہت
 میں بھیجا ہے اُسے میرے اہل اس کو قبول کیا اور مجھے اپنے حضور میں حاضر رہنے کا حکم دیا پس
 عرصہ دراز تک میں اُنکی خدمت میں حاضر ہوا دُعا می اُس زمانہ کو کمالات باطنی سے مالا مال
 پایا اور اُنکی خدمت سے بہت حظ اٹھایا پھر جب اُنکی موت کا بھی وقت نزدیک پہنچا تو
 میں نے اُس سے کہا کہ اب آپ تو دنیا سے کوچ فرماتے ہیں مجھے کس پر چھوڑے جاتے ہیں
 کہا کہ شہر نصیبین میں ایک رہا ہے بہت بڑا عابد و زاہد ہر اُسکے پاس جانا اور پیر اسلام
 پہنچا تا پھر اُسکے انتقال کے بعد میں نصیبین میں آیا اور اُس زمانہ کو بھی بہت چھایا یا پھر جب اُنکی
 رحلت کا بھی وقت قریب آیا اُسے بھی میرے حسب و نحوست شہر عموریہ نواحی روم میں ایک
 زاہد بتایا پھر بعد انتقال اس زمانہ کے میں عموریہ میں آیا اور سب حال اپنا اُس زمانہ کو کہہ سنا
 اُسے بھی مجھے اپنی خدمت میں حاضر رہنے کا حکم دیا آخر جب اُنکی رحلت کا بھی زمانہ نزدیک
 آگیا تو میں نے اس سے کہا کہ اب کوئی اور ایسا مجھے بتا رہا ہے بہت اُن تک مجھے پہنچا
 کہا کہ ایسا کوئی شخص کہ علم سلوک میں کامل ہو اور اُنکی تلقین سے شایقین کو کچھ حاصل ہو مجھے
 اب پردہ زمین پر پھر حضرت قائم النبیین کے کوئی نظر نہیں آتا ہر ملت ابراہیمی کے زندہ مگر
 یہ اب خدا جل جلالہ کو مبعوث فرماتا ہی اور وہ قریب تر دیا عرب میں ظہور فرمایا پھر اپنے
 وطن مالوت سے نخلستان میں ہجرت کر جایگا اور وہ نخلستان در بیان دو نخلستان کے
 ہو گا اور اُس نبی آخر زمان کی نشانیوں میں سے ایک پہچان یہ ہے کہ وہ صدقہ نہ کھائے

اور ہدیہ کو قبول فرمائینگے اور اُنکے دونوں تئسا نون کے درمیان میں مہربوت ہوگی انکی
تصدیق رسالت کے واسطے اور جہان وہ جائینگے ابر حمت اُنسر سایہ کرے گا اُنکے آرم و
رحمت کے واسطے پھر بعد طلت اُس رہب کے ایک مدت تک میں عجمیہ میں مقیم رہا اور
اس مدت میں میں نے محنت و مشقت کر کے چند بکریاں و گائیں ہم بیونیا میں پھر جب ملک
خافہ بنی کلب کا وہاں آیا تو میں نے اُس کا ررواں سے کہا کہ میری سب گائیں اور بکریاں
تم لے لو اور مجھے سرزمین عرب میں بیونیا دو انھوں نے میرے اتنا س کو قبول کیا اور مجھے
اپنے ہمراہ لیا جب وہ وادی القری میں پہنچے تو انھوں نے میرے ساتھ فریب کیا اور
مجھے عثمان استمل یہودی کے ہاتھ بیچ لیا چونکہ میرا دل آنحضرت علیہ السلام کے اشتیاق و
میں سقا تھا لہذا میں محنت و مشقت سے مجبور و باچار تھا اسی وجہ سے نوبت بہ نوبت کہتا
جگہ کا انجام کو عثمان استمل کے چجانے مجھے فرید کیا اور اپنے ہمراہ مدینہ میں لایا قسماً خدا کی
اُس شہر میں آنے سے میں نے خود بخود اپنے دل کو سدرہ جوش و مخطوطا یا کہا کہ گویا خزانہ ہفت
اقلم میرے ہاتھ آیا اور مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ میں نے اس شہر کو بار بار دیکھا ہے جس پر عشق
محبت کا بہی لکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو
مسلمان بنا ہرستان کو بی چیز لیکر آپ کے حضور میں آئے اور عرض کیا کہ یا حضرت اے مجھے یہ
صدقہ قبول کیجئے آپ نے فرمایا کہ صدقہ مجھے حرام ہے یہی چیز کا لینا محتاجون کا کام ہے پھر
دوسرے روز آئے کوئی تحفہ آپ کے حضور میں لائے آپ نے اسے قبول کیا پھر مسلمان نے
جب کسی جیلے سے مہربوت کو بھی دیکھ کر اپنا اطمینان کر لیا تو عرض کیا کہ یا حضرت مجھے کلمہ
پڑھائیے میں مسلمان ہوتا ہوں مجھے حکام اسلام کے تلقین فرمائیے پھر آپ نے مسلمان کو
مسلمان کیا اور کلمہ پڑھایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اب جلد اپنی آزادی کی فکر کر کسی کی

غلامی میں اب نہ روجب آپ نے یہ کم دیا تو انھوں نے اپنی آزادی کے واسطے اپنے مالک سے یہ کتابت کما اُسے چالیس اوقیہ سونے پر انکو مکاتب کر دیا اور پھر پتھر طلی کہ تین سو زخمت دے کے لگائیں جب وہ بار آور یوں تب یہ آزاد ہو جائیں جب اُس یودی نے پتھر طلی جب انھوں نے سب کیفیت آپ کے حضور میں عرض کر دی یہ سنکر آپ نے اپنے دوست مبارک سے تین سو زخمت خرچے کے منصب فرمایا کہ وہ آپ کی برکت سے اُنکی سالین بار آور ہوائے فقط ایک دخت جو کہ حضرت امیر بنی سعد تالی تہ نہ اپنے ہاتھ سے لگایا تھا وہ نہ چلا جاتا ہے اُسے لکڑی کے دو سو زخمت اُنکی جگر پر اپنے دست مبارک سے لگایا تو وہ بھی بافضل الہی اُسی وقت پھل آیا اور مقدار ایک بیضہ خرچ کے کہیں سے سونا قیمت میں آیا تھا اُسے آپ نے سنان کو دیا اور یہ ارشاد کیا کہ اسے لچاؤ اُس یودی کو دے کر آزاد ہو جاؤ مسلمان نے عرض کیا کہ یا حضرت چالیس اوقیہ چاہیے: تھوڑا سونا ہر اس میں کما ہوتا ہے یہ سنکر آپ نے اُس سونے پر اپنی زبان مبارک میں فرمایا اور دعا سے برکت کی مسلمان کہتے ہیں کہ بخدا سے لایزال جو میں نے اُسے وزن کر لیا تو بلا کم و بیش پورا چالیس اوقیہ آیا ابھر مسلمان اُسے سے کر زاد ہوئے اور داغ البالی کے ساتھ حد امیر آپ کی خدمت مبارکت میں رہتے اوقیہ عربی میں سات مثقال کے وزن کو کہتے ہیں اور مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے اِس حساب سے چالیس اوقیہ ہندوستان کے وزن مروجہ سے قریب ڈیڑھ سیر کے ہوا بعد اکر آپ کی زبان بجز نشان ہے یہ ایسا معجزہ ظہور میں آیا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ایک مقدار بیضہ سونے کو ڈیڑھ سیر نیم کلا وزن بنایا

احوال غزوات اُن سرور کائنات

اب واضح ہو کہ بعد ہجرت کے بجناب اہدیت سے کفار ناہنجار پر حکم جہاد کا آیا اور

آپ نے اسی سال میں قتال شروع فرمایا جس جہاد میں کہ آپ نے نفس نفیس شریک ہو
 ہیں اُسے اہل سیر غزوہ کہتے ہیں اور جس جہاد میں آپ نے لشکر کو مع دیا اور خود بذات
 و الامتات اٹھیں قدم نہ نہیں فرمایا اسکا نام سہرہ قرار پایا جتنا چہ منجملہ غزوات کے ایک
 بہت بڑا غزوہ بدر ہے کہ جسکے دبدبہ اور ہیبت سے آلان کفار کی زبان پر الامان و بھڑک
 بدر ایک کنوین کا نام ہے مدینہ طیبہ سے تین منزل پر یہ مقام ہے یہ کنوین بدر بن طاریش
 یا بدر بن قریش کا بنوایا ہے انھیں کے نام پر اس کنوین کا نام قرار پایا ہے و قسمی دنیا میں
 کوئی لڑائی جنگ بدر کے مقابلے میں نہیں ہوئی اس لڑائی میں کفار کی حمایت پر طیس
 لعین مع ایک گروہ شیطاں کے آیا تھا اور اسکے علاوہ بہت سے جہات کو کہ قوم کفار
 تھے انکو بھی ابلیس نے کفار کی مدد کے واسطے بلایا تھا جتنا چہ حضرت عبداللہ بن عباس
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ابلیس لعین بدر کے روز کفار کی مدد کو آیا اور ایک
 بڑا لشکر شیطاں کا اپنے ساتھ لایا اور سراقہ بن مالک بن جشم مدیحی کی صورت میں آیا تھا
 اور اپنے ہمراہ میں ایک نشان بھی لایا تھا اور کفار سے کہتا تھا کہ تیر کوئی غالب نہ آویگا
 اور کبھی کوئی تیر فتح نہ پایگا مگر جب زشتون کو دیکھا تو مارے خون کے بھاگ گیا اور
 پھر اس طرف کو گھٹنہ نہ کیا اور سات سو ستر منادید قریش اس لڑائی میں موجود تھے یعنی
 وہ سردار جو بڑے مشہور و نامور تھے اور اہل اسلام کی مدد کو اللہ جل شانہ نے نشر جن اور
 پانچ ہزار فرشتے نازل فرمائے اور وہ سب اہل کھوڑوں پر سوار آپ کے لشکر ظفر پیکر
 حاضر تھے جتنا چہ حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن ایک
 آندھی ایسی تند و تیز آئی کہ جس سے تمام خلقت پر بدحواسی چھائی پھر ٹھوڑی دیر کے بعد
 ایک ہوا ایسی زور و شور سے آئی کہ جس سے ساری خلقت نہایت گھبراہٹ میں پھرتی

تیسری بار ایک ہو کا ایسا زور ہوا کہ جسکی شدت کا تمام عالم میں شور مچا حضرت
سیدالابرار نے اپنے صحاب کبار سے فرمایا کہ ان آندھیوں کو نزول پانے کا سبب جمع
تمہارے خیال میں آیا عرض کی نہیں یا رسول اللہ فرمایا کہ پہلی بار حضرت جبریل علیہ السلام
ہزار فرشتوں کے ساتھ تشریف لائے اور سورہ انفال میں جناب باری تعالیٰ ارشاد فرمایا
اِذْ تَسْتَفِئِفُونَ عَنْ صَلَاتِكُمْ لَعَنَ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ يَاجِزِلٌ اُولَٰئِكَ سَمِعُوا لَكُمْ يَٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا فَاَسْتَجَابْ لَكُمْ بِسُورَةٍ مِّنْ قُرْاٰنٍ لَّعَلَّكُمْ تَعْلَمُوْنَ
میں مرد دہنے والا ہون چلو یا لَعَنَ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ يَاجِزِلٌ اُولَٰئِكَ سَمِعُوا لَكُمْ
ایک دوسرے کے پیچھے آئے والے ان ہزار سے دے فرشتے مراد ہیں جو لشکر لاکھ
آگے تھے یا اُنکے افسر و سردار اور نفیر تعلبی میں حفت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مقول
ہو کہ انہیں ہزار فرشتوں نے بدر کے دن قتال کیا ہو اور تین ہزار اور پانچ ہزار
جھکا مذکور سورہ آل عمران میں ہو وہ لڑائی کے واسطے نہیں آئے تھے بلکہ خوشخبری
کے واسطے تشریف لائے تھے پھر میکائیل میرا فریل باری باری سے ہزار ہزار فرشتوں کے
ساتھ آئے انکے علاوہ دو ہزار اور بھی آئے تھے سب پانچ ہزار لاکھ تشریف لائے تھے
اور حضرت محمد اسد بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرد غفار نے مجھے
خبر دی کہ میں اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ ایک پہاڑ پر چڑھا تھا اور وہاں سے وہ مقام
بدر نظر آتا تھا جہاں لشکر لڑا تھا اور ہم اُس حالت میں متلا سے جہالت تھے اور انتظار
یہ تھا کہ جب ان دونوں فوج میں سے جو کوئی ہزیمت کھائیگا تو یقیناً اسکا مال لوٹ
میں کچھ ہمارے ہاتھ بھی آئیگا پھر کیا ایک یہ معاملہ پیش آیا کہ جس پہاڑ پر ہم تھے اُنکے نزدیک
ایک ابراہما اور ہمیں سے آواز گھوڑوں کی سنی جاتی تھی اور سخت آواز ہزیمت نامک

ماریہ، آئی تھی اقل مذکورہ اس آواز کا پیسہ، وہ شہت سے میرا چاند اور
 یہاں کی گریز اور اسکے دل کا پردہ ہٹ گیا اور وہ مر گیا اور میں قریب ہلاکت پہنچا
 چکا جیات استعار باقی تھی نہ مرا نہ تھوڑا دم حضرت جبریل علیہ السلام کے قور کا ہوا
 اقل مذکورہ اسینہ ام کا ہوا باب نصر نعیر اور کرم یکرم سے یعنی آگے بڑھا یہ مردم اور نمایاں
 احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو فتنے جنگ بدر میں حاضر تھے وہ بصورت آدمی نظر آتے تھے
 اور لباس ان کے سفید اور عمامے سرخ و سبز ان کے سروں پر دیکھے جاتے تھے اور ان کے گھوڑوں
 کی آواز سننی جاتی تھی مگر صورت نظر نہیں آتی تھی اور جو اہل اسلام کسی شرک کے قتل کرنے کا
 قصد اپنے دل میں لاتا تھا تو پہلے اس سے کہ قرب تلوار پیر پہنچے سر اٹکان سے جدا ہو کر
 زمین پر پڑا نظر آتا تھا اور وہی ہے کہ جب حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ سورہ نفال
 کی تلاوت فرماتے تھے تو یہ کلمات اپنی زبان مبارک پر لائے گئے تھے جیٹھن قائم تھوڑا
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وعباسو سہم آمین اللہ تعالیٰ و مبارک و ہمس
 اسلک اللہ تعالیٰ و جہاد ہمس طاعۃ اللہ تعالیٰ و مدد ہمس ملتہ اللہ تعالیٰ
 و قوا ہمس حقوان اللہ تعالیٰ یعنی خوشی ہو اس لشکر کو کہ پیشرو اسکے رسول
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عباس اس کے حضرت جبریل علیہ السلام اور شجاع
 اسکے علی مرتضیٰ شیر آد جہاد اسکا اعانت اللہ تعالیٰ کی اور مدد اسکی فرشتے اللہ تعالیٰ
 کے اور ثواب اسکا رضا مندی اللہ تعالیٰ کی اور صلہ کیفیت اور مفصل حقیقت
 اس غزوہ بدر کی یہ ہے کہ جب ابوسفیان مع شتر تاجران دیگر کے بیت تجارت کے سے
 ملک شام کو آیا اور بعد ذریعہ وہاں سے قصد معاوت کیا تو آپ یہ خبر پا کر مع ماہر و نہار
 کہ بیسب تین سو تیرہ جان ہمارے اور اس لشکر غزوہ بدر میں تین گھوڑے اور شتر اونٹ اور

چھ سو تین سو تین بیست ساغرنت قافلہ نکلیے اور درمیان راہ کہ اور شہر ام کے
 اوپر تھے جیسے جاسوس ابو سفیان کے پاس پہنچے تو دریافت اس حال کے وہ بہت
 گھبراہٹ ہوئے اور اسی وقت ہنتم غم فاری کو یہ اجرت کئے بھیج کر ابو جہل وغیرہ سرداران قریش کو
 لایا اور کہا کہ اگر یہ قافلہ کی چاہتی ہو تو جلد آؤ اور قافلہ بچا لیجاؤ ورنہ خبر سنو
 تو تیرے پیش میں آیا اور اسی وقت جملہ سرداران قریش کو بلایا اور سب کے مشورہ سے
 ایک لشکر جنگی جمع کر کے سب کو اسی وقت روانگی کا حکم دیا اور قبائلی قریش میں جملہ غزوات
 کو خیر کیا ساتھ لیا حتی کہ عباس بن عبد المطلب حضرت علیؑ علیہ السلام کے حقیقی چچا کہ بنو
 دولت ایمان سے بہرہ یاب ہوئے تھے بوجہ ہزار ابو جہل و جمعیت دلاوری کے آئے ہوئے
 اور قافلہ میں پیش آیا کہ سب ابوسفیان کو یہ خبر پہنچی کہ آپ بیت فرحت قافلہ آئے ہیں
 تو بہت ڈرا اور کسی حرکت عملی سے قافلہ کو دوسری راہ سے نکال لیا اور ابو جہل وغیرہ کے ہاتھ
 اکھلا بھیجا کہ آپ نہ آئیں اور مدینہ لائیں مگر اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو منظور یہ ہوا کہ کچھ سرداران
 کفار فی النہار ہوں اور کچھ گرفتار اور شوکت اسلام علی دہر اکمالی ظہور پائے اور دین
 محمدی روفق پاکو جلد تر شاعت قبول فرمائے لہذا ابو جہل نے ابوسفیان کی ممانعت
 پر کچھ خیال نہ کیا اور سب ہزار تمام لشکر کے روانہ ہونے پر حکم دیا اور کہا کہ جنگ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم شکست نہ کھائے اپنے ارادے سے باز نہ آئے اور ہم جنگ بدر
 میں پہنچ کر اور تین روز ومان رہ کر اونٹوں کو ذبح کر کے جشن نہ کریں گے اور شراب نہ پیئیں گے
 جب تک ہر گز نہ پھر نیں گے تاکہ مدبر ہمارے سب کے دلوں میں چھب جائے اور پھر کوئی اس طرح کا
 قصہ اپنے دل میں نہ لائے اور چونکہ ابوسفیان کو بھی ان دنوں کفر پر زیادہ ہمارا غما
 لہذا جل میں اب بھی گرفتار رہنا تھا باوجودیکہ ابو جہل وغیرہ کے آنے اور مدد لانے پر

تو وہی ممانعت کر سچی تھی یا بن ہمہ آپ بھی ارنہ ایک حال ہوا، ورتماست اعمال سے
چند تہم کھا، بیکل ملائی ہوا اور اس لشکر کفار میں ایک ہزار مرد جنگی از سودہ کار اور زمین
سورسپ سوار اور سات سو شتر سوار قطار در قطار اور کل پیادے زرہ پوش اور عورت
مخفیانہ نشتر اب میں مدہوش آئے اسے راہ میں جس مقام پر کفار قیام کرتے تھے وہاں
وہ عورتیں با جہر بھاٹین اور دہراک کہ جسمیں مسلمانوں کی ہجو اور نرست ہوئی تھیں
ایمان سے گائیں اور لشکر کفار سے ہر روز ایک شخص مالدار بار طعام و غمہ سب کا اپنے
وہ لینا اور کئی اور کھانے کے گوشت کھا لشکر یوں میں تقسیم کر دیتا اس آئنا ہمہ آپ پر
دی، معنی الی، اور اللہ تعالیٰ ہی شانہ نے آپ کو یہ خوشخبری سنائی کہ بایں ہمہ کہ لشکر کفار
اس سامان سے آتا ہو گا، آپ اس پر فتح پائیں گے اور سب کا فر شکست کھا کر مغلوب ہو جائیں گے
آخر کار جب کفار باجماعت کثیر مع جملہ سامان سلاح و خیرہ وغیرہ آپ کے لشکر ظفر بیک کے سامنے
آیا تو آپ کے صحابہ عالی جناب نے اس لشکر کو اپنے لشکر سے چند بلکہ کچھ زیادہ پایا
تیس مقام پر حضرت خیر الانام کے لشکر ظفر بیک کا قیام تھا وہاں کی زمین پر بالواسعہ رتہ
سے تھی کہ تمام آدمیوں اور جانوروں کے یا توں تازا نو زمین میں دھسے جاتے تھے اور چون
اسکے کہ اس مقام پر پانی نہ تھا لہذا جنگی کمی شدت اور وضو کی ضرورت اور نہانے
کی حاجت اس جو میر اسلام کے اہل بان لشکر نہایت درجہ گہرا رہے تھے آپ نے
جناب حدیث سے بارانِ حنفی طلب کیا اللہ جل جلالہ نے اسی وقت اس قدر منہر
برسا یا کہ تمام زمین ریت کی سخت ہو گئی اور صحاب عالی جناب نے اپنی ضروریات بخوبی
تمام رفع کر کے مشکیزہ دن وغیرہ میں خاطر خواہ پانی بھر لیا زمانہ سابق میں دستور تھا کہ روزی
کے وقت ایک ایک دو رواد می طرفین سے آکر مقابلہ کرتے تھے اور آپس میں

باری باری سے لڑتے تھے بائین نظر کفار کے لشکر سے بیشتر عقبہ و پشت پیرانِ بوعیہ اور ولید بن عقبہ میدانِ جنگ میں آئے آپ نے شجاعانِ انصار سے تین مرتبہ زبردست مقابلہ کیا کفار کے واسطے روانہ فرمائے مگر کفار نے اُن سے مقابلہ کرنے میں انکار کیا اور کہا کہ ہمارے یہاں اور ان قریش سے لڑنا منظور ہے تم سے مقابلہ کیا ضرور ہے تب بارشادِ آنحضرت حضرت علی شیر خدا نے شیبہ کا دارِ حضرت امیر حمزہ سے عقبہ کا مقابلہ کیا اور ان دونوں حضرات جہاد نے ایک ہی ایک ہاتھ میں اُن فجار کا کام تمام کر دیا اور عبیدہ بن حارث نے ولید کو رخمی کیا اور آپ بھی کچھ زخم کھائے حضرت علی اپنے حریف کا کام تمام کر کے ولید کے مقابلہ آئے اور اُن کا کام بھی ایک ہی ہاتھ میں تمام کر کے سیدھا دوزخ میں ہیونچا اور آنحضرت عبد الرحمن بن حوث سے روایت ہے کہ بدر کے روز میں سے عینِ جنگاہِ جنگ میں اپنے دہانے اور بائیں طرف دونوں جوانوں کو دیکھا تو میں دل میں خوش ہوا کہ ماخبر بہ کاروں کا ساتھ ہر کچا ساتھ خرافات ہے کہ اتنے میں نہیں سے ایک نے مجھے پوچھا کہ اے چچا تم ابو جہل کو پہچانتے ہو میں نے کہا مان پہچانتا ہوں تمہارا کیا مطلب ہے کہ کہنے سننا ہے کہ وہ حضرت رسول خدا محبوب کبریا کو بُرا کہتا ہے اور آنحضرت کو بہت ایذا دی ہے ہم نے قسم کھائی ہے کہ اگر ہم اُسکو دیکھیں تو ہرگز اُس سے جدا نہ ہوں جب تک ایک دوسرے کو مارنے سے پھر اُس دوسرے نوجوان نے بھی اسی طرح مجھے کلام کیا میں نے اسکی بات کا بھی یہی جواب دیا یہ دونوں نوجوان معاذ اور معوذ بن غفر انصاری تھے حضرت عبد الرحمن کو بوجہ بڑے ہونے کے براہِ ادب چچا کہا ورنہ حقیقت میں اُنکے چچا نہ تھے حضرت عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ میں انکی باتیں سنکر خوش ہوا اتنے میں ابو جہل گھوڑا دوڑاتا ہوا میدان میں آیا اور میں نے اُنکو اشارہ سے بتایا کہ یہ وہی شخص ہے جسے تم پوچھتے ہو یہ

ہستے ہی وہ دونوں تلواریں میان سے لیا یا نند باز کئے بیٹھے اور جا کر ابو جہل سے بھڑکا
 میان تک کہ اسکو مار کر لٹا دیے گرا دیا اور چوتے بھائی سے ڈرنے کے دو تیرن لڑنے
 قتل کر کے اپنی دلی مراد کو حاصل کر لیا حدیث شریف میں وارد ہے کہ بوفخ کے آپ نے
 ابو جہل کا حال دریافت کر کے کہ حضرت سیدنا عبد بن مسعود کو بھیجی؟ ب وہ سیدنا خنیس
 بن آسفے کو دیکھا کہ وہ عین میں بر تیار ہوا اور پھر دم اُس نے دین کا جہنہ پر اڑا کر حال
 دیکھا کہ حضرت سیدنا عبد بن مسعود کو دیکھا کہ اس نے بڑھ چیتے آئے انکو دیکھا کہ ادا ہوئے
 چرانے واسطے تو نے حمل یا یا کہ ایسی بچی جگہ پہ تکلف چڑھ آیا پھر کہ اکتانہ کسے پائی
 حضرت عبداللہ نے کہا کہ اے اسلام قتیابہ بوسے اور کفار نے بدلتے و غور غشی گشت
 کہا ائی پھر حضرت عبداللہ نے جب اُس ملعون کے سر کاٹنے کا قصد کیا تو اسنے کہا کہ سر پر کندھ
 کے اتصال سے کاٹنا کہ جب سر میرا اور سر دین کے درمیان رکھا جائے تو دیکھتے دالے
 لوگوں کو سب سر دین سے بڑا نظر آئے اور ہر شخص جانے کہ یہی سر سب سر دین کا افسر ہے
 یہی سر در لشکر اللہ اکبر رعونت اور نخوت اسکا نام ہے ایسے حال میں ایسے خیال کو دل میں
 راہ دینا اسی ابو جہل کا کام ہے غرض کہ بعد اس لشکو نے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے
 اُس لعین عیدین کا سر کاٹ لیا اور لا کر آنحضرت کے حضور میں ڈال دیا آپ اُس ملعون کے
 مارے جانے سے بہت خوش رہے اور جناب احادیث میں عبادات تکبر بجالائے اور
 ارشاد فرمایا اچھ سد کہ آج اس ہت کے فرعون کو اللہ جل شانہ نے دوزخ میں پھینکا
 اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب سداؤد معوذہ دونوں بھائیوں نے آپ کے
 حضور میں حاضر ہو کر ابو جہل کے قتل کا دعویٰ کیا تو آپ نے اُنکی تلواریں دیکھا کہ
 دعویٰ کی تصدیق فرمائی اور جگہ سلب ابو جہل کا معاذ لودیا اور تلوار ابو جہل کی

حضرت عبدالعزیز بن مسعود کو دلا دیا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کو دوزخ میں
 برے روز مال غنیمت میں ملی تھیں وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے ہوئے آئے تھے
 اتنا میں اس میں بن خلف مع اپنے بیٹے علی کے انگوٹھا اسے بامید دوستی کہ سابق میں تھی اسے
 کہا کہ زہر ہون کو ڈال دو اور مجھے بچا لو اگرچہ میں بچاؤ کے توان زہر ہون سے زیادہ نفع پاؤں
 یہ سنکر حضرت عبدالرحمن نے زہر ہون کو ڈال دیا اور اپنے ایک ہاتھ میں اُمیہ کا ہاتھ اور
 دوسرے ہاتھ میں اُسکے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑ لیا اور دونوں کو ساتھ لے چلے کہ اتنے میں حضرت
 بلال ملے اور اُمیہ کو دیکھ کر چلائے کہ اے مسلمانو دوڑو دیکھو کہ خدا کا دشمن اس میں بن خلف
 جاتا ہے ایسا سنو کہ نکل جائے اور پھر ہاتھ نہ آئے مسلمان حضرت بلال کی آواز سنکر دوڑے
 حضرت عبدالرحمن نے ہر چند کہا کہ یہ میرے قیدی ہیں مگر کچھ سماعت نہ کی اور جناب میں
 نے لیکر اپنی تلوار سے اُسکی ناک کاٹ لی پھر مسلمانوں نے اسے گھیر لیا اور مار مار کر جہنم میں پہنچا
 دیا حضرت عبدالرحمن بن عوف اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خدا عقیقت رحمت فرمائے حضرت بلال کو
 کہ اُنھوں نے میری زہرین کھوئیں اور میرے قیدیوں کو قتل کر ڈالا تو آیت ہر کہ بردبر
 جب ہنگامہ جدال و قتال برپا ہوا تو عام بن عوف سہمی کہ قوم کفار میں ایک مذبذب
 چالاک تھا مانند درندہ کے صفت قتال میں آیا اور باور بلند چلا یا کہ اے مشرک و کافر اس
 شخص کو زندہ نہ چھوڑو جو قطع ارحام اور توڑنے والا جماعت کا ہے یعنی جناب سرور عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اور میں نجات نہ پاؤں گا اگر وہ نجات پائے گا و اگر میں نے نجات
 نہ پائی تو میرے سچے بہن بن آئے گا وہ کافر ہی گفتار نہ بنجاریں تھا کہ حضرت ابو دجانہ ہمارے
 نے دفعۃً اکر ایک تلوار اُسپر ایسی ماری کہ اس ناری کو دوزخ میں پہنچا دیا اور یہ
 قصہ کیا کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اتر کر کپڑے اُسکے اتارین اور جملہ اسباب اُسکا

نے لین کہ اتنے میں بعد نے اگر ایسا ۱۹۰۰ء اور کیا ایسا کیا کہ جب کہ بعد میں حضرت ابو جہل
 اگھنوں کے لیے زین پر اسے مار پھرا۔ ان سے اپنے تو سببناں لانا اور کسی بار تلوار کا وہ
 پسیر کیا اگر انفاق سے کوئی درکار کرے وہ درکار وہ نا بکار اور جاننے کے آگے سے بھاگا
 اور ایک گز سے میں باگرا ابو جہل نے وہاں پہونچ کر دیکھا وہ تلوار برق رفتار کا ایسا
 آیا کہ ایک ہی ماتم میں اس کا کوئی فی انکار کر دیا تاہج خبر اور وہاں ہیستہ ہو کر کہ وہ وہ
 حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو وقت اپنی دو انگھار تبرا کیو میان سے دیا تو وہ اس قدر
 تنجا علان قریش کو نہ تیغ کر کے درخان ہنیم کر دیا اور مارچ البونہ بن مرقم ہر کہ اس لڑائی
 میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے یقینی ناموں عاصم بن ہشام بن خیرہ کہ اپنے ماتم سے
 قتل کیا اور باہ جیت اسلام و امانت حضرت خداوند باجلاں والا کرام کسی طرح
 رعایت و قربت کو اپنے دل میں دخل نہ باغز کند اس لڑائی میں اکثر کفار فی النار ہوے
 اور اکثر قتارہ باخیم حضرت علی علیہ السلام کے چچا حضرت عباس کو جب ابو پسیر
 انصاری سے گرفتار کیا تو آپ نے اسے اسفسار فرمایا کہ عباس کیونکر تمھارے ہاتھ پر
 اس واسطے کہ تم ضیعت و کینت اور عباس مرد عظیم و جیم ہیں انھوں نے عرض کیا کہ
 اس کام میں ایک ایسے مرد نے میری شرکت کی کہ میں نے اسے کہیں نہیں دیکھا
 اور وہ نہایت غریب و مہیب تھا آپ نے فرمایا کہ وہ ملک کریم تھا کلاس کام میں آئے
 تیری مدد فرمایا اور یہی وجہ ہو کہ تو نے عباس پر بقت پائی جو ام کفار ناہنجار کے
 ۵۱۱: شہر دار نامہ قریش اس لڑائی میں فی النار ہوے اور شہر گرفتار اور جو در
 مارے گئے انکی آتش و ان کو آپ نے بدر کے کنوونین ڈلوادیا بعد ازاں آپ نے اس
 نام پر کھڑے ہو کر ہر ایک مشرک یعنی بیدین کو نام بنام پکارا اور ارشاد کیا

کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا رہ ہم نے ٹھیک پایا اور جو قسم سے وعدہ کیا تھا اس تک ٹکویہ بنایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ جہنم بے جان کے کلام فرماتے ہیں ایشاد کیا کہ وہ تم سے زیادہ جنت میں مگر جو ابین ہو سکتے ہیں انھیں بعد فتح جب حضور بادل سرور مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو تمامی اسیران بدر ہمارہ آئے انہیں آپ کے چچا حضرت عباس بھی تھے اگرچہ بنو ہاشم انہیں لائے تھے مگر یہ جہنم سے خیر خواہ اسلام اور طبع خیر الانام تھے لہذا آپ نے فرمایا تھا کہ جو کوئی عباس کو یا لے وہ انکو قتل نہ کرے اور زندہ گرفتار کر لے چنانچہ جب حضرت عباس اسیران بدر کے ہمراہ مقید ہو کر آئے تو قید شدیدین گرفتار تھے اور شدت تکلیف سے نہایت بیقرار تھے کہ جب آپ نے بستر مبارک پر استراحت فرمائی تو آپ کو بوجہ کر اپنے حضرت عباس کے بیقراری ہوئی اور نیند نہ آئی بدریافت اس حال کے ایک صحابی نے بند قید حضرت عباس کے ڈھیلے کر دیے آپ اس صحابی سے بہت خوش ہوئے اور ب قیدیوں کے بند دست ڈھیلے کر دیے بعد اسکے اختصار معالیم علیہ وسلم نے اسیران بدر کے معاملہ میں اصحاب سے مشورہ لیا حضرت عمر نے اس باب میں اپنی رائے کو اس طور پر ظاہر کیا کہ یہ سب کفار اپنی قوم کے سردار ہیں ان سب کو قتل کیے بغیر کو انکے بھائی علی کو دیکھئے اور عباس کو انکے بھائی حمزہ کو اور میر سے ظلمان غریب کو مجھے دیکھئے اس میں کسی کی رعایت نہ کیجئے تاکہ ہم سب اپنے اصل قربت کو اپنے آٹھ نقل کریں اور اس معاملہ میں کسی طرح کی رعایت کو اپنے دل میں دخل نہ دیں تاکہ ظاہر ہو جائے کہ محبت خدا اور رسول پیر افارب کی محبت سے غالب ہو انہیں سے ہر ایک خوشنودی خدا اور رسول کا بدلہ و جان طالب ہو اور حضرت ابو بکر نے یہ مشورہ دیا کہ

یہ لوگ فدیہ لیکر چھوڑ دیے جائیں شاید کہ آئندہ کو ایمان لائیں چونکہ آپ کے فرائض میں علم زیادہ تھا اور آپ رحمۃ اللعالمین تھے لہذا آپ نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو پسند کیا اور سب قیدیوں سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا مگر یہ کام جناب باری تعالیٰ کو پسند نہ آیا اسی ناخوشی میں اسد جل جلالہ نے اس آیت شریفہ کو نازل فرمایا لَوْ كُنْتُمْ مِنَ الْمُشْكِكُمْ مِمَّا اخَذْتُمْ عِنْدَ آبِ عَصَى يُعْنَى اگر تو ان کا حکم لکھا ہو خدا سے تعالیٰ کی جانب سے کہ پہلے ہو چکا ہے تو بیشک پہونچتا نکلو اٹھیں جو لیا تم نے عذاب ہے یعنی اسد تعالیٰ جل شانہ نے پہلے سے یہ لکھ رکھا تھا کہ خطائے اجتہاد میں موافقہ نہیں ہوتا یہی دلیل فدیہ تم نے باجتماد دیا کہ اٹھیں غلط رو بکا ر آئی لہذا تم سے موافقہ نہوا اور یہ خطا تمہاری معاف فرمائی جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو آپ نے تضرع فرمایا اور یہ کلمہ زبان مبارک پر آیا کہ اگر عذاب آتا تو بجز عمر اور سعد بن معاذ کے کوئی نجات نہ پاتا آنحضرتؐ جب آپ نے حضرت عباس سے فدیہ طلب کیا تو انھوں نے یہ جواب دیا کہ میں تہی دست ہوں یہ مسکرا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت تم نے یہ سفر اختیار کیا تو کچھ سونا اپنی بی بی ام الفضل کے پاس رکھو ادا تھا وہ کیا ہوا یہ سنتے ہی حضرت عباس نے فرمایا کہ بیشک آپ کا فرمانا برحق ہے جو آپ کی نبوت کا منکر ہو وہ کافر مطلق ہے جو سونا میں نے اپنی بی بی کے پاس رکھو ادا ہے بیشک اسکا حال خدا ہی نے آپ کو بتایا یہ کہ مکمل کلمہ شہادت پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ حَقًّا وَ اُضِیْعُ ہو کہ بروقت سفر بدر آنحضرتؐ کے صاحبزادی حضرت رقیہ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں وہ علیل تھیں انھیں کی علالت کی وجہ سے آپ نے حضرت عثمان کو اپنے ساتھ نہیں لیا تھا اور اپنی صاحبزادی مرثیہ کی بیمار داری کا انکو حکم دیا تھا ۛ

اور ارشاد کیا تھا کہ اگرچہ ہم بدرکونہ جاؤ گے مگر حاضری غزوہ کا پورا ثواب یا دس گنا بخش
آپ نے حسب الارشاد خود حضرت عثمان کو بدریوں میں محسوب فرمایا اور مال غنیمت
ایک حصہ پورا دلایا بعد فتحیابی بدر آپ کی رونق افزوی کے ایک روز بیشتر آپ کی
صاحبزادی مدوہ حضرت بی بی رقیہ انتقال فرما چکی تھیں جب یہ حادثہ وقوع میں آیا
تو آپ نے دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم کو حضرت عثمان کے ساتھ منسوب فرمایا یہی
وجہ ہے کہ حضرت عثمان دوا لنورین کہلاتے ہیں اسی لقب سے مشہور کیے جاتے ہیں سلطان
نے شرح بخاری شریف میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان نے یہ شرف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی دو صاحبزادیوں کے نکاح سے پایا یہ شرف امتان سابقہ میں سے بھی کسی کے
حصہ میں نہیں آیا اب ہم اس مقام پر خیال طوالت کتاب دیگر حالات غزوت کو
حوالہ بکتب دیگر کر کے اپنے برادران اسلام کو ایک خوشخبری سناتے ہیں اور اس مقام پر
شہداء کو قید تحریر میں لائے ہیں تاکہ ہر ایک مسلمان دیندار اقسام شہادت سے آگاہ ہو یا
اور بارادراک اس حال کے تسکین خاطر ہو جائے ترقات شرح مشکوٰۃ شریف اور منظر ہر حق اور
نظر جلیل وغیرہ کتب مجبہ میں لکھا ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب
کبار سے استفسار فرمایا کہ تم شہید کسکو کہتے ہو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جو شخص کہ راہ خدا میں مارا جائے وہ شہید ہے فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں
مارا جاوے وہ شہید حقیقی ہے اور ملکی شہید وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بغیر اسے مار جائے
اور جو دبا کی بیماری میں مرے اور جو شکمی عوارض میں مبتلا ہو کر مرے اور جو کوئی طاعون
میں مرے اور جو کوئی ڈوب کے مرے بدون قصد کے اور جو کوئی کسی چیز کے نیچے دب کر مرے
اور جو کوئی جنابت میں مرے اور جو کوئی جل کر مرے اور جو عورت حاملہ مرے یا زچہ حاملہ میں

مرے یا حالت رضاعت میں اور جو شخص عارضہ سل یا دق میں مرے اور جو کوئی حالت غر
 میں مرے اور جو کوئی اونچے سے نیچے گر کر مرے اور جسے زندہ کھائے اور جو کوئی اپنے مال
 یا اول یا دین یا اپنے خون کی طلب میں یا کسی اور اپنے حق کی طلب میں مرے اور جو کوئی
 اللَّهُمَّ بَارِكْ لِي فِي الْمَوْتِ وَفِي مَا بَعْدُ کو ہر روز پچیس بار پڑھے اور جو کوئی سید
 الاستغفار صبح و شام پڑھے اور جو کوئی مال رغبت شہادت میں مرے اور جو کوئی توبہ
 کی شہادت پر مرے اور جو کوئی مارا جائے اور نہی کرنے پر اور جسکو چوپایہ کیل ڈالے اور
 جو کوئی زہر دار جانور کے کاٹنے سے مرے اور جو کوئی کسی کے عشق میں پرہیز گاری کے سہارے
 مرے اور جو کوئی بوجہ عصمت اور صبر کے اپنے عشق کو پوشیدہ رکھے اور جسکو دوران سراو
 استغفار ہو کشتی پر اور جو کوئی نماز فجر یا قیاد اکر تار ہے اور جو کوئی ہر مہینے میں یا مہینے یا
 بغیر تہجد کے تین دنوں کے اور جو کوئی نماز وتر کو کبھی چھوڑے سفر و حضر میں اور جو کوئی راہ
 سنت پر چلے اور جو کوئی طلب علم دینی میں مرے اور جو شخص بندگان خدا کی تواضع و
 مدارات کرتا رہے اور جو اپنے اول و عیال کے واسطے کسی کمائی کی حالت میں مرے اور
 جو کوئی حالت جنابت میں کفار کے ہاتھ سے مارا جائے اور جو کوئی دم گھٹ کر مرے اور جو
 کوئی آیت شریفہ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ پڑھے
 کو یا یس بار پڑھے اگر حالت علالت میں اسکو پڑھے گا اور جو جائیگا تو تہمت تمامات کا
 پائیگا اور اگر اچھا ہو جائیگا بخشنا جائیگا یعنی گناہوں سے پاک و صاف ہو جائیگا اور سجاوٹ
 کرنے والا ایمان زاد ہی کے ساتھ اور جو کوئی شب جمعہ کو مرے اور سدا اذان نیسے دے
 اور جو کوئی سدا اذان دیتا ہو تو بعد مرنے کے اسکا بدن کپڑوں کے پڑنے سے محفوظ رہے گا
 اور جو کوئی ہر روز بلاناغہ سو بار درود شریف پڑھتا ہو اور جو کوئی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مع تین آیت آخر سورہ حشر کے ہر روز
 پڑھنا ہر اور جو کوئی صرع کے مرض میں مرے اور جو کوئی با وضو مرے اور جو کوئی نفل مبارک
 کے مہینے میں یا گئے یا بیت المقدس میں مرے اور جو کوئی آفت پہنچے اور وہ حالت صبر
 میں مرے اور جو کوئی دعا مقالید السموات کو صبح و شام پڑھے وہ دعا یہ ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْأَوَّلُ
 وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ وَهُوَ
 عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور جو شخص توبہ سے برس کا ہو کر مرے اور جو کوئی تیس ہر وہ
 برس اور جس کے مان باب راضی ہوں اور جو کوئی سکھ اور کلمہ نیک کسی مسلمان کے اور جو کوئی
 صاف کرے راہ واسطے مرد مسلمان ضعیف کے یہ لوگ سب رتبہ شہادت کا یا بیٹے اشراف
 میں گئے جائیں گے خداوند عالم اپنی رحمت و کرم سے ہم سب مسلمانوں کا خاتمہ بخیر فرمائے
 اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل و تصدق میں بلا حساب جنت میں پہنچائے
 آمین غم آئین یا رب العالمین

بیان معجزات حضرت سرور کائنات

جانتا چاہیے کہ جس فرق عادت کا ظہور کسی پیغمبر سے وقوع میں آتا ہے وہ معجزہ کہلاتا ہے
 اور جو فرق عادت کسی ولی سے ظہور پاتی ہے وہ کرامت کہلاتی ہے اور جو فرق عادت
 مومنین و صالحین سے وقوع میں آتے ہیں وہ معونت کہلاتے ہیں اور جو فرق عادت
 کفار سے ظہور پاتے ہیں وہ استدراج کہلاتے ہیں اور یہ بھی جانتا چاہیے کہ اسرارِ شانہ
 نے صفت نبوت کے واسطے یہ لازم فرمایا کہ کوئی پیغمبر معجزہ نہیں آیا اس واسطے کہ معجزہ
 ایک جزوِ اعظم ہے اظہار نبوت کا اگر حضرات پیغمبر معجزات نہ دکھاتے تو لوگ ان کی نبوت سے غور و

یقین کیونکر لاتے اور بہ خلافت معجزہ کے کہ ۲۲ تہ جزو ولایت نہیں ہر شہدا اگر کوئی شخص
ولی کامل ہو اور اس سے خوارق عادت ظہور میں نہ آئیں تو یہ بات اسکی عدم ولایت پر
دلیل قطعی نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ ولایت ایک مرتبہ ہر جناب اہدیت میں ہویت کلاں
آمین کوئی کام نہیں اٹھا کر مہت کا معجزہ جانتا چاہیے کہ آپ کے گشت شہادت کے
ایک اشارہ سے چاند کا شق ہو جانا یہ بہت بڑا معجزہ آپ سے وقوع میں آیا نہیں سالفین
میں سے کسی سے ایسا معجزہ ظہور نہیں پایا جب ابو جہل وغیرہ کفار نے آپ سے یہ معجزہ طلب کیا
تو آپ نے اپنی انگشت شہادت کے ایک اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا اور اس بات
پر محدثین و مفسرین کا اتفاق ہے کہ ایک ٹکڑا اسکا حرا پہاڑ کے اوپر اڑا اور دوسرا ٹکڑے
اور صاحب مودب لدینہ فرماتے ہیں کہ چاند کا دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑے کا آپ کے
گریبان مبارک میں درآنا اور دوسرے ٹکڑے کا استین شریف میں ہو کر نکل جانا خوشہ زور
یہ قصہ بھی بعض تواریخ میں مسطور ہے چنانچہ شیخ بدر الدین زرشکی نے اسکو نقل کیا ہے
اور عماد الدین کبیر نے اسکی سند کو لیا ہے اور ارقم ارقم نے اسکی مفصل کیفیت رسالہ
نجات اعداد قین مطبوعہ مصطفائی میں حوالہ قلم کی ہے اور اسکی سند غنوی ماہ
شب افزہ ربیع نظامی سے لی ہے معجزہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
انگشتان مبارک سے اکثر مقامات پر اکسید جل شانہ نے چشمہ پانی کا جاری فرمایا
یہ معجزہ بھی بحر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پیغمبر سے وقوع میں نہیں آیا
چنانچہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ ایک بار حضرت
رسول بخارا کے لشکر انصرہ پہنچے اور انہوں نے حاکم صحتی کہ جب نماز عصر کا وقت آیا تو
کے واسطے ہر چار طرف پانی تلاش کرایا مگر کہیں سے نہ ملتا تھا تو آپ نے فرمایا ہر چار

آپ کے وضو کے واسطے ہم پہنچا آپ نے اپنا دست مبارک اس پانی میں دلوگوں سے
ارشاد فرمایا کہ آؤ اور وضو کرتے جاؤ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے چشم خود دیکھا کہ اُس
یہ فضل جناب باری ہوا کہ آپ کے انگشتان مبارک سے چشمہ پانی کا جاری ہوا اُس لشکر
میں تین سو آدمی تھے سمعون نے وضو کیا اور خوب آسودہ ہو کر پیا اور اپنے اپنے برتنوں کو
بھر لیا معجزہ ابن شاہین نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور محقق
دہلوی نے مدارج النبوت میں اسکی خبر دی ہے کہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
کہ میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیاب تبوک میں حاضر تھا کہ لشکر
آپ کے حضور میں آئے اور شدت پیاس کا شکوہ زبان پر لائے اور عرض کیا کہ ہمارا
اور ہمارے جانوروں کا برا حال ہے بدین تو جہ جھوڑ پانی کا ملنا محال ہے فرمایا کہ غدا انکو یاد
کر و نہ گھبراؤ کہ میں سے تلاش کر کے تھوڑا پانی لاؤ بڑی جستجو سے ایک شخص نے ایک مشک
میں قدرت پانی پایا وہ لیکر آپ کے حضور میں آیا آپ نے انس پانی کو ایک پیالے میں
ڈال کر اپنا دست مبارک اُس پر رکھا، امد بدل شانہ سے انگشتان مبارک سے چشمہ پانی کا
جاری کیا حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم سمعون نے خوب آسودہ ہو کر پیا اور اپنی اپنی
مشکوں کو بھر لیا معجزہ مسیحین ابن حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں
میں جب ہمیشہ شدت تشنگی نے غلبہ کیا تو ہم سب آپ کے حضور میں آئے اور آپ کے
اگر حلقہ کیا آپ اسوقت ہنسونے لگے اعلیٰ دیکھ کر منہ کر کے کا سبب استفسار کیا
ہم نے جواب دیا کہ ہجر اس پانی کے کہ جس سے تمہارے وضو بنا رہے ہیں اور پانی کہ میں
نظر نہیں آتا ہر شدت تشنگی سے جو مال ہو عرض نہیں کیا جاتا ہر ہم سخت خیراں ہیں
کہ پانی کہ ان سے لائیں جو وضو بنائیں یہ مشک آپ نے اپنا دست مبارک اس

چھاگل پر رکھا کہ جس کے پانی سے آب وضو بنا رہے تھے اُس سے چشمہ پانی کا جاری ہو گیا
 سب ایک ہزار پانسو آدمی تھے خوب اسودہ ہو کر پیا اور دمنو کیا اور اپنی اپنی چھاگلوں
 اور شکون کو بھر لیا اسی طرح سے اکثر اوقات آب کی زراست چشمہ خیر و برکات سے ایسے
 ایسے معجزات ظہور میں آئے کہ اسد جل شانہ نے آپ کے دست مبارک سے چشمہ پانی کے
 جاری فرمائے اور جس طرح سے اسد جل جلالت نے آپ کے نکشتان مبارک سے بوقت
 ضرورت چشمہ پانی کا جاری کیا ہے اسی طرح اکثر اوقات آپ کے تصرف و برکت سے
 طعام قلیل کو کثیر کر دیا ہے معجزہ صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف سے طعام قلیل کے کثیر ہو جانے کی حکایت
 ہے حضرت جابر فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق میں میں نے ایک روز آنحضرت کے چہرہ انور کو
 بھوک سے بیتاب پایا یا یہ حال دیکھ کر میں گھر میں آیا اور بی بی سے پوچھا کہ کوئی چیز کھانے
 کی ہے میں نے حضرت کو بھوکا پایا ہے یہ سن کر میری بی بی نے ایک تحصیلہ چڑے کا نکالا
 اُس میں غور سے دیکھا اور گھر میں ایک بچہ بکری کا خوب فرہ تھا میں نے اُسے ذبح
 کیا اور بی بی نے اُن جُز کو جلدی سے پیسکر آٹا تیار کیا پھر میں آپ کے حضور میں گیا اور
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری جان آپ پر تیار ہو میں نے ایک بچہ بکری کا ذبح کیا ہے اور
 خوراک آٹا بھی جو کھا تیار ہے یہ سن کر آپ نے ارشاد کیا کہ جناب میں نہ آؤں دیگ کو نہ لانا
 سے نیچے نہ لانا اور خبردار آئے کو نہ پکانا پھر آپ ہزار آدمی کے ساتھ میرے گھر میں
 تشریف لائے میں اُس دیگ اور آٹے کو حضور میں لایا آپ نے اپنا لعاب دہا کر
 اُس گوشت اور آٹے میں ڈالا اور میری بی بی سے فرمایا کہ اب روٹی پکا اور کوئی
 عورت بلا لے کہ وہ بھی پکائے تاکہ کھانا جلد تیار ہو جائے پھر جب گوشت پک چکا

تو آپ نے فرمایا کہ دیگ چڑھے پر چڑھی رہنے دو اور گوشت نکال نکال کر کھانا شروع کرو اور دیگ کے اندر نگاہ مت ڈالو حضرت جابر فرماتے ہیں خدا کی قسم اس ایک بکرے کے بچے کے گوشت اور تھوڑے سے آٹے کی روٹیاں کو ہزار آدمیوں نے خوب سیر ہو کر کھایا اور وہ دیگ اسی طرح جوش مارتی رہی اور ناکم نہ ہوا پھر نہ محقق دہلوی نے ... برج انبیاء میں ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں غزیرہ تبوک میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آغز جہاد کو لوگوں کے پاس کھانا لایا اور بھوک نے غلبہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو فرمائیے کہ اپنے اپنے توشون کو جو بچے ہوئے ہیں حضور میں لائیں اور آپ دعا سے برکت فرمائیں انہما جس حضرت عمر کا معترض قبول نہیں آیا اور آپ فرمایا کہ دستار خوان بچھاؤ اور بچے ہوئے توشون کو لاؤ ایک شخص ٹھٹھی بھر کنکلی لایا ایک شخص نے ایک ٹکڑا روٹی کا ماف کر لیا ایک شخص چار سیر کھجوریں لایا اسی طرح سے جب دستار خوان پر تھوڑے سے کھانوں کی جمع ہونے کی نوبت آئی تو آپ نے دملے کرتے فرمائی اور ارشاد کیا کہ انکو اٹھا کر اپنے اپنے توشون میں ڈالو سلیمان آپ کا معجزہ دیکھو کہ اس لشکر غفر بکر میں شریز ارادی تھے آپ کے تصرف و برکت سے بھونے لگے اپنے ظروف کو کھانے سے بھر لیا اور خوب آسودہ ہو کر کھایا اور بہت کھانا بچ رہا جب اللہ جل شانہ نے آپ کا یہ معجزہ دکھایا تو آپ بہت خوش ہوئے اور انھما کہ

اِنَّ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَرَاقِیْ سَمُوْلُ اللّٰهِ فرمایا معجزہ ہمارا ہی اور سلام میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ نے ہم سکیم سے کہ اگر خدا کی قسم آج میں نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو بہت سست پایا ہر یقیناً

آپ نے کھانا نہیں کھایا ہے اگر تیرے پاس کوئی چیز کھانے کی موجود ہو تو مافر کر حضرت
 انس فرماتے ہیں کہ ام سلیمؓ نے کھانا دیا جو کہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر مجھے دین میں
 انھیں لیکر آپ کے حضور میں آیا آپ اس وقت مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور بہت لوگ
 حضور میں حاضر تھے مجھے دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ تمہارے ابو طلحہ نے بھیجا ہے میں نے عرض کیا
 کہ سچ ہے یا رسول اللہ پھر آپ نے حاضرین کو ارشاد فرمایا کہ اٹھو اور میرے ساتھ چلو
 میں یہ حال دیکھ کر سب کے پہلے ابو طلحہ کے پاس آیا اور روٹیوں کو دایس کر کے
 آپ کی تشریف آوری کا حال کہ سنایا ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا کہ حضرت
 باجماعت تشریف لاتے ہیں اور چارے پاس بجز ان روٹیوں کے اور کوئی چیز کھانے
 کی قسم موجود نہیں کہ آپ کو کھلائیں اور حق ممانداری کا سبب لائیں ام سلیم نے
 کہا کہ خدا اور خدا کا رسول جانتا ہے اس چیز کو جو ہونے والی ہے حضور کا تشریف
 لانا باوصف اسکے کہ آپ پر چارہاں پوشیدہ نہیں ہے ہرگز مصلحت سے خالی نہ ہوگا
 اس میں کوئی معجزہ ضرور ہے آپ کے بقول سے کسی چیز کا میاں نہ جانا کیا اور ہر پیر ابو طلحہ
 آپ کے استقبال کو آئے اور آپ کے چہرہ رکاب ہو کر آپ کو اپنے مکان پر لائے
 پھر آپ نے ام سلیم سے فرمایا کہ جو کچھ تیرے پاس موجود ہے اسے لا کر مافر کر ام سلیم نے
 وہ روٹیاں جو آپ کے حضور میں پہنچی تھیں لا کر مافر کیں پھر آپ کے علم سے ام سلیم
 نے ان روٹیوں کو ریزہ ریزہ کیا اور ٹھوڑا ٹھوڑا ٹھنڈا دیا بعد اسکے آپ نے دعا
 برکت فرمائی اور ارشاد کیا کہ دس دس آدمی آتے جائیں اور کھاتے جائیں جب
 آپ نے یہ حکم دیا تو لوگوں نے کھانا شروع کیا حتیٰ کہ انہی آدمیوں نے سیر اور تہوار
 ہو کر کھا یا پھر سب کے بعد آنحضرت نے تناول فرمایا اور ابو طلحہ کے تمام ہر دانہ تک

خوب سیر ہو کر کھایا اور کچھ کھانا بچ رہا جانتا چاہیے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح آدمیوں اور جنات میں نبی اور سرور ہیں اسی طرح تمام حیوانات کے بھی آپ پیغمبر اور سب حیوانات آپ کے زیر فرمان اور تابعدار ہیں منجھڑہ چنانچہ حضرت امام احمد حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور یحییٰ حضرت ابن عمر اور ابو نعیم اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ایک بھیڑیا ایک یہودی کی بکریوں کے گلہ میں آیا اور ایک بکری کو منخرین دبا کر بے حجاب ہو کر نے دیکھا تو دوڑ کر اُس بکری کو بھیڑیے کے منخر سے چھوڑ لیا بھیڑیا بولا کہ اچھا ہے تو نے خدا سے کچھ خوف نہ کیا کہ میرے رزق کو میرے منخر سے چھوڑ دیا یہ سنکر وہ پرواہ نہایت تعجب میں آیا اور کہا بحان اللہ عجیب بھیڑیا ہے کہ آدمیوں کی طرح باتیں کرتا ہے بھیڑیے نے کہا کہ اچھا ہے میرے بات کرنے پر مجھے تعجب آیا مگر تیرا معاملہ اس سے عجیب تر ہے کہ اللہ جل شانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برائست دنیا میں بھیجا اور تو اُس پر ایمان نہ لایا یہ سنکر وہ چرہ امارتینہ طلبہ کو گیا اور آپ کے حضور میں حاضر ہوا قصبہ بھیڑیے کا نقل کیا اس وقت آپ نے اذان دلائی جب لوگ مجتمع ہوئے تو آپ نے اُس چرواہے سے یہ بات اُٹھا دفرمائی کہ جو کچھ تو نے دیکھا اور سنا ہے اُس کو بیان کر اُنے حسب الارشاد قصبہ بھیڑیے کو دہرایا اور باعلان سب کو سنایا اور مداحِ نبوت اور شرحِ سنت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت ہے کہ اُس بھیڑیے نے چرواہے سے کہا کہ تیرا حال تو مجھے عجیب تر ہے کہ تو اپنی بکریوں میں غلہ آ کر اور ایسا پیغمبر کہ جسکی قدر و تہ کا کوئی پیغمبر دنیا میں نہیں آیا اُنے تو نے چھوڑ دیا اور بجا آوری علم اُچھ سے منخر موڑ لیا یہ وہ پیغمبر ہے کہ جسکے واسطے

اس محل شانہ نے درمے جنت کو گول دیا ہوا اور فرشتوں کو اس کے ساتھ جہاد میں
 شریک ہونے کا حکم دیا ہوا اور جو وہ فلان کو اس کے اصحاب عالی جناب میں نظر آوا
 انکی ضیافت کا سب سامان جنت میں تیار ہوا ہر چہ وہ ہے تیرے اور میں پیغمبر کے درمیان
 میں کوئی چیز حاصل نہیں مگر ایک درہ پہاڑ کی آڑ ہوا ہر چہ تیرے اور میں ایمان لانے میں
 کس بات سے انکار ہوا کہ تو میرا ایمان لائیگا تو ہمدردانہ کے لشکر میں بھیہ یا نیگا ہوا
 نے جواب دیا کہ اگر میں حضرت کے حضور میں جاؤں تو میری کبریاں کون چرانے مجھے
 خوف ہوا ایسا نہ کہ کوئی درندہ اگر کسی کبری کو مغرت پہونے کے پیچھے نے جواب دیا کہ
 تیری کبریاں میں چراؤنگا جب تک تو حضرت کے حضور سے واپس نہ آنے کا میں
 رخصت چھوڑ کر کہیں نہ جاؤنگا پھر وہ چرواٹاڑے ذوق و شوق سے آپ کے حضور
 میں آیا اور پیچھے کا قصہ سب کے سامنے نقل کیا اور صدق دل سے آپ پر ایمان
 لایا معجزہ درمی اور یہی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
 کی کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار اصحاب کبار کے مجمع میں تشریف
 رکھتے تھے کہ ایک اعرابی ایک سو سوار کو شکار کیے ہوئے لیے جاتا تھا مجمع دیکھ کر
 اصحاب عالی جناب سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں کہا کہ یہ پیغمبر خدا حبیب کبریا ہیں
 اُس نے آپ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ قسم میری لات و عزی کی پیروی ایمان نہ آؤنگا جب تک
 کہ یہ سو سوار ایمان نہ لائے اور میں سو سوار کو آپ کے سامنے ڈال دیا آپ نے اُسے
 پکارا کہ اے سو سوار اُس نے زبان فصیح سے جواب دیا کہ اے رسول پروردگار میں حاضر ہوں
 اور آپ کا نام ابدار ازخیرت دینے والے اُن لوگوں کے جو قیامت میں حاضر ہونے
 آپ نے پوچھا کہ تو کسکی عبادت کرتا ہوا کہا اُس خدا کی جسے انسان میں عرش ہوا اور

زمین میں کلم اور دریا میں اُسکے بنائی ہوئی راہ ہو اور پشت میں اُسکی رحمت ہو اور
 دوزخ میں اُسکا عذاب ہو آپ نے جو چاہا کہ میں کون ہوں کہا کہ آپ رسولِ ہر دو گاہ
 عالم کے اور خاتم النبیین جسے آپ کی تصدیق کی اُسے ظہار پائی اور جسے آپ کی تکذیب کی
 اُسکی شامت آئی یہ سنکر وہ اعرابی آپ پر ایمان لایا آپ نے اُسے نماز و قرات سکھائی
 اور سورۃ اخلاص یاد کرائی اور طریقہ اسلام کا تلقین فرمایا پھر جب وہ اپنی قوم میں گیا
 تو سارا قصہ سوسمار کی شہادت کا آپ کی نبوت پر بیان کیا وہ سب لوگ آپ کے حضور میں
 آئے اور کہاں صدق دل سے کلمہ شہادت کا زبان پر لائے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
 وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَہٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ کَمُحَمَّدٍ طہرانی اور یحییٰ نے حضرت
 ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور قاضی عیاض نے شافعی میں اُسکی خبر دی ہے
 کہ ایک بار حضرت رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگل میں تشریف رکھتے تھے
 کیا ایک آپ کے گوش مبارک میں تین باریا رسول ہدیہ رسول ہدیہ رسول ہدیہ
 در دناک آئی چند قدم پر تشریف لے جا کہ جو دیکھا تو ایک ہرنی بندھی ہوئی پائی اُسے
 آپ کو دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ اعرابی جو یہاں سوتا ہے اُسے مجھے گرفتار کیا ہے
 اور اس دو پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں انھوں نے دو دھن میں پیانا ہوا اگر آپ مجھے
 رہا فرمائیں تو میں بچوں کو دو دھن بلا آؤں آپ نے فرمایا کہ اگر تو نہ آئے تو کیا نہ آیا
 عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں نہ آؤں تو خدا مجھ پر وہ عذاب کرے جو معمول لینے
 والے پیادوں پر عذاب کرتا ہے جب اُس نے یہ وعدہ کیا آپ نے اُسے چھوڑ دیا وہ رہا
 پاکر پہاڑ میں گئی اور بچوں کو دو دھن بلا کر فوراً واپس آئی آپ نے پھر اُسے باندھ دیا
 اور وہاں تشریف فرما رہے جب وہ اعرابی بیدار ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا

کہ اعرابی اس آہو کو چھوڑ دے اسکی قیمت بٹے لے آئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
یہ ہرنی حاضر ہے لیجئے آپ کی نذر قبول کیجئے یہ آئے لیکر چھوڑ دیا وہ اس صحرا میں
کمال خوشی سے رقص بھرتی اور زبان فصیح سے کہتی تھی **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِهَا نَاثِقٌ**
رَسُولُ اللَّهِ معجزہ مدارج النبوة میں ابن عسکری کے روایت ہے کہ بروز فتح خبر ابک حمار
آپ کے حضور میں آیا اور زبان فصیح سے بیان کیا کہ یا رسول اللہ میرے دادا کی نسل
سے اسماعیل شانہ نے ساٹھ حمار پیدا کیے اور وہ سب بیابان ہستی کی وادی میں
رہے اور بنو نضیر و بنو کنانی فرد شہر انہیں نہیں سوار ہوا یہ احوال یہ کہ میں ایک یہودی
کے ہاتھ میں گرفتار تھا اور اب کی تمنا ہے زیارت میں بقیاریدو یہی ہے بہت چاہا کہ
بنو نضیر سوار ہو کہ میں نے اس وقت اب اسکی سواری سے اپنے کو چاہا اسی وجہ سے وہ مجھے
تکلیف دینا دیتا تھا اور نہ کھاتا تھا اپنے دادا کی نسل میں اب میں ہی باقی رہ گیا
یہ بیان اور آپ خیمہ خاتم النبیین میں سچا آپ کے اب کوئی پیغمبر دینا میں نہ سکا لہذا میں
پا ہوتا ہوں کہ مجھ پر وار ہو جیتے اور میری آرزو پوری کیجئے آپ نے پوچھا کہ اے حمار
تیرا نام کیا ہے آئے عرض کیا کہ بدیزب شہاب پھر آپ نے اسکا نام یعفور رکھا یعفور
آپ کے حضور میں ہر وقت حاضر رہتا تھا جب آپ کو کسی کے بلائے کی ضرورت ہوتی
تو آپ یعفور کو اس شخص کا نام بتا دیتے یعفور اسلے دروازے پر جاتا اور ایسا سر
دروازے پر رکھ کر گھبراہوتا اور خوش دیتا جب وہ شخص باہر آتا یعفور اپنے اسے بلاتا اور
اشارہ سے کہتا کہ حضرت نے مجھے یاد کیا ہے جب آپ نے انتقال فرمایا تو یعفور آپ سے
مفارقت کی تاب نہ لایا اور کمال غم و اہم سے بیتاب ہو کر اپنے تئیں کو گھبراہٹ میں لگا
دیا اور گویا **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** معجزہ بیقی نے دلائل میں جو عید سابعی کے

اور ابن ماجہ نے مختصر میں روایت کی ہے کہ ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس سے فرمایا کہ کل میں آپ کے مکان پر آؤنگا آپ میرا انتظار فرمائیے اور آپ کے اہل و عیال کہیں سے کہیں باہر نہ جائیں پھر آپ دوسرے روز حسب وعدہ شریف پھر دن پڑھے حضرت عباس کے مکان پر شریف لائے اور بعد سلام و دریافت خیریت فرج کے ارشاد کیا کہ اے چچا تم سب میرے نزدیک آؤ اور سب چھوٹے بڑے یکجا ہو جاؤ وہ سب آپ کے نزدیک آئے اور آپ کا حکم بجالائے آپ نے جناب امیہؓ سے دعا فرمائی کہ اے پروردگار یہ میرا چچا ہے اور اس کے فرزند میرے بھائی ہیں جیسا اس وقت میں نے ان کو اپنی چادریں پھیلا دی ہیں ویسا ہی تو اپنی حرمت کے لباس میں ان کو چھپالے اور آتش و دوزخ سے بچانے جیسے ہی آپ نے یہ دعا فرمائی ویسے ہی مکان کے دروازے کھنڈی اور کوڑے آئین یارب العالمین کی صد آئی معجزہ مراجع النبوت میں ہوتے ہیں کہ حضرت عقیل بن ابی طالبؓ ایک سفر میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تشکیلی شکایت کی سانسے ایک بیاض نظر آتا تھا آپ نے فرمایا کہ بھائے پاس جاؤ میرا سلام کو اور اپنی طلب کہ حضرت عقیل اُس بیاض کے پاس گئے پہلے آپ کا سلام کہا پھر اپنی طلب کیا اُس نے بہ آواز بلند یہ جواب دیا کہ پیغمبر خدا کے حضور میں میری طرف سے عرض کر دینا کہ جس روز یہ شریفہ فائتوا النار الیہی و قودھا الناس و انجبارا نازل ہوئی میں اسکی خون سے اس قدر رویا کہ میرے چہرے میں ایک قطرہ پانی کا باقی نہیں رہا اللہ اکبر اگر بغور دیکھا جائے تو سو سمار اور بھڑپے اور حمار کا آب کی رست و نبوت پر گواہی دینا بھی ایک بھت بڑا معجزہ ہے لیکن کل جانور اگر بغیر زدی یعقول اور بے زبان ہیں لیکن تاہم جاندار ہیں اور مکان کے در و دیوار کھنڈی و کوڑا

اور سافرانیہ اور بلید آب کی بات کا جواب دینا اور آپ سے ہمکنار ہونا اور
 آپ کی دعا کرنے کے وقت آمین کہنا بے محسوس انداز شامہ کی ضرورت کا اظہار اور
 اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تمام قلوب قاتلہ آپ کی رخصتی اور فراق پر غمگین اور غم
 ہزار ہا ہجرت آپ کی ذمت بابرکت سے وقوع میں آئے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگے
 یاد کیہ مملکت و جمہانت کو بغیر کر رہا ہے یہاں پر اسے اور غمگین اور غمگین ہے
 یہ بیان وفات شریف حضرت عمرؓ اور کائنات اس کے بعد ہونے لگا
 سلطان اس دنیا سے آپ کا شرف لیتا ہوا اور آخرت میں انما ہم لو کہو یہ ہجرت
 یہ ایک ایسا سخت حادثہ اختیار ہوا کہ اگر ہم اس غم میں غرق نہ ہوں تو
 اور ہر دم کہ یہ دناری آہ یہ قیامی رہتے ہیں تو ہمارے روبرو اور جو تک یہ دنیا محض خدا
 دیکھا اور درنا پانچ اور یہ مقام تھا ہونے والا خلق بے ثبات اور قیامی اور
 خداوند اور آپ شریف علی شریعہ اللہ تعالیٰ اور قل نفس ذالقة الموت
 کے ہر نفس موت کا ذائقہ چکے والا اور قیامت ہونے والی اور ہر روح آخرت کی
 طرف پھر جانے والی جو لہذا ہند جل شانہ نے یہاں آپ کا قیام زیادہ پسند فرمایا اور
 بارگاہ ایزدی سے بہت ہی جلد آپ کی رضی کے ساتھ سفر آخرت کا طویل یا مایا نا چاہیے کہ موت
 کے نیکو سوین بر اور ہجرت کے دسویں سال آخر قاتلین یہ آیت شریفہ السیوم
 انکم لکم دنکم و انتم لکم یقین و سر ضیت لکم الاسلام دینا
 نازل ہوئی یعنی آج کے روز کمال کیا ہم نے تمہارے واسطے دین چھارہ اور تمام کردین
 ہم نے تم پر اپنی تمام نعمتیں اور رضی ہوا میں تم سے سبب اس کے کہ تم نے دین اسلام
 قبول کیا اس آیت شریفہ کے نازل ہونے سے جملہ اصحاب عالی جناب کمال خوشی ہوئے

السدجل شامہ کی اس غنایت بیغایت کا شکر بجالائے برخلاف تمام صحابہ کرام کے
 جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آئینہ شریفہ کے معصوم و بے وقت ہونے
 تو نہ از راز رونما شروع کیا اور اس غم دالم میں خورد و نوش سے ہاتھ اٹھالیا صحابہ نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ آئینہ شریفہ
 ایسے فردہ و بشارت کے ساتھ نازل ہوئی کہ جس سے ہم سب کو کمال ہی درجہ خوشی اور شرف
 حاصل ہوئی گو برخلاف ہمارے وقت نزول آئینہ شریفہ سے حضرت ابی بکر نے از راز رونما
 ہیں اور ہر وقت سے ایسے غم آلودہ ہیں کہ کسی حال میں خوش نہیں ہوتے ہیں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا ایک بار سے استفسار فرمایا کہ تم نے اس آئینہ شریفہ کے معنی
 سمجھ کر حفظ کیا؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسدجل شامہ ہے ہمارے دین کے کامل ہوئی
 خوشخبری پہونچائی اس سے زیادہ ہمارے دین کی خوشی ہوگی اب اس کے آئینہ حضرت
 ابی بکر کو لایا اور جسے بندھا ہے آلا ہونے کا سبب استفسار فرمایا انھوں نے عرض کیا یا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے ہمارے دین کو بڑا کر دیا
 اور اپنی نعمت سے سیرت تمام فرمائی اور دین اسلام سے خوش رہنے کی خوشخبری بھگوئے تانی
 پس بالیقین معلوم ہو گیا کہ اب آپ سے ولایت دہانے کا زمانہ قریب آیا مخصوص ہی
 بات پر نگاہ ہونے کے واسطے اللہ جل شانہ نے اس آفرینہ شریفہ کو نازل فرمایا اس واسطے
 اس معصوم و بے قطع و وحی الہی کا صاف ظاہر ہو چکے شکر آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ
 ابو بکر خیر الانس و الخیر البر و تو خوب راز انبی سے ماہر و رسد وقت سے آیا کہ اوقات کلمات
 و اقتراف او بعدانی کے ایسے ارشاد فرماتے کہ جیسے منہ سے لوگوں کے دل درجہ و در
 انکسین جاری ہو تین اور دل پر بقراری طاری ہوتی تفسیر حسینی ہیں اٹھا ہی کہ اس

اُن کی شریفیہ کے نازل ہونے کے بعد آپ اکاسی روز اس دنیا میں اور رونق افروز رہے اور اس حال میں اکثر اوقات تسبیح و استغفار اور گریہ میں مشغول رہتے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو معصوم اور سب گناہوں سے پاک و صاف ہیں پھر یہ گریہ اور استغفار کس واسطے ہو فرمایا کہ قبر کی تنگی اور سجد کی تاریکی اور روز قیامت کے ہول و سختی کو یاد رکھ رہے رہتا ہوں اور براہ شفقت و محبت امت کے خیال سے بقیہ رہتا ہوں آنحضرتؐ سے اس کے آخراہہ دفعہ میں ہرم محترم کی زیارت کو تشریف لائے اور حکام حج کے اور فرمائے اسی واسطے اس حج کو حج الوداع کہتے ہیں جب آپؐ اس حج سے فراغت پائی تو حجاب مدینہ منورہ میں حجت فرمائی پھر اسی سال کے آخراہہ مہینہ چہار شنبہ کے روز آپ کو تب و در دوسرے حضرت یمونہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں شریعت ہو ا جب عرض میں خدمت اور زیادتی ہوئی تو یہ خبر پاکر سب ازواج مطہرات حضورؐ کی عیادت اور خدمتگزاری کے واسطے حاضر ہوئیں اُن سب کے سامنے آپؐ نے چند بار ارشاد فرمایا کہ اس جگہ میں کہاں رہو گا سبھوں نے معلوم کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے کا رہنا منظور ہے اسی خیال سے حضورؐ کی زبان پر تنکرا اس بات کا نہ کہ جو آپؐ کی مرضی پاکر جملہ اہلبیت رسالت نے اس بات کو بخوشی منظور کیا آخر کار رسول پروردگارؐ اہلبیت کے کا نہ ہوں پر حاضر ہوئے حضرت عائشہ محبوبہ کے حجرے میں تشریف لائے اور سب ازواج مطہرات اور جملہ اہلبیت نبوت و ہدایت آپؐ کے ہمراہ حاضر ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ تب و در د کی شدت سے عیاب ہوئے جاتے تھے اور نہایت بقراری سے بار بار کہہ دیتے تھے اور امراض لائقہ کی شکایت فرماتے تھے آپؐ کا یہ حال دیکھ کر میں نے کہا کہ بقراری گریہ و زاری کے ساتھ عرض کیا کہ اے سلطان دو جہان

سیری جان آب پر خدا اور قربان آب کے خراج اقدس کا کیا حال ہو مجھے اطلاع دیجئے اپنی
تخلیف کو مجھ پر پوشیدہ نہ کیجئے مگر آپ کو براہ فرما محبت اپنی تخلیف کا حال حضرت عائشہ
پر ظاہر کرنا پسند نہ آیا بخیاں اسکے کہ بیشک زیادہ بیقرار ہو بائیلی سکوت فرمایا پھر عرض کیا
کہ یارسول اللہ اگر یہ شدت مرض ہم لوگوں میں سے کسی پر ہوتی تو بہتر تھا اسکے جواب
میں اترتا دہوا کہ اے عائشہ تو نہیں جانتی نبیین محمدین و شہداء و صالحین سخت مصائب
میں مبتلا کیے جاتے ہیں اور اسکے صلے میں درجات عالیہ درگاہ الہ سے پاتے ہیں یہاں اللہ
عین حضرت عبداللہ بن سعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہو کہ ایک روز صحابہ عجمی
حسب اطلب حضور حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے میں حاضر آئے جب آپ نے انہیں
دیکھا تو ابریدہ ہوئے اور فراق و جدائی کے ایسے کلمات ارشاد فرمائے کہ گویا کوئی کسی
سے رخصت ہوتا ہو لوگ سمجھے کہ آپ اپنی وفات شریف کی خبر دیتے ہیں بدریافت ہیں
حال کے سب صحابہ کبار بے اختیار روئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کب اس جہان سے انتقال فرمائینگے ارشاد ہوا کہ اب وقت فراق کا نزدیک آیا اور
اب غمگین میں تم سے جدا ہوتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے مختار کیا ہے جاہوں دنیا میں ہوں
اور جاہوں اپنے پروردگار کے حضور میں جاؤں میں نے اسد جل شانہ کا دیدار اختیار کیا اور تم
سب کو اُمی محافظ حقیقی کی حفاظت میں چھوڑ دیا پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کو غسل
کون دے فرمایا کہ اہلبیت عرض کیا کہ کفن کیسے پٹے کا دیا جائے فرمایا سفید حبیبی سترے
حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چادرین اور ایک
سیراہن اپنا پہلے ہی قطع کر رکھا تھا پھر عرض کیا کہ آپ کے جنازے مبارک پر نماز
کون پڑھائے فرمایا کہ اپنے پیغمبر کو غسل کے بعد کفن پہنا نا اور جنازہ اٹھا کر

میں کیسا پایا حاضرین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ بیت بنو اور فضل پر غیر ہم
 لوگوں میں سے اور بیت بڑی شفقت اور رحمت کے ساتھ ہم لوگوں میں رہے اور ہمارے
 احکام اتنی آسان ہو چڑھایا اور ہم آپ کی بدولت گمراہی اور ضالیت سے بچے اور راہ
 رست کو پایا اور آپ نے اس شرف و نہر بانی ہم پر فرمائی کہ ہم لوگوں میں سے کسی نے
 اپنے مان یا پس میں یہ نہت اور محبت نہیں یا فی حَذِّكَ اللَّهُ فِي الدَّارَيْنِ حَذًّا
 پھر ارشاد فرمایا کہ میں کسی کو شے ایذا و تکلیف پہنچاؤں وہ اُکھا خوش گھسے اور
 اس میں کسی طرح کی محبت نہ داخل ہوے اور جس نے کسی کا رخصت پیرا تا ہو وہ مجھے آگاہ کرے
 اور ہرگز اس بات سے نہ ڈرے کہ میں اُس سے ناراض ہو گا بلکہ دوست میرا رہی کہ
 اُس کو اخذہ کا عوض مجھے لے یا سنان کرے تاکہ میں با فرغت اس دنیا سے اٹھوں
 اور غلطی آخرت سے بچ رہوں یہ ارشاد و سنکر حاضرین رونے اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا
 حتیٰ کہ تیسرے بار آپ نے قسم دے کر اس کلمہ کو ارشاد فرمایا تو اس وقت حضرت عکاشہ
 صحابی نے دست بستہ کہے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ سفر توک میں یہ جان تیار
 اس نیت سے حضور اقدس کے برابر آیا کہ دندان مبارک کو بوسہ دوں اس وقت حضور نے
 اذنی بر کوڑا چلایا اتفاق سے وہ کوڑا میرے منڈھے پر آیا یہ سنتے ہی حضرت سلمان کو
 ارشاد ہوا کہ غلط نہ رہے گھر جاؤ وہی کوڑا وہاں رکھا ہے جلد لاؤ حضرت سلمان
 روتے ہوئے حضرت سیدہ کے در دولت پر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ غلام ہے
 کام کے واسطے آیا ہے کہ جو کوڑا آپ کے یہاں رکھا ہے وہ حضرت نے طلب فرمایا ہے چنانچہ
 سیدہ نے اُس کا سبب استفسار کیا سلمان نے کیفیت واقعی کو عرض کر دیا جناب
 بتول فور دیدہ حضرت رسول مقبول اُس مال پر ملاں کے دریافت ہونے پر پکارا کہ

اور ہول آخرت سے مخفی پائی حضور نے ارشاد ہوا کہ اگر عکاشہ بیشک تو دوزخ سے
 آزاد ہوا اور حاضرین سے فرمایا کہ اسدیل شانہ نے عکاشہ کو بہشت میں ہر رفیق بنایا یا نہیں
 تھے منکوت و بہشت و آفرین بلند کی اور کہا یا عکاشہ حکیم اللہ اللہ الذی ادرین حذرًا
 پھر ایک شخص نے تین دم کے قرعے کا آپ پر دعویٰ کیا آپ نے اسے دلا دینے کا حکم کیا پھر
 ارشاد کیا کہ جس کسی کا حق جسکے ذمہ ہو وہ آج اسے ادا کرے تاکہ آخرت میں ذلت و رعب نہ
 رہے پھر ایک شخص نے تین دم لیکر حضور میں دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی علیہ
 وسلم یہ دم اس طور سے میرے ہاتھ آئے تھے کہ بائیں ہاتھ سے میں نے اپنے ہاتھ سے اپنے
 اُن دم کو لیا اور بیت المال میں داخل کرنے کا حکم دیا اسی طرح بائیں ہاتھ سے چالیس
 کا کو کسی نے اور چالیس کی بدخونی کا بیان کیا آپ نے ان سب کو حکم تو یہ دیا کہ وہ سب
 کے واسطے یہ دعوت خیر دست مبارک اُٹھائے اور خیریت ہو کر نصرت سائنہ صدیقہ
 محبوبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے حجرست میں شہرت لائے

يَا رِبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا | اَعْلٰی نَبِیِّکَ حَنِیْفِہِ الْحَلٰلِی طَلَّہِم

جانتا چاہیے کہ حالت مرض میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قلمے یا بخون وقت درود
 پر اطلاع کے واسطے آتے تھے اور آپ بہترین بین تشریف لیا اگر نماز باجماعت
 اور فرماتے تھے ایک روز غشا کی نماز کے وقت حضرت بلال حسب دستور حضور کے ہاتھ
 پر حاضر ہوئے اور عرض کیا الصلوۃ یا رسول اللہ آپ اس وقت اس سبب شدت مرض کے باوجود
 تشریف نہ لاسکے اور بلال کو حکم دیا کہ ابو بکر سے کہہ دے کہ مسجد میں جائیں اپنی امامت
 کے ساتھ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت بلال حضرت صدیق کے حضور میں حاضر ہوئے اور
 عرض کیا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسجد میں جاؤ اور

امامت کر کے لوگوں کو نماز پڑھاؤ بیٹھو نہ عیسا ح البتوت کا ہوا اور حیا، اعلوم میں
 بروایت ابو داؤد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تبصریح یوں آیا ہے حضرت
 بلال کہتے ہیں کہ جب میں یہ حکم پا کر در دولت سے باہر آیا تو حضرت عمر کو مع چند صحابہ کے کہ
 جنہیں حضرت صدیق اکبر نہ تھے زمانہ موجود! یا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 مزاج اقدس کی کیفیت اُسے بیان کر کے کہا کہ آپ مسجد میں تشریف لے جائیں اور لوگوں کو
 نماز پڑھائیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امامت پر کھڑے ہو کر نماز کے لیے
 اللہ اکبر کہا چونکہ حضرت عمر کی آواز بلند تھی اسوجہ سے انکے اللہ اکبر کی کشتی کی آواز
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع مبارک میں پہنچی فرمایا ابو بکر کہ ان میں عمر کے آگے کھڑے
 ہونے کو نہ خدا مانتے گا نہ مسلمان اس جگہ کو تین بار تکرار ارشاد فرمایا اور بتا گیا یہ حکم
 سنایا کہ ابو بکر سے کہو کہ مسجد میں جائیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہ نے
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابو بکر بڑے نرم دل اور رقیق القلب ہیں جب محراب کو حضور
 خالی پائینگے تو گریہ و ناری اُس پر طاری ہوگی اور تاب مفارقت نہ لائینگے فرمایا کہ تم لوگ
 بھائی یوسف کے ساتھ رہو اب ابو بکر سے کہو کہ جلد آئیں اور نماز پڑھائیں حضرت عبد اللہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز پڑھانے کے
 بعد حضرت ابو بکر صدیق نے نماز پڑھائی یعنی وہ نماز حسبِ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پھر دھرائی اللہ اکبر یہاں سے حضرت ابو بکر کے مرتبہ کو غور کرنا چاہیے کہ جب آنحضرت
 علیہ السلوۃ و السلام کو حضرت ابو بکر صدیق کے ہوتے ہوئے حضرت عمر فاروق کا امامت کرنا
 پسند نہ آیا اور انکی پڑھائی ہوئی نماز پر حکم دہرانے کا فرمایا تو اور کسی کا کیا ذکر ہے حضرت
 عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے جو اپنے باپ حضرت ابو بکر کی طرف سے نماز پڑھانے کا

غدر کیا تھا اسکا سبب یہ تھا کہ وہ دنیا کی طرف رغبت نہ تھے اور خلافت میں نہ شمول
 خطرہ بہت تھا اور یہ بھی خوف تھا کہ لوگ کبھی اس بات کو پسند نہ کریں گے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی حیات ہی میں کوئی دوسرا شخص آپ کی جگہ نماز پڑھائے اور یہ بھی خیال تھا کہ یہ
 ایسا کام کے نماز پڑھانے سے لوگ حسد کریں گے اور اس سے سرکش ہو جائیں گے اور ان کے نسبت غلام
 زبان پر لائیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے میرے یہ خیالی کو غلط کر دیا اور جس بات کا مجھے ڈر تھا
 اُس پر نہ کو صاف آیا لیا مقبول انبوت میں رہ رہتا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
 عنہ نبوب رب العباد امامت کے واسطے کھڑے ہوئے اور مجاہد پر نگاہ پڑی اور اس جگہ کو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پایا تو سیر و ضبط نہ کر سکے اور ہنسا کر کہے کہ گرے
 اور بیہوش ہو گئے اس وقت درو دیوار انسان وجہ ان فلک و ملک وحوش طیور بھی
 آواز و جھڑپ اور مہینہ کی آواز سمجھ کر صد استغاثہ و زاری آہ و فغان کی زبان سے تارخ پڑ
 جاتی تھی جب اس زمانہ خیر کا شور آپ کے سمع مبارک میں آیا تو آپ نے اُنکو مہول کہ
 حضرت فاطمہ زہرا سے استفسار فرمایا کہ یہ کیا فرما رہے ہیں یا رسول اللہ احباب آپ
 اندوہ فریق میں نالہ و گریان ہیں اور آپ نے سوز و فداقت سے بھوک کے دل پر بیان
 بدر یافت اس حال پر ملاں کے آپ براۃ نفق مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر
 لوگو اب میں تمہارے غم پر تپید رہنا ہوں اور انکو خداوند تعالیٰ کے سپرد کرنا ہوں تو کون
 رہے کہ بے دل دجان خدا سے دو جہان کی اعانت و فرمان برداری میں رہو اور کوئی کام
 اسکی مرضی کے خلاف نہ کرو اور جو کوئی اس دنیا میں آیا ہی نہیں ہوا ولی انسان ہوا
 چھوٹا صنم پہاگیر خاص ہو یا عام کسی کو جام موت ضرور پلایا ہی ہر جزا است
 پاک پروردگار کسی کو بقا نہیں کوئی ذی روح اسکا ذائقہ چھنے سے بچا نہیں سے

الْمَوْتُ كَأَنَّ كُلَّ أَنْاسٍ لَيْسَ بِهِ | الْقَدْرُ بَابُهُ كُلُّ أَنْاسٍ يَدُ خُلَاءِ
 فَاغْدَهُ جَانِئًا بِأَيْسَرِهِ كَمْ تَحْفَظُ صَلَاتِي اَللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَالَتِ مَرَضُ الْمَوْتِ بَيْنَ مَسْجِدِ تَشْرِيفِ
 بَيْنَ تَشْرِيفِ لَاتِي تَحْتِ أَصْحَابِ كِبَارِ كَيْ سَاخِرُ نَازِ بِاجْمَاعِ اَدْرَا مَاتِي تَحْتِ مَلِكِ حَسْبِ آبِ
 شَدَتِ مَرَضِي فِي زِيَادَةِ غَلْبَةٍ كَمَا تَوَاتَرُ بِي نَفْسُ فَتَرِ اَبُو بَكْرٍ كَوْنًا زُجْرَ حَلْفَانِ كَالْعِلْمِ دِمَاخًا نَجْمِ بَيْنِ
 رَوْضِ فَتَرِ صَدِيقِي فِي نَازِ زُجْرَ عَائِي اَوْرَ اِسْ اِسْمَانِي اَتَحْفَظُ صَلَاتِي اَللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوْنًا كَلْبِي قِيَمَتِ
 فَتَرِ صَدِيقِي كَيْ حَيٍّ نَازِ زُجْرَ حَيْثُ كِي نَوْبَتِ اَنِي اَوْرَ شَكْوَةِ تَشْرِيفِ كِي تَحْرِحِ بَيْنَ فَتَرِ عَجَبِ اَللَّهُ
 بِنِ عِبَاسِ رَضِيَ اَللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَعَى رَوَيْتِ بِرَكَتِ فَتَرِ عَلَيْهِ اَلْعِلْوَةُ اَلْإِسْلَامُ بِرَكَتِ فَتَرِ
 اَبُو بَكْرٍ صَدِيقِي كَيْ اِنِّي اَمْتُ دِينِي سَعَى كَيْ حَيٍّ نَازِ زُجْرَ بَيْنِ زُجْرِي سَوَا سَعَى اَبُو حَسْبِ تَلِي كَمَا يَكُ
 سَفَرِ بَيْنَ فَتَرِ عَجَبِ اَلرَّحْمَنِ بِنِ عَوْنِ كَيْ حَيٍّ زُجْرِي نَحْيِ اَوْرَ اُنْسِي شَدَتِ مَرَضِي بَيْنِ كَرِ رَوْضِ نَجْمِ
 كَمَا تَحْتِ آبِي فِي يَامَا كَمَا اَيَا كَمَا كِتَابِ لَيْعِي وَنَمِيتِ لَكُمِ بَيْنَ فَتَرِ عَجَبِ اَلرَّحْمَنِ بِنِ عَوْنِ سَعَى
 ذَمَا يَا كَمَا اَلْأَوْشَانُ بَكْرِي كَمَا لَكُمُ اَبُو بَكْرٍ كَيْ لِي اَبُو كِتَابِ لَيْعِي خِلَافَتِ نَامِي اِي اَرشَادِ اَللَّهُ
 فَتَرِ عَجَبِ اَلرَّحْمَنِ فِي يَامَا كَمَا عَائِي اَوْرَ سَبِ اَلطَّلَبِ نَوْرِ شَانِ كَبْرِي كَا لَانِي كَمَا اِسْمَانِي بِرَكَتِ
 اَرشَادِ اَللَّهُ كَمَا كَبْرِ حَاجَتِ بَيْنِ فَتَرِ اَوْرَ رَوْضِ بَيْنِ اَخْلَافِ كَرْنِي اَبُو بَكْرٍ كَيْ حَيٍّ بَيْنِ اَبُو اَلْجَمَاعِ
 سَبِ اَتْفَاقِ كَرْنِي اَبُو خِلَافَتِ بِرَا اَوْرَ دُوسَرِي حَدِيثِ صَحِيحِ اَلْمُسْلِمِ زُجْرِ بَيْنِ اَبُو اَلْجَمَاعِ اَللَّهُ
 عَائِشَةُ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ
 اَدْعُنِي اِلَى اَبَا بَكْرٍ اَبَا بَكْرٍ وَاحَاكِ حَتَّى اَكْتُبَ كِتَابًا فَمَا قِي اَحَاكِ
 اَنْ يَمْنَنِي مُتَمِّنٍ وَ يَقُولُ عَائِلُ اَنَا وَ لَا يَأْتِي اَللَّهُ وَ اَلْمُؤْمِنُونَ
 اَلَا اَبَا بَكْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ تَرْجَمَهُ اَوْرَ رَوَيْتِ فَتَرِ عَائِشَةُ صَدِيقَةُ رَضِيَ اَللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهَا سَعَى كَمَا اَرشَادِ كَمَا مَجْهَبِ خَبَابِ رَسُولِ خُدَا صَلَاتِي اَللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي مَرَضُ الْمَوْتِ بَيْنِ

اگر با ایمان سے پاس ہو کر کہ تیرا باپ ہو اور ملتا اپنے بھائی یعنی عبد الرحمن کو تا کہ حکم کروا دین
 خلافت نامہ لکھنے کا اس واسطے کہ میں ڈرتا ہوں یہ کہ کوئی آرزو کرے آرزو کرنے والا اپنے
 خلافت کی بر تقدیر نہ لکھنے کے یعنی بسبب پاس نہ ہونے سند خلافت کے اور ڈرتا ہوں اس
 پر کہ کہے کوئی کہنے والا کہ میں ستمی ہوں خلافت کا والا کہ نہیں ستمی ستمی خلافت کا سو ہے
 ابو بکر کے اور کوئی اور میں چاہیگا اسے تعالیٰ اور میں بکر ابو بکر کے نقل کی ایسی ستمی تینا خیر حضرت
 علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
 شدت بیماری میں چند کلمے وصیت آمیز ایسے ارشاد فرمائے کہ خلیفہ من بعدی کے عرض کیا یا رسول اللہ
 یہ وصیت تو ایسی ہو کہ جیسے کوئی کسی سے جدا ہوتا ہو فرما با کہ اے علی تم نے سچ کہا واقعی اب میرے
 انتقال کا زمانہ بہت ہی قریب ہے بعد اسکے اپنا سر مبارک میری گود میں رکھا اور چہرہ مبارک
 کا رنگ متغیر ہوا اور پیشانی انور پر عرق آیا میں نے اس وقت آپ کو بہت ہی قیاب پایا فاما
 زہر آپ کا یہ حال سُکر بہت ہی گھبرائیں اور حسنین کو سامنے لیکر روتی ہوئی حضور میں آئیں اور
 کہنے لگیں کہ اے یا جان فاطمہ کی جان آپ پر خدا اور قربان اب آپ کا دیدار جہان آرا
 مجھے کہاں میرا لگا حسنین کے حال پر نظر شفقت و مہربانی کون فرمائے گا افسوس صد افسوس کہ
 فاطمہ غمخوار بقرار اب آپ کے سخنان شیریں نہ سنی گئی اور حضور اقدس کے شرف دیدار سے
 محروم رہی ذرا اُٹھ کھوئیے اور مجھ ناشاد کی طرف دیکھیے آپ نے اپنے نور دیدہ جلوہ کو شہ کو
 بقرار دیکھ کر گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بار خدا یا فاطمہ کو صبر عنایت کرو اور ارشاد کیا کہ میرا بیٹا
 باپ پر مرض کی سخت شدت ہو اُٹھ کھول کر بات کرنے میں بُری دشواری و وقت ہے حضرت
 علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے فاطمہ مت روؤ اور آنحضرت کے زخم دل پر نمک نہ چھڑکو
 آپ نے فرمایا کہ اے علی اسکو منع نہ کرو اپنے باپ پر رونے دو یہ حضرت امام حسن رونے

اور کہا اے جد بزرگوار ہم آپ کے غم دالم ہیں کیونکہ صبر کرین اور حضور کے مفارقت کی بڑا
 کس طرح سہین ازواجِ مطہرات نے نالہ و زاری سے سب کوڑ لایا اور زیادہ بھاری سے
 تمام اہل یانین مدینہ کو بلایا اصحابِ عالیِ جناب زار و زار روئے تھے اور کہتے تھے نہیں معلوم کہ
 آپ کے بعد ہم کو کبسی مصیبت میں گرفتار ہونگے ایک بار پھر دیدارِ رسول پروردگار سے شرف
 ہونے پر آپ کے غم فراق میں خوب جی کھول کر روئیں آنحضرت صاحبِ کرام کی گریہ و زاری
 کا ہشامہ شوخ حضرت خیر البشر کے سمعِ مبارک میں آیا تو آپ نے اُنہم کھول کر ارشاد کیا
 کہ اے لوگو صبر کرو بہترین ہست کے ہو، میں اسلام پر ثابت قدم رہو قرآن پاک اور عترت کو اپنا
 پیشوا سمجھو اور فرمایا کہ اے لوگو اگر یہ نادر نماز تھا اس لئے بعد ہوا جو لیکن جنت میں سب کے پہلے
 جاؤ گے اور وہاں کے نعمات جیسا بیاؤ گے پھر حضرت فاطمہ زہراؑ نے عرض کیا کہ اے بابا جان
 قیامت کے دن میں آپ کو کواہم یا تو کوا فرمایا کہ جنت کے دروازے پر لوگ حمد کے نیچے ہست
 کی منفرد کے لیے ہست غذا کیا ہو گا؟ فرمایا کہ اگر وہاں نہ پاؤں فرمایا کہ جو کچھ زہراؑ
 کے پیاسہ میں کو پانی ملا رہو گا اتنا سہ لیا کہ اگر وہاں بھی نہ پاؤں فرمایا کہ مراٹھ انتہیم کے
 نزدیک عاجزی کرنا ہو گا عرض کیا کہ اگر وہاں بھی حضور کی زیارت سے بے بہرہ رہوں تو
 انسان لاش کروں فرمایا کہ میرا ان کے متصل بابر بھائی ہی ہونے پلید میرا ان عماما ہست کے جناب
 باری میں اتجا کرنا ہو گا عرض کیا کہ اگر وہاں بھی شرفِ ملائمت سے بہرہ اندوز نہ ہوں فرمایا کہ درج
 کے دروازے پر مائل رہو گا اور ہست پر توجہ و فرخ آئی نے نہ ہو گا حضرت فاطمہ زہراؑ نے اہلِ ہشامہ کا
 شکوہ ادا کیا اور کہا کہ اے یارِ پروردگار کی کیا بڑی عنایت ہے کہ میرے بزرگوار ہر جگہ شفیع ہست ہو
 یَا رُبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَادْبَحْ اَبَا عَلِیِّ بْنِ ابِی تَالِبٍ عَلَیْكَ خَيْرُ الْخَلْقِ خَلِّصْهُمْ
 ردوایت ہے کہ ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام عینِ شدتِ مرض میں آپ کے حضور میں

تشریف لائے اور فرمایا کہ اے حبشیہ! نہ تھے آپ پر تجھے درود و سلام بھیجا اور عراج
 اقدس کا حال پوچھا ہے فرمایا کہ طبیعت میری بہت نامساوی و سخت ہے سر اٹھانا دشوار اور
 اسد بل شام عام آپ خود ہی اپنے بندوں کے حال سے وقت کا یہی پھر دوسرے روز غزل ام
 ایک خوشخبر آیا اور خطاب باری تعالیٰ کی طرف سے حضور اقدس کے عراج کا حال دریافت فرمایا
 تیسرے روز حضرت غزیر ایل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ میرے حبیب کے دروازے پر جاؤ اور آپ کے
 اجازت طلب کرو اگر مرضی یا تو روح منظر توفیق کر لائو والا جلد بھراؤ ملک الموت پہنچے
 یا اگر نہ ہر اون خوشخبر کے ساتھ آپ کے استثناء شریف پر آئے اور یہ کلمات زبان پر لائے
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَهْلَ بَيْتِ الْبَيَّةِ وَتَعْلَيْنِ الْوَيْسَالَةِ أَتَاكَ نُورٌ سَبَّحَ
 بِالدُّخُولِ عَلَى خَيْرِ الْأَنَامِ یعنی سلام تیرا جو طبیعت نبوت اگر اجازت پاؤں تو
 حضور نبوی بین آؤں حضرت فاطمہ زہراؑ نے کہ اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سر جانے بیٹھی تھیں جواب دیا اِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ تَسْتَفْئِلُ وَهُوَ يُجَابِئُكَ فِي سَكَرَاتِ الْمَوْتِ
 یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت بحالت خود مشغول ہیں ملاقات ہوگی پھر ملک
 موت نے دوسری بار اذن طلب کیا حضرت سیدہ نے پھر وہی جواب دیا اس مرتبہ حضرت ملک الموت
 کو غصہ آیا اور تیسری بار بیت پر ہی سخت آواز سے اذن طلب فرمایا حضرت سیدہ نے
 ارشاد کیا هَذَاكَ اللَّهُ يَا أَحَا الْعَرَبِ اِرْجِعْ إِلَى سَفَرِكَ مَكَانَ السَّبْيِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْتَفْئِلُ فِي فَيْءٍ يَعْنِي ہر جہت کرے تجھ کو اسد تعالیٰ اسی بجائی عرب کے
 پھر اپنے مکان پر اسو پہنچے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مشغول ہیں اپنی
 لذات میں بسبب سختی آوار حضرت غزیر ایل علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 آنحضرت کو مل دی اور حضرت سیدہ سے پوچھا مَنْ هَذَا الَّذِي جَاءَ وَ لَيْسَ مَعَهُ

فَقَالَتْ يَا اَبِي هَذَا الرَّحْمَلُ اعْرَاجِي لَاسْتَاذَنَ بِاَلَدِ خُوَلٍ عَدِيكَ
 یعنی کس شخص سے توڑتی ہر عرض کیا کہ ایک اعرابی دروازے پر کھڑا ہے اور اندر آنے کی
 اجازت چاہتا ہے ہر چند عذر کرتی ہوں نہیں مانتا ہے فرمایا فاطمہ مَا تَعْرِفِينَ
 مِنْ هَذَا الْاَعْرَاجِ قَالَتْ لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالْ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ وَالسَّلَامُ اِنَّهَا هُوَ هَاجِمُ الدَّارِ وَمُعْتَرِفُ الْجَبَابِثِ وَمُعْتَرِفُ
 الْقُبُورِ وَقَابِلُ بَعْضِ الْاَنْوَاحِ وَمَكْسِرُ الْاَشْيَاحِ هَذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يُرِيكَ لِيَوْمِ
 اَهْلِ بَيْتِكَ بِرَحْمَةٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَقَدْ اَمَرَ اللّٰهُ
 اَنْ لَا يُذْخَلَ حُلٌّ عَلٰى الْاَيَّامِ ذُنُبِيْ يَعْنِي اِسْرَافِطِمُہ نے نہیں بھانا کہ یہ کون اعرابی ہے
 عرض کیا نہیں یا رسول اللہ فرمایا کہ یہ تھانے والا ہے عیش و لذت کا اور توڑنے والا
 ہے جماعت کا اور دیران کرنے والا ہے گمرون کا اور بھرنے والا ہے قبرون کا اور قبض
 کرنے والا ہے ارواح کا اور خراب کرنے والا ہے اشیاء کا ارادہ کرتا ہے کہ گم بن آئے اور
 میری روح قبض کر کے مجھے دنیا سے آخرت کی طرف لیجائے بعد ازاں شانے نے حکم میرے
 ہی ذرات خاص کے واسطے دیا ہے یعنی بدون میری اجازت مکان کے اندر آنے کو منع
 کیا ہے حضرت سیدہ نے عرض کیا کہ میں اسکو اندر آنے کی اجازت نہ دوں گی اور کسی طرح
 کو اگر نہ کہوں گی کہ وہ یہاں آئے اور میرے باب کی جان قبض کر لیجائے آپ نے فرمایا اگر
 فاطمہ کوئی آڑ بچھو یا ہاٹر دوزخ ہو یا کوڑا سکوروں نہیں سکتا ہے اس بعد ازاں شانے نے
 مخصوص یہ غرت اور غلٹ مجھی کو عنایت کی بدون میرے حکم کے اندر آنے کی اجازت
 نہیں دی ہے اور یہ مرتبہ کسی نے نہیں پایا ہے جناب باری سے یہ حکم خاص میرے ہی واسطے
 آیا ہے اِسْرَافِطِمُہ نے میری اجازت نہ پائیگا تو آئیگا بہتر ہے کہ کوڑا کھول دے

اور اندر بلے جب آپ نے بہت تاکید کی تو چار دن چار حضرت سیدہ نے اندر نہ کی اجازت دی ملک الموت نے حجرہ شریف کے اندر بعد ادب داخل ہو کر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ آپ نے جناب دیا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ يَا لَکَ الْوَقْتُ پھر آپ نے پوچھا کہ ملاقات کو آئے ہو یا قبض روح کا حکم لائے ہو؟ کیا کہ تابع مرضی مبارک کا ہوں اگر ارشاد ہو تو حضور کی روح پر فتوح کو قبض کر کے پرور و گار عالم سے ملاقات کراؤں و اگر فرمائیے تو یونہی و ایں جاؤں آپ نے فرمایا کہ تم نے جبرئیل کو کہاں جھوٹا عرض کیا کہ آسمان دنیا کے سب فرستے حضور کے غم و الم میں ملول ہیں اور جبرئیل انکے ساتھ اس مغم میں مشغول ہیں فرمایا کہ پہلے یہ کام کرو کہ جناب باری سے اجازت لیکر جبرئیل علیہ السلام کو مجھے جلد بلا دو جیسے ہی آپ نے فرمایا ویسے ہی جناب احدیت سے جبرئیل کے نام آپ کے حضور میں حاضر می کا حکم آیا حضرت جبرئیل علیہ السلام روتے ہوئے حضور اقدس میں حاضر ہوئے آپ نے انھیں دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ اے دوست تو نے مجھے ہر وقت تنہا جھوٹا اور میری رفاقت سے منحرف و مڑا کر دیا کیا کہ حضور اعلیٰ میں جناب احدیت سے بشارت لایا ہوں فرمایا کہ کیا بشارت ہو کہاکہ اللہ جل شانہ نے تجھے درود و سلام کے بعد فرمایا ہو کہ میں نے آج آتش دوزخ کو مجھا دیا ہے اور جنت کو سرسبز کر دیا ہے جو تو قصور کو حضور کا اشتیاق ہے شوق زیارت مالا لایطاق ہے علمائے مع سائر و سامان جنائی بحکم ربانی حضور کی خدمت گزاری کے واسطے حاضر ہوئے انتظار ہیں اور ایسے ایسے سامان ضیافت میا و تیار ہیں کہ کہیں کسی نے نہ دیکھا اور نہ سہی کسی کان نے نہ سنا فرمایا کہ جناب احدیت کی عنایت بی غایت کا بہر حال شکریہ ادا کروں لیکن اپنی موت کے اس غم و الم میں گرفتار ہوں کہ قیامت کے دن

خدا جانے کیا معاملہ انکے ساتھ پیش آئے ایسا نہ کہ میری ہمت کا کوئی شخص دوزخ میں
 ڈالا جائے جبریل امین کے نام حکم آیا کہ میرے دوست سے کہو کہ اطمینان فرما لیکن اگر کسی طرح کا
 اندیشہ ہمت کی جانب سے اپنے دل میں نہ لائیں تب آپ کی ہمت کا جو شخص ہمیشہ معصیت میں
 مبتلا رہے گا اور فقط ایک ہی سال ہرگز سے بیشتر توبہ کرے گا اسکے سب گناہ معاف فرماؤں گا
 بلا حساب جنت میں پہنچاؤں گا فرمایا کہ موت کا حال کسی کو معلوم نہیں شاید ایک برس
 بیشتر توبہ میرے لئے حکم آیا کہ جو شخص ایک عینہ بیشتر بصدق دل توبہ زبان پر لائے گا ضرور
 بخشا جائیگا فرمایا کہ ایک عینہ بھی ہمت ہو اسی طرح توبہ نبوت و رسالت و ہمت و ہمت
 ایک ہفتہ ایک روز ایک گھڑی حتی کہ ایک ساعت ہرگز سے بیشتر توبہ نہ خائس
 توبہ کرے گا تو کوئی مواخذہ اسکے ذمہ باقی نہ رہے گا فرمایا کہ ایک ساعت بھی ہمت
 ہو فرمان آیا کہ آپ کی ہمت سے جو کوئی دم مرگ گناہوں کے خیال سے مادم ہو کر شک
 حسرت و مذمت اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے بخشنا جائیگا اگر مسلمان با ایمان کو یہ بھی دیتا
 ہا تو نہ آئیگا تو اسے صرف اپنی رحمت اور آپ کی شفاعت سے بخشوں گا کہ آیت
 تَعْدِلُ مَدَنِيَّةً قَانَا دَيْتُ غَفُورٌ رَحِيمٌ نے خود ہی انکی نشان میں فرمادیا ہے رَدِّ انکی مغفرت
 کا وعدہ خود ہی کر لیا ہے جب جناب باری سے یہ حکم آیا تو آپ بندہ خیر ہوئے
 اور ہمت کی طرف سے اپنے دل مبارک کو مطمئن پایا اور فرمایا کہ اگر میری جبریل اب
 مجھے دوبار تون کی آرزو ہو اول تو اللہ جل شانہ مجھے یہ وعدہ فرمائے کہ میری ہمت
 کو بسبب شرافت اعمال کے عذاب و نبوی سے نکل رہے ہوں یا روبرو ہونے ہوں یا
 کے بجائے اور دوسرے ہر ہفتے میں شب جمعہ اور شب دو شنبہ کو مجھے اعمال امت سے
 اطلاع ہوتی رہے کہ جو اعمال انکے نیک اور اچھے یا اون پر حمد آئی یا اول و ثبوت

کسی کے اعمال پر یاؤں تو اس کے واسطے استغفار کے لئے مغفرت جنابِ حدیث
مین مانتا تھا اؤں غرض کہ جب اہلِ تہذیب نے یہ وعدہ دیا تو آپ نے
ملک الموت کو اپنے نزدیک آنے اور قبضِ روح کرنے کا حکم دیا

يَا رِبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَرَبِّئَا اَبَا
عَلَى اَبْنَيْكَ هَذِهِ اَخْلَقَ عَلَيْهِمُ

آپ کی اجازت سے ملک الموت کا آپ کے نزدیک آنا اور
روحِ یُرفُوح کو قبض کر لیجانا

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ تَمَّ دَلَّى إِلَيْهِ مَلَائِكَةُ الْمَوْتِ مُتَّابِينَ وَمُتَنَبِّئِينَ إِلَىٰ أَذْيَةٍ
وَمَنْ يَنْتَهِ رُكُوتَهُ فَيَتَمَاءُ يَعْنِي بِحُزْنٍ هَوَتْ أَفْصَرَتْ عَلَىٰ سِدِّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْدَ الْمَوْتِ
اور اب سب سے پہلے اور اجازت کے منتظر ہوئے اور ملاک الموت کے ہاتھ میں ایک پتہ لکھا
پانی سے بھر اڑا وہ آپ کے حضور میں رکھ دیا آپ اپنا دست مبارک اُس پانی میں دھو کر
تھے اور دونوں ہاتھ پر نور پڑتے تھے اور فرماتے تھے اِنَّكَ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ اِنَّ
لِلْمَوْتِ سَكْرَاتٍ عِنْدَ الْوَارِثِيْنَ وَتِيَا هُوْنَ مِنْ كَمْ نَسِيْنَ كُوْنِي مَعْبُودٍ وَرَحْمَتِي مَكْرُومٍ اَلْحَقِّقْ كَرِيْمًا
کے واسطے سختی ہو آپ کا یہ حال دیکھ کر حضرت سیدہ نے واوڑا کیا اور کہا افسوس
کیا سخت تکلیف ہو میرے پیر پر رگہ رسول پر دردگار پر جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے
فَقَالَ لِنِسْئِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُنِّي سَلَىٰ إِلَيْكَ كَرِيْمًا بَعْدَ الْيَوْمِ يَعْنِي
جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے خالہ جو سختی و تکلیف آج تیرے پایہ
پر وہ پھر کبھی نہ ہوگی اور ایک روایت یہ ہے کہ ملاک الموت نے بھول گلاب کا
آپ کو دیا آپ اسے سونگھنے لگے تھے اور حال آپ کا متعجب ہوتا جاتا تھا آپ کی نورینہ
حضرت سیدہ خاتمہ زہرا بار بار بیٹھا نا نہ وار گریہ و زاری کرتی اور کہتی تھیں کہ ہاے

آج مدینہ خراب و ویران ہوتا ہوا ہے آج اس دار فناء سے ملک بننا کو سبھی سلطان و پادشاہ ہوتا ہوا ہے آپ نے اُس حالت میں حضرت سیدہ کا ہاتھ لیکر اپنے سینہ مبارک پر رکھ لیا اور اپنے بند کر لین لوگ سمجھے کہ روح پر فوج نے قالب سے طرے پر واز کی حضرت خاتونِ جنت نے بیتاب ہو کر آپ کو پکارا کہ ای بابا جان میری جان آپ پر قربان ہے کچھ جواب نہ دیا حضرت بنو زہرا زار زار بغیر روتی تھیں لگتی تھیں ایسا بد مہربان کی سلطان و پادشاہان فرما کر کھولیں اور میری طرف دیکھیں اور کچھ بات کہیں آپ نے انکو کھول کر فرمایا فاطمہؑ کتنی مٹی لگاؤ صِنِّہُ نَقَبَتْ لَهَا یعنی اسی کا طرے پر چھبے پس فریب ہوئے وہ آپ سے اپنے براہ کمانی شفقت الہی بشتانی پر بوسہ دیا اور تسکین خاطر کے واسطے چھوٹے کان میں کودیا حضرت سیدہ خوش ہو کر نسنے لگیں صبا ج میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوری روایت یوں کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک روز ہم سب بیڈیان حضرت عائشہؓ کے حضور اقدس میں حاضر تھیں کہ حضرت فاطمہ زہراؓ تشریف لائیں آپ نے انھیں دیکھا کہ کھڑے ہیں اور دیدہ پھر انھیں اپنے نزدیک بٹھلایا اور ان کے کان میں کچھ ارشاد فرمایا تو حضرت فاطمہؓ غمگین ہو کر رونے لگیں پھر آپ نے انھیں غمگین دیکھا دوسری بار سرگوشی فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہ سے پوچھا کہ حضرت نے تم سے کیا سرگوشی کی جواب دیا کہ میں آپ کا ارظا نہیں کر سکتی پھر حضرت کے انتقال کے بعد میں نے اُسے قسم اُس سرگوشی کا حال استفسار کیا تو یہ جواب دیا کہ اس کے بیان کرنے میں کچھ مفاد فقہ نہیں بلکہ حضرت نے جو مجھے سرگوشی کی تھی تو یہ فرمایا تھا کہ ہر سال ایک بار جبریلؑ مجھے قرآن پاک کا دو رکعتی نسخہ اور ہر سال دو بار دو رکعتی سورہ اس مجھے معلوم ہوتا ہے کہ سال آئندہ میں میں نہ رہوں گا میں یہ سن کر رونے لگی پھر

دوسری بار آپ نے میرے کان میں فرمایا کہ میرے اہلیت سے سب سے پہلے تو ہی میرے
 پاس آئیگی تو خدا سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا میں تیرا بہتر پیشوا ہوں اور کیا تو اس سے
 رہنی نہیں کہ بہشتی عورتوں کی سردار بنے میں یسکر خوش ہوئی اور ہنسے لگی تمام ہوا
 حائکہ مصلح کا پھر آپ نے نور عین جعفرات حسین کی طرف دیکھا اور اپنے نزدیک بلایا
 اور دونوں صاحبزادوں کو یہاں کیا اور سینے سے لگایا صاحبزادگان عالی تبار اپنے جد
 بزرگوار کا حال زار دیکھ کر رونے لگے صاحبزادوں کی گریہ و زاری آہ و بقراری سے ماتم
 عظیم پر باہر آتی کہ دونوں شہزادے روتے روتے چودہ سو کر سینہ مبارک پر گر پڑے
 بعد ازاں آپ نے براہ فرط محبت حضرت عائشہ صدیقہ کی طرف دیکھا وہ روئیں اور
 کہنے لگیں وَاَقْرَبَتْ کَاَبِیْکُمَا یعنی افسوس ہے آپ کی جدائی کا یا نبی
 کہ آپ نے ایذا کو اختیار کیا اور اس در فضا میں مجھے تنہا چھوڑ دیا پھر آپ نے نظر شفقت
 و محبت تمام اہلیت نبوت کی طرف دیکھا اسہ و آج بے کیماں بغیراری اور بگریہ و زاری
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے یہاں سے تشریف لے جاتے ہیں اور میں سے پیر درختے میں
 فرمایا کہ میں نے تمکو اللہ جل شانہ کے سپرد کیا اور اسی محافظہ حقیقی کی نگہبانی میں چھوڑ دیا
 تمکو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں حاضر و مشغول رہو اور اس کے
 احکام کو ہر کام پر مقدم سمجھو بعد اسکے زینا سہ مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا کے زانو پر رکھا اور نظر شفقت و لکڑت انکی طرف دیکھا اور ملک الموت
 کو قبض روح کی اجازت دی حضرت غزیر اہل علیہ السلام آپ کے نزدیک آئے اور
 سہ مبارک کے قریب بیٹھے پھر تو سکرات موت کی آپ پر سفدر شدت ہوئی کہ چہرہ مبارک
 کا رنگ سرخ اور بھی زرد ہو جاتا تھا اور وہ پیاد پانی کا بھر ہوا سانس نہ لکھتا تھا آپ

بار بار اپنا دست مبارک اُٹھین ڈالتے تھے اور چہرہ انور پر مس فرماتے تھے اور نثار کرتے تھے کہ اے ملک الموت جان کئے نکلنے میں بڑی سختی ہوتی ہے ملک الموت عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ میں ہر روز تیری روح مسطر کو قبض کر رہا ہوں اس آسانی سے میں نے کبھی کسی کی روح کو قبض نہیں کیا ہے اور نہ اس کام میں کسی طرح کی رعایت کو کسی کے ساتھ دخل دیا ہے فرمایا کہ اے ملک الموت میری ہمت پر جا کتنی گئے وقت جب قدر سختی اور شدت ہو وہ آج مجھ پر لینا اور کسی طرح کی تکلیف حالت نزع میں میری ہمت کو نہ دینا سبحان اللہ کیا شفقت کیا عنایت بی غایت ہے کیا لطف و کرم کیا انعام تم کیا محبت

بچہ و بے نہایت ہے

يَا رِبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا اَعْلَىٰ كَيْدِكَ خَيْرًا اَخْلَقْتَ كَلِمَتَهُ

آخر کار جب حضرت رسول مختار متوجہ بقائے پروردگار ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام آپ سے رخصت ہوئے اور کہا اسلام علیکم یا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اب آج سے آنا میرا اس دنیا میں برسات نہ ہوگا اس واسطے کہ سلسلہ وحی الہی کا آپ ہی کی ذات بابرکات تک تھا اب منقطع ہو گیا پھر ملک الموت نے اپنا ماتم تمام بدن مبارک پر پھیرا اور کہا اَیُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ ارجعی الی ربِّکِ ذَا ضِیَۃٍ مَّزْہُنِیۃٍ یعنی اے جان آرام پزیرنے والی میرے ذکر کے ساتھ تو نعمت پر شاگرد تھی اور محبت میں مبارک پھر آدنیا سے اپنے رب کے وعدہ گاہ کی طرف اُس حال میں کہ پسند کرنے والی ہے تو وہ جو کہ تجھے دیا ہے پسند کی گئی ہے تو خدا کے نزدیک پسند کی گئی روح مسطر جیم معطر سے اور وہاں سے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پروردگار عالم کی رفاقت میں اور قرار پکڑا آپ کی روح پر فتوح نے علیین کے درجہ علی بن ابی طالب وَاَنَا لَیْسَ بِرَاجِعٍ

آپ کے انتقال فرمانے سے جیسا کہ مرثیہ قاری اور ساری دنیا بے رونق اور تھکا
 جھان ویران اور آواز ہوا وہ ظاہر ہو چکا تھا جس سے ہر فرد و صاحب کرام کی ہمت پر
 اور اہمیت رسالت کی گریہ و زاری کا ماحول رقم کرنے سے قلم کا جگر چھٹا جاتا ہے اس سلسلہ
 حشر خیر و مادہ ٹیگر ریز کے اظہار و بیان سے راقم انعم کا کلیہ منہ کو آہر و جناب سیدہ نور
 حضرت مصطفیٰ اور حضرت عائشہ محبوبہ صدیقہ کے نامہ و فریاد سے ساری زمین زمان کین
 مکان فلک و ملک ہشت و در و در و غلمان سہمی تھیں قیامت عجیب طرح کے بیخ و بوم
 گرفتار تھے بعض عاشق زار اس غم المین کو یائی سے بیکار اور بعض ہوش و حواس باختہ
 عاجز و زنا رہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم بخود ہی مین فرماتے تھے
 کہ جس کسی کی زبان سے سنو گنا کہ آپ نے انتقال کیا اسے زندہ نہ چھوڑو گنا جناب راقم
 حضرت غزالی رحمۃ اللہ علیہ احوال و علوم میں اعادہ فرمانے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے انتقال کی خبر پائی تو درود شریف پڑھتے ہوئے چہرہ مبارک
 میں داخل ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری آنا غم چہرہ مبارک پر طاری ہونے کی آواز
 و انتون کی رگڑ سے سنائی دیتی تھی آتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چھک پڑے اور
 چہرہ مبارک کو کھول کر پیشانی انور اور رخسار مطہر پر بوسہ دیا اور چہرہ مقدس پر ماتھہ بھر دیا
 اور کمال بقیہ راہی بنے بحالت گریہ و زاری فرماتے تھے اے فاطمہؑ اے رسول اللہؐ
 اور فرماتے تھے کہ عالم حیات میں بھی آپ مجھے رہے اور بعد ازاں بھی آپ کے انتقال فرمانے
 سے وہ بات ختم ہو گئی جو کسی پیغمبر کے انتقال کرنے سے ختم نہیں ہوتی یعنی عمدہ نبوت
 و نزول وحی آہی و دونوں مرتبے آپ کی ذات بابرکات پر ختم ہو گئے آپ کا مریض
 سے زندہ اور رونے سے بڑھ کر آپ غامض ہے تو ایسے کہ تمام مسلمان با ایمان کے

رتھوں کے ضامن ہو گئے اور عام ہوئے تو ایسے کہ ہم سب آپ کے باب میں برابر ہیں
 یعنی آپ کی رسالت تمام خلق اللہ کے واسطے یکساں ہے اگر آپ کی موت آپ کے اختیار
 سے نہ ہوتی تو ہم اس غم میں اپنی جانیں آپ پر فدا کرتے اور اگر آپ ہلکے روئے سے منع نہ
 فرماتے تو ہم اس بیخ و دم میں اس قدر روتے کہ آنکھوں میں مینائی باقی نہ رہتی تھی اسی اپنے
 حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں ہماری یہ عرض حاجات پہنچا دے اور اس حضرت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو پروردگار عالم کی جناب میں یاد رکھیں اور اپنے دل
 مبارک سے فراموش نہ کریں آئیں ہجرت طہ و حسین حاصل کلام حضرت خیر الانام نے ترجمہ
 برس کی عمر میں بروایت مشہورہ ماہ مبارک ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو اور روایت
 صحیحہ معتمدہ دوسری تاریخ ماہ مذکور کو دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت ہجرت کے کیا ہوا
 سال وفات فرمائی اور انتقال فرمانے کے تیسرے روز بسبب کثرت نماز کے
 چار شذیہ کے دن مدفون ہونے کی نوبت آئی آپ کا پہلا غسل آب خالص سے اور
 دوسرا غسل یانی اور پیر کی تہی سے اور تیسرا غسل یانی اور کا فور سے تھا اور کفن مبارک
 بن نین کپڑے سفید تھے یعنی دو جاویدین اور ایک پیراہن ایما دین حضرت علی
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کی وفات شریف کے بعد نعش مبارک
 سے یہ معجزہ وقوع میں آیا تھا کہ جس عضو کو ہم غسل دینے کے واسطے بدلتا چاہتے
 تھے تو ہلکے اور بھی دست نہ ہوتی تھی وہ عضو شریف خود ہی بدل جاتا تھا غرض کہ
 مختصر احوال آپ کے انتقال شریف کا بیان ظہیر کیا ہے خیال اختصار اس رسالہ
 میں زیادہ طوالت کو دخل نہیں دیا ہے جن حضرات کو اس سے زیادہ آپ کی وفات
 شریف کا حال دیکھنا اور دریافت کرنا منظور ہو وہ رسالہ مصباح النبوة

نہیں پیر و فرشتہ بر تن قبلہ و کعبہ مطلق برگزیدہ بارگاہ ربانی حضرت مولانا شاہ
 محمد مدنی قادری المیزبانی علیہ الرحمۃ کو بہرہ یونہی آیا کہ واقعی حضرت مدوح نے
 خوب ہی تصریح کے ساتھ لکھا ہے ملاحظہ فرمایا اپنے حبیب پاکی ہوا حبلا
 کیے فیض و تسدق پر اس بزرگ نگار سے اپنا محبوب و شہسار عاجز و مسکین
 محمد سراج الیقین عرف سائے ہدایت کہ کافاتہ بانیر جیو اور اپنے رسول قبول علیہ الصلوٰۃ
 و السلام کے زیر سایہ مغفرت پایہ میں جگہ دیکھو آمین یا رب العالمین بحق محمد
 وآلہ و اصحابہ اجمعین

شعری تاریخ تصنیف میلاد شریف از ارشاد قدوۃ السالکین جناب
 حافظ شاہ سراج الیقین عم فیوضہ مصنفہ محمد امیر احمد بلگرامی متخلص
 بہ امیر متلمذ جناب خواجہ عزیز الدین صاحب غریب متخلص دام ظلہ

بنام خدا سے کہ جان دادا و	تن و توش و تاب و توان دادا و
زبان و بیان داد و دم عقل و ہوش	ہمہ چیز دادا و چہ چشم و چہ گوش
دل و دیدہ را کرد روشن بدین	نور جمال سراج الیقین
سراج الیقین عالم افز و ز شد	شب غفلت شک از دور ز شد
سراج الیقین آفتاب ہر سٹے	بہر فان و ابقان بود در ہنما
از نو کہ دنور ہر ایت ظور	رسیدہ فروغش نیز دیاک و درور
بدن نقش اثبات ابد بست	محب تازہ نقش بکری شست

بهمانه بود بهره برزین جناب
 امیر ارشوی برادرش با س گیسر
 ایلام شد ادر او بر زبان
 محیطیست در یاد حق جوش زن
 دانش مخزن علم و ارز نهان
 نجات آمد آن شاه عرش تشیان
 امیر آمد آن معرفت دستگاه
 بود از نیاکان بنا س دگر
 کنون در جهان این نجمه صفات
 گل رفته شاه حمدانی است
 پدر آختنان و پسر این چنین
 فروزنده مجلس کا ملان
 سر مرقد این بزرگان دین
 توکل بند اش بود مدح کسج
 صفات رضائمه ذات اوست
 توجید نردان ز خود در گذشت
 رسم نامه تو بمیلاد کرد
 چو نسیان گهر یزد شد نامه اش
 به تصنیف میلاد خیر البشر

شود حاصل از درکش فقیاب
 گویند مردم که نغمه الامیر
 مسلم الهی بود تر زبان
 پر از مسرت خالی از نوشتن
 زیانش ز سر هر حق ترجمان
 بود حبه این نقد اسد زمان
 که در ملک دنیا و دین بود شاه
 کزان راه این نور شد جلوه گد
 کند هر سری در طریق نجبات
 عیدیم المثال است لاثانی است
 زمانه بنسازد آن و باین
 سراج الیقین شمع این دورات
 کند شمع رکشن سراج یقین
 قناعت از پاسب دارد بلخ
 به تسلیم بودن ز عادات اوست
 رسیده با لا ولا در نوشت
 دل و جان صاحب لادن شاد کرد
 چو عثمان در یغیر شد نامه اش
 بنسبت رحمت در کام جانماشکر

بیت سیم بر سخن گردید و باز شد آن صاحب ارشاد شد شد آمنت آمنت خوان چربل مس قلب اهل جهان زوطلاست بمیلاد و سرور علیه السلام دو تاریخ در ضمن یک بیت گفت	بمیلاد کس در زبان برکت داد زبان هر سائلوست دل شاد شد برین گفتگو - برین قال و فین چگونیم عجیب نسیم گیمیاست چو این نامه از خانه این شد تمام امیر الله الله در نظم گفت
---	--

سراج یقین کرد روشن جان
در میلاد نفعت ششم مرسلان
۱۳۰۱ هـ

ایضا تاریخ طبع میلاد شریفیت
۱۳۰۲ هـ

مستفید آمد از درکش عقول اهل دین خسب پسند اهل ایمان و قبول اهل دین زین چه به باشد بنام از حصول اهل دین	نسخه میلاد پاک هر در دین طبع گشت این بان این بان قهقهه بنیز و بان خرن خس عمل بر مصفت جمع شد
---	---

مصرع تاریخ طبعش ز در قم کلام امیر
طبع شد حالات میلاد رسول اهل دین
۱۳۰۶ هـ

خاتمه الطبع از جانب کارپردازان مطبع

عاشقان روست احمدی او شائقان محافل میلاد و مصطفوی کو فوید مسرت افزا
که اس زمان برکت، اقتران بین ذخیره روایات مولد شریف مجموعه حکایات بیفت

حضرت محمد طبع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے انداز سے تالیف ہر ازاد اور جو طبع ہو گا
 اور طرز خوبی میں اپنا نظیر نہیں رکھتا ہو موسوم بہ نجات، انشا بقین بعروج، تواریخ احمدی
 و افقہ عالم با عمل ماہر اکل صاحب احوال سنیا الکب، مقامات سلیمہ نیز اوج علم و یقین
 شہرہ پرست و دین شریفہ جمال حضرت سید المرسلین مولوی محمد سرکاج اہلکار
 صاحب جبین تمامی حالات سرور کائنات کا ذکر تائید تبرکات بون سے آجواب، اگر
 بتفصیل مندرج ہو ہو مثل اسماہ اجہ او تحفرت و بیان ہر کمال اسرور و سیاق و سباق
 با سعادت و احوال رضاغت بارکت مع دیگر حالات با غلت و بیان رملت حضرت
 بی بی آمنہ و اللہ تعالیٰ حضرت عبد اطالب و وصیت حضرت عبد اطالب بہ حضرت
 ابو طالب برائے پرورش حضرت و ذکر نکاح حضرت با حضرت خدیجہ علیہا السلام و بیان
 نزول وحی و احوال نخب و ذکر دعوت اسلام و تذکرہ ایمان اصحاب کرام و بیان حراج
 و تذکرہ ہجرت و احوال اسلام حضرت عبد اللہ بن سلام و حضرت سلمان فارسی علیہ السلام
 و حالات غزوات حضرت بالتفصیل و بیان وفات شریف آنحضرت و تذکرہ کتاب ہزار
 حسن و خوبی نیز بہ تمام و حسن انتظام مطبع نامی منشی نو لکشور واقع لکھنؤ میں معلومت
 جناب منشی پراگ نرائن صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بہ ماہ کنور علیہ السلام
 مطابق ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ ہجری علیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر سرور و فخر سے
 دلہاسے مومنین اور شرح محافل میلاد حضرت ختم المرسلین ہوئی

اعلان

حق تالیف اس کتاب بہ حق کتاب کا بحق نو لکشور پریس محفوظ ہے۔

